

اشاعت السنۃ النبویہ

علیٰ صلحہا الصلوٰۃ والسلام

نمبر چارم و پنجم و ششم ۱۱۰ معہ ۱۵۵۶

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب دین اہل السنۃ

CHECKED
Date.....

قیمت رسالہ و ضمیمہ

یہ رسالہ عموماً ہر سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے۔ خاص (روساء) ہر سال سو روپیہ قیمت فرماتے ہیں بعض اشخاص کی جنکی آمدنی چالیس روپیہ یا سو روپیہ لگے ہوئے جاتے ہیں۔ جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور بھی آمدنی نہیں رکھتے پر علمی بضاعت رکھتے ہیں اور اس میں ہیں اور ان کو بلا قیمت دیا جاتا ہے ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ نکلتا ہے تین روپیہ ہے خاص چھ روپیہ۔ رعایتی عید۔ ادنیٰ ۱۲

ابو سعید محمد حسین۔ مہتمم رسالہ اشاعت السنۃ

اشاعت السنۃ کی غیر حاضری پر عذر آوری

رسالہ نمبر جلد ۱ کے بعد جولائی میں شائع ہوا تھا و ممبر سے پہلے اس سالہ اور اس کے ضمیمہ کا کوئی پرچہ شائع نہیں ہو سکا جسکی وجہ یہ ہے کہ خاکسار (ایڈیٹر) ۵ اگست ۱۹۴۷ نو ممبرک بھرتی می خدمات و ضرورتیں میں ایسا مشغور ہوا کہ مضمون رسالہ کا ایک وقت نہیں لکھ سکا۔ اسکی تاخیر پیش کیا گیا۔ اس سفر میں اکثر روزانہ رسالہ کی مضمون نویسی۔



وہ جس کو کوئی بھی تحریر ہو گیا ہو جو صاحب نام تحریر ہو گیا ہو صحیح ہو گیا ہو کہ جس کا علم ہو گیا ہو کہین یہ جو عمر یا اس کی استعمال کے لئے عمدہ ہے۔ نئی نئی مولوی بلال الرحمن صاحب پناہ پور ضلع مظفرنگر قیمت فی شاخ ۱۲ یہ اعلام مکتوبی خیر خواہی اہل اسلام کی نظر سے ہر ایسی اور ہر چیز چاہا کہ جیسا اس آؤد کہ جس سے جس نے انہما یا ہے اور سلمان بنی ہاشم کے لئے ہے لیکر دج رسالہ

یہ کیفیت پڑھ کر ہمارے ناظرین و خریدار اہل بیت ہمارے ہر ایک عرصہ کی غیر حاضری کو معاف فرمائیں گے۔ خصوصاً اس وقت جبکہ ہماری اس ٹانگ و دو کا عمدہ و مفید نتیجہ تقریباً شائد ہائیگی اس وقت تو ہمارے قدر دان معادون و خریداروں سے یہ بھی امید ہے کہ ہمارے آئندہ خدمت سے ہری کر کے پیش کش کا مستحق سمجھیں گے اور ہمارے کسی وقت کی غیر حاضری پر کبھی اشتفتہ خاطر نہ ہوگا۔ وہ وقت ظہورِ نتیجہ تقریباً آنا چاہتا ہے ومن اللہ التوفیق۔

معاونین کی خدمت میں

ضروری التماسات

اول

باقیات شدہ اس کے لئے جنوری ۱۹۵۵ء کی یاد دہانی ہو رہی ہے۔ جبکہ اکثر حضرات کی توجہ نہیں ہوئی۔ اور فقرہ یہ آخری یاد دہانی جو اس وقت سے ہوئی ہے بزرگ خطوط کے ذریعہ سے مل گئی ہے۔ اس سے بھی ان حضرات کو تاخیر ہوئی۔ اکثر صاحبوں نے نہ روپیہ ارسال کیا نہ جواب خط دیا نہ بجز ایک و صاحب کو کہیں خط بزرگ واپس کیا ان حضرات کی خدمت میں ہم سو دانا التماس کرتے ہیں کہ اگر وہ قیمت دینا اور آئندہ پرچہ لینا نہیں چاہتے تو ہمارے اسی برس آگاہ کریں۔ ہم ان پر پچھلے حساب کو یوم الحساب پر چھوڑتے ہیں اور ان کو زیر باری رسالہ سے بیکدوش کرتے ہیں۔ اور اگر دائر قیمت کی نیت ہے تو براہ مہربانی ہمارے خطوط کا جواب دیں۔ اور اس میں ان کی قیمت کا قبضہ لے لیا جائے۔ عہدہ مقرر کریں۔ اس التماس پر بھی وہ سکوت اختیار کریں تو ان کے نام بزرگ خطوں کا سلسلہ برابر جاری رہے گا۔ اور جس خریدار نے ہمارے بزرگ خط ریفریوڈ کر کے واپس کیا اس کا رسالہ بند ہوگا۔

التماس دوم

ممبر اول صاحب انگریزی رسالہ اشاعت السنہ کی (جسمین مضمون) الہدیت کو دہائی کہنے پر اعتراض "میں ہے" دوسرے کامیان چھپوائی گئی تھیں۔ از انجملہ تقریر یا ایکو کاپی تو بلا قیمت تقسیم ہوئی جسمین سے ایک ٹکٹ سے زائد حصہ کوئی نہیں اور عہدہ داران کو ٹکٹ کی خدمت میں پیش ہوا۔ باقی ماندہ سو (۵۵) کامیان خریداروں کے نام روانہ کی گئیں۔ از انجملہ (۹) خریداروں نے (جن کو قیام گاہ یہ واضح نہیں۔ وزیر آباد۔ کراچی۔ چھانگامانگا۔ لاپلی۔ تیرکھٹا

کا کوٹہ ناہتہ۔ کہوڑی۔ کوٹہ منصوری، ارادہ خریداری و معاوضت ظاہر کیا۔ اور بعض محضون نے
زراعت بھی ارسال فرمایا ہے۔

(۴) خریدار و بیچ لیٹول چند اشخاص غیر خریدار و مالون کو جنکے مواضع قیام یہ ہیں لاہور۔ لوڈا۔ انبالہ
پوٹیار پور۔ دہلی۔ ناگپور۔ جیلپور۔ ارہ۔ بنارس۔ جہی۔ سملہ (سابق ڈیرہ سیٹان) استور (حال کوٹہ)
خانزی پور۔ دیرہ دون کچھ روپیہ سال کیا ہے۔ مگر وہ صرف نمبر اول کی قیمت ہی یا انسی نمبر کے متعلق ایک
خاص ضرورت کے لکھ کو فرینڈ کان جانتے ہیں غایت ہے اس سے انکا آئندہ کر لئے خریدار یا مالون پرچہ ہونا
مفہوم نہیں ہوتا اور (۲) صاحبونج (شکی مواضع سکوت) جیم آباد۔ پورٹ بلر ہے۔ وعدہ قیمت یا
معاوضت پرچہ کیا ہے اس سے بھی انکی آئندہ خریداری و معاوضت کا حال معلوم نہیں ہوتا یا آئندہ ہم خریدار
نے جنکے محل اقامت یہ مقام ہیں۔ مدراس۔ مردان۔ بنگلور۔ راولپنڈی۔ جوہور مدیا نمبر (حال مدراس)
پٹنہ شکر گڑھ۔ حیدر آباد کن۔ مدان۔ شکر گڑھ۔ مدان۔ پٹنہ۔ ارکلی گاؤں۔ علی گڑھ۔
ننگر۔ پٹنہ۔ کوٹہ۔ مالیر کوٹہ۔ گرنول۔ پٹنہ۔ امرت سر محض سکوت اختیار کیا ہے۔ نہ زر
قیمت یا معاوضت پرچہ ارسال کیا آئندہ خریداری کی نسبت ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔

لہذا حصہ انگریزی کا دوسرا نمبر میں مضمون "نواب صاحب ہوپال اور ان کے اسلامی یا ملکی بہائی"
درج ہے اور وہ (۵۱) صفحہ میں تیار ہو کر شائع ہوا ہے صرف نو اشخاص (معاذین قسم اول) کے مضمون
روانہ ہوا ہے۔ باقیانہ (۴۶) اشخاص (معاذین اقسام ثلثہ) کی خدمت میں وائگی
نمبر سے انکے ارادہ خریداری معلوم نہ ہونے کے سبب توقف ہوا ہے اور آئندہ بھی جب تک ان کی
طرف سے مطالبہ ہوگا توقف رہیگا۔

لہذا جو صاحب خریداری حصہ انگریزی کا شوق دار ارادہ رکھتے ہیں وہ اپنے شوق دار ارادہ
ہم کو جلد آگاہ کریں۔

در صورت توقف ہم نمبر اول کی جو خریداروں کو وصول ہو چکا ہے قیام
خریداران ان کے حساب میں درج کریں گے اور آئندہ ان خریداروں کے لئے جن کی

نہ پہنچ سکی کوئی کاپی نہ چھپوا سکیں گے صرف ان چند کاپیوں کے چھپوانے پر (جو کزنٹ میں پیش کئے یا موجودہ خریداروں کو تقسیم کر دینے کے لئے مکتفی ہوں) اکتفا کریں گے۔
پھر جو صاحب خریداری حصہ انگریزی کا شوق دار اور ذہن فہم فرمائیں کہ وہ اپنا مطلوب نپاشینگے اس رسالہ کا مضمون ”انجمنیٹ پرائیڈ“ انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کا طبع ہونا خریداروں کی طرف سے ہماری التماس کے جواب آئے پر موقوف ہو رہا ہے اس التماس کے جواب میں جو کچھ مناسب سمجھیں جلد ظاہر کریں۔ صوم سکوت اختیار نہ فرمائیں کہ اس میں ان چند شائقین کا جو ارادہ خریداری ظاہر کر چکے ہیں اور اس قومی ضرورت کا جھکے لئے وہ مضمون ترجمہ کیا گیا ہے حرج متصور ہے۔

التماس سوم

ہماری التماس معروضہ نمبر ۹ جلد ۹ صفحہ ۳۴ سطر ۹ و ۱۰ کو صرف بعض حضرات معادین نے توجہ سے ملاحظہ فرمایا ہے اور قیمت رسالہ کو حسب حیثیت خود بڑا دیا یا کوئی معقول حذر جس سے ہمارے بھائی تسلیم چارہ نہوا پیش کیا۔ اکثر حضرات نے اس میں سکوت اختیار فرمایا ہے۔ ان کی خدمت میں التماس مذکور کا فقرہ اخیر دوبارہ عرض کیا جاتا ہے۔ کہ جسکی آمدنی چالیس روپے یا ہوا سے زیادہ معلوم ہوگی اس کے نام ایک روپیہ یا ہوا کے حساب سے بل جاری ہوگا اس میں جو صاحب کچھ عذر کرنا چاہو ہیں وہ بغور ملاحظہ التماس نہ کریں۔ ورنہ اپنا آپ کو ایک روپیہ یا ہوا کا (جو اس رسالہ کی عام قیمت ہے) خرید کر بھیجیں اس دوبارہ عرض پر بھی ان کا سکوت رہا تو ان کو عام قیمت پر راضی سمجھا جائیگا اور شلہ اس حوالہ سے مطابقت کے مطابق اسے مطالبہ قیمت ہوگا جن صاحبوں کا روپیہ یا ہوا بابت شلہ آیا ہے اور وہ ان کی حیثیت آمدنی کے موافق نہیں ہے ان کا روپیہ یا تصفیہ معاملہ درج حساب نہ ہوگا وہ صاحب اپنے معاملہ کا تصفیہ کریں تو ہم ان کا روپیہ درج حساب کر کے ان کے نام کی

گورنٹ کالج لاہور

اہل اسلام کو مشرورہ اور مشورہ

{ قَالَ بِنِيَا صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَشْكُو النَّاسُ لَا يَشْكُو اللّٰهُ }
{ ہمارے پیغمبر کا قول ہے جو شخص لوگوں کا شکر گزار نہیں وہ خدا کا بھی نہیں + }

شروع سے ہم اپنی غفلت میں سونے والی قوم (اہل اسلام) کو جگا اور ہلاک ہے ہیں اور اپنی رسالت کے متعدد مضامین میں یہ لکھ چکے ہیں کہ مذہب و معاشرت آپس میں متلازم ہیں۔ مسلمانوں نے معاشرت کو مذہب سے الگ کیا تو اسلام کا تنزل شروع ہوا۔ (۱۲) اور دنیاوی ترقی بذریعہ تجارت کب تجارت - زراعت وغیرہ مذہب اسلام کے مخالف نہیں۔ بلکہ ترقی و عروج اسلام کا ایک بڑا بہاری سبب ہے۔ (۱۳) اور انگریزی زبان کا سیکھنا جو اس زمانہ میں عروج دنیاوی کے لئے ایک

یہ مضامین اشاعت النہ میں جلد دوم سے جلد ششم کے متعدد پرچوں میں مرقوم ہیں اس مقام پر ان مضامین سے چند فقرات بغرض تفہیم و تشوین ان ناظرین کے جنہوں نے وہ جلدیں ملاحظہ نہیں کیں نقل کئے جاتے ہیں۔ ان فقرات کے ملاحظہ سے ان صاحبوں کو اصل مضامین کا شوق پیدا ہو تو ان کی خدمت میں وہ پرچے جن میں اصل مضامین درج ہیں بحساب فی پرچہ قیمت ارسال ہو سکتے ہیں۔

جلد اول اشاعت النہ میں صفحہ ۳۴۵ یہ دعویٰ کر کے کہ مذہب و معاشرت آپس میں جڑ جڑ سے ہوئے ہیں اور ایک زنجیر سے بندھے ہوئے اور انبیاء علیہم السلام جیسے عبادت کہاں گئے کو آئے ہیں یہی معاملات و طرز معاشرت بتائے کہ تشریف لائے ہیں اس کے ثبوت میں چند آیات و احادیث نقل کر کے اسکی تشریح میں صفحہ ۳۴۴ لغات ۷۷۴ وہ احکام شریعت بیان کئے

سیرجی ہے مسلمانوں کے لئے ممنوع نہیں ہے۔ اور اہل اسلام کے لئے اقوام غیر کی نوکری یہ حال اور مطلقاً منع نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ان مضامین نے ہم کو امید ہے (چنانچہ سماع و مشاہدہ میں ہی آپ کا ہے) بہت لوگوں پر اثر کیا ہوگا اور ان کو تحصیل اسباب حسن معاشرت اور ترقی دنیاوی کی طرف جو ترقی دین کا ذریعہ ہے متوجہ کر دیا ہوگا۔ اس قسم کے مضمون ہم تین اور لکھنا چاہتے ہیں۔ جنکی تحریر کا

میں جو دیوانی۔ فوجداری، ٹیکسٹریٹو، دیگر معاملات دنیاوی کے متعلق ہیں۔

اور جلد سوم میں نمبر ششم کے مضامین میں صفحہ ۲۱ کہا ہے۔ ذاتی کام (جو کسی خاص شخص سے متعلق ہو) کو ایک شخص اپنی ہی ذات سے کر سکتا ہے مگر جمہوری کام کا اتمام بدون جمہوری متابع و معاونت کے ممکن نہیں ہے مثلاً ایک شخص اپنی ذات کا عابد یا زاہد بننا چاہے تو کسی مسجد کے حجرہ میں وہ شکف ہو کر عابد یا زاہد بن سکتا ہے مگر کسی قوم کا مادی یا ربی بننا چاہے تو اس امر کے لئے صرف حجرہ و دربار کی ذات کافی نہیں ہے بلکہ اور انصار و احوال کا محتاج ہوتا ہے۔ یہ بادی النظر کا فتوے ہے اور اگر نظر غائر سے دیکھا جاتا ہے تو جن کاموں کو ذاتی خیال کیا جاتا ہے ان کا اتمام و حسن انجام بھی بدون جمہوری معاونت کے ممکن نہیں ہے۔

اسی عابد یا زاہد کو مسجد کے حجرہ میں دوسرا شخص کہانا نہ پہنچائے تو چند روز میں اسکو اعتکاف توڑنا پڑے۔ اسکی عبادت کے لئے کپڑا۔ بودیا۔ کوزہ کوئی بہیم نہ پہنچائے تو عبادت کا قافیہ تنگ ہو جاوے۔ ستر اسکا یہ ہے کہ انسان بدنی الطبع ہے اسلئے وہ اپنے ہر کمال میں (ذاتی خواہ جمہوری) جمہوری معاونت کا جو قدن کے لوازم سے محتاج ہے۔

اور جلد چہارم میں صفحہ ۱۱۲ کہا ہے۔ ”پہلی صدیوں کے مسلمان جو اصلی اسلام پر تھے انہوں نے وہ ترقیاں حاصل کی ہیں کہ اقوام غیر نے اپنی ترقی و کمالات کو تسلیم کر لیا ہے۔“

ذاتی کام کا محتاج ہے

ہم جلدیہ وغیرہ کے متعدد نمبروں میں وعدہ دے چکے ہیں۔ ایک مضمون ”دنیا جس میں ہم
یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا جسکی مذمت دین اسلام میں وارد ہوئے چاندی ثروت و شوکت
جاہ و حشمت کا نام نہیں کہ وہ اہل اسلام کے لئے ناموزون و نامناسب ہو۔ بلکہ دنیا وہ ہر
جو خدا سے اور آخرت سے غافل کیسے ہے

حیث دنیا از خدا غافل بن
بے تماش و فقر و فتنہ و زور

اور ان کی شگرت کی کو اختیار کیا ہو۔ پھر زمانہ کے مسلمانوں میں اودام باطلہ و خیال فاسد پھیل
گئے تو ان توہمات و تصبیقات نے انکو ترقی و کمالات سے روکا اصل مذہب اسلام کسی طرح
معاشرت میں غفل انداز نہیں ہے

پیر صفحہ ۲۴۱ بجو اگر کلام غیر کہا ہے۔ ”علوم کو اگلے مسلمانوں نے ایک اعلیٰ درجہ کی تہذیب
پہنچایا تھا۔ ہمارے مذہب کے بانی نے تحصیل علم کطیف متعدد طرح سے لوگوں کو رغبت دلائی
تھی جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی دوسری صدی میں مسلمانوں نے علوم کطیف توجہ کی اور چنانچہ
انکو ملاوٹوں نے علم اخذ کیا اور چند روز میں اور قوموں کے لئے استاذ ہونے کی عزت حاصل
کی۔ تشرارت جرمن کے مورخ نے نہایت انصاف سے یہ بات لکھی ہے کہ مسلمانوں نے اور
قوموں سے کتنا ہی کچھ کیوں نہ سیکھا ہو مگر انہوں نے اپنی قابلیت و لیاقت سے اسکو بہت
کچھ ترقی دی۔

ایسا ہی کئی ایک مشہور عیدائی مورخوں سے منقول ہے۔ ایک فرانسیسی عالم کا یہ قول ہے کہ
عرب کی قوموں کو خدا نے دنیا میں اسلئے پیدا کیا تھا کہ وہ علوم و فنون اور اسباب تمدن
اور مختلف قوموں تک پہنچا دیں جو فزات کے کنارے سے لیکر اسپانیہ کی وادی کے تک
پھیل رہی ہیں چنانچہ ان تمام قوموں نے جملہ کمالات اس قوم عرب سے حاصل کیں۔

فنون و دستکاری کو اہل عرب نے رومیوں کے بڑے بڑے شہروں میں جا کر سنبھالی
حاصل کیا تھا اور پھر خود اسکو ترقی دی تھی۔ ہارون رشید خلیفہ عباسی نے جو ایک

تفصیل کے ساتھ

یہی سبب دنیا اگر خدا کے قرب اور آخرت کے یاد کا ذریعہ ہوں تو یہ سراسر دین مبین - بلکہ جو دنیا میں آیا ہے اُسکے لئے دنیا ہی ایک وسیلہ ہے جس سے وہ خدا کو مل سکتا ہے - دنیا اور سبب دنیا وی کو چھوڑ کر وہ کسی کام کا نہیں رہتا نہ خدا کا نہ رسول کا نہ دنیا کا نہ آخرت کا - دوسرا مضمون "اقسامِ غلامت" جس میں ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کی معزز نوکری تحصیل اسی اکثر اسٹنٹی - حجب وغیرہ کیا حکم رکھتی ہیں -

گھڑی بیلو تھخہ کے شارلمین بادشاہ نے تختان کو اس کا بڑا دوست بنایا جس کی تخی اور جنگا فکریا چن ٹرڈ صاحب نے کیا ہے۔ مسلمانوں کے فنون و دستکاری میں ترقی کرنے کا بڑا اثبوت ہے۔ * * * مسلمانوں کی معاشرت کو طریقے لینے چلنے کے قاعدے بھی نہایت عمدہ تھے غرض کہ آٹھویں صدی سے لیکر نوین صدی تک مسلمانوں کی طرز معاشرت کو ترقی ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ یورپ میں مسلمانوں ہی کی معاشرت و تمدن کو دیکھ کر اس میں ترقی کی۔ گیارہویں کے آخری تیرہویں صدی تک جو صلیب و لڑائیاں مسلمانوں اور عیسائیوں میں بیت المقدس میں ہی ہیں اسکی نسبت یورپ کے مورخوں کا قول ہے کہ گو ان لڑائیوں سے بیشتر آدمی ضائع ہوئے اور بہت سالفیس مال بغیر کسی فائدہ کے ضائع ہوا لیکن انجام کار اسی زمانہ سے اہل یورپ نے فوج کی ترتیب اور اصلاح شروع کی اور تجارت اور زراعت کے طریقے اُن مشرقی قوموں سے سیکھے اور شہریوں کی علوتین اختیار کی اور دنیا کے حالات تحقیق کرنے کے واسطے سفر کی عادت ڈالی خلاصہ یہ کہ یورپ کی قوموں کو تمدن کے طریقے اسی وقت سے معلوم ہوئے جب سے وہ مسلمانوں کی اُن قوموں سے ملے جو تمدن اور جن معاشرت اور علوم فنون اور فنر و کمالات میں اُن سے فائق تھیں۔

تجارت اور زراعت میں بھی مسلمانوں نے بہت ترقی کی تھی انکو ہمیشہ سفر کی طرف رغبت رہی جب انکی سلطنت فرانس اور اسپین کے پہاڑوں کے پیچ سے گذر کر پہاڑ تک پہنچی تو اسوقت وہ دنیا کے بڑے تاجروں میں ہونے لگے اور فن زراعت میں توسل

تیسرا مضمون تعلیم انگریزی جس میں یہ بیان ہوگا کہ تعلیم انگریزی میں کیا کیا فوائد ہیں اور کیا کیا مضار اور ان کے مضار کا علاج ہے۔

یہ مضامین تحریر میں آکر شائع ہوں گے تو امید ہے کہ ان مضامین کے پڑھنے کے بعد ایسے لوگ بہت ہی کم ہجائیں گے۔ جو دنیاوی ترقی کو مخالف اسلام سمجھ کر اس میں سخی نکریں۔

ان کے کوئی نہ تھا۔

اور جلد پنجم میں صفحہ ۱۶۶ کہا ہے۔ بعض لوگوں (منتصب مولویوں یا جاہل صوفیوں) کا یہ خیال و مقال ہو کہ انگریزی پڑھنی گناہ ہے۔ پھر اس انگریزی کے ذریعہ سے نوکریاں کرنا اور دنیا میں عزت و ترقی پیدا کرنا اور بھی سخت گناہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ صرف دینی علوم پڑھیں۔ اور علم پڑھ کر خدا کی یاد و عبادت میں لگے۔ مہین نہ کسب کریں نہ تجارت کریں نہ نوکریوں کی ملائیں پڑھیں۔ پس جو شخص یا جو کوئی جماعت مسلمانوں کے لئے انگریزی پڑھنے اور دنیاوی ترقی میں کوشش کرنے کے لئے یہ سامان پیش کرتے ہیں وہ ماننے بدخواہ ہیں جو ان کو بلاؤں میں پہناتے ہیں غیر خواہ ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔

اس خیال و مقال کے دو جواب میں آؤں یہ کہ (جو باہمی رائے پر مبنی ہے) کہ اس شخص نے ان لوگوں کے لئے انگریزی پڑھنے اور اس انگریزی کے ذریعہ سے دنیاوی عزت و فائزیت حاصل کرنے کے تجویز و تائید نہیں کی جو دینی علوم پڑھتے پڑھتے مہین اور رات دن قال اللہ قال الرسول اور خدا کی ذکر و یاد میں مصروف ہیں نہ انھو تجارت سے کام ہے نہ لاکری سے تعلق ہے وہ خدا کے کام میں لگے ہوئے ہیں خدا ان کے کام اور دن سے کر دیتا ہے اور پتی پچو اسی بھجوا دیتا ہے۔ بلکہ یہ تجویز و تائید ان لوگوں کے لئے ہے جنکی بہت رات دن دنیا و اسباب دنیا کی طرف لگی رہتی ہے۔ ان لوگوں کو انھیں ہر روز اپنے تجویز بتائی (اور اسی تجویز کی تائید کی ہے) کہ وہ لوگ دنیا ہی کے طالب ہیں تو اس دنیا کی

فیضانِ حاشیہ صفحہ ۹۰

اس مضمون شکر و مشورہ میں ہم اپنے سست و سست ہمت ہائیوں کے (جو اپنی قصور کا الزام مذہب یا قضا و قدر کے ذمہ لگانا اپنا مذہبی ورثہ سمجھ رہے ہیں اور باہن خیال وہ مانتے پائون ہلانا عجبت یا معصیت جانتے ہیں) اس خام عذر کا جواب دینا چاہتے ہیں کہ ہمارا انگریزی زبان سیکھنا اور سرکاری ملازمت حاصل کرنے کے لئے تک و دو کر کیا نتیجہ دیکھتا ہے جس حالت میں سرکاری نوکریان اقوام غیر ہندو وغیرہ کے ہاتھ میں ہیں جو اس وقت ذلیل

ذلیل طور پر اور ذلیل ہو کر حاصل کر رہے ہیں بلکہ ایسے طور سے حاصل کر رہے ہیں جس میں وہ خود بھی آسائش و عزت سے محروم ہیں اور اپنے اور ان کے جنس (خصوصاً ان سولوی صاحبان و صوفی صاحبان اہل توکل) سے بھی سلوک کر سکیں۔

دوسرے روپہا ہوار کی سائسی یا پانچ روپہ کی چپراس کی نوکری یا دس روپہ کی منشی گری پر اکتفا کر رہے ہیں بلکہ انگریزی علوم (جسکی اسوقت دنیا میں قدر و منزلت ہے) حاصل کر کے سو دس روپہ کی ملازمت شروع کر دیتے ہیں ظلم و معصیت کی حیرت معانیت نہ ہو حاصل کر رہے ہیں۔

دوسرا جواب (جو نظر غائب سے پیدا ہوا ہے) یہ ہے کہ اگر سوائے ان طالبانِ نیائے اور لوگوں کو بھی انگریزی پڑھنے اور اس انگریزی کے ذریعہ سے دنیاوی عزت و رفعت حاصل کر نیکی رغبت و لالچی جاوے تو اس میں بھی گناہ خواہ مخواہ دانگ نہ ہیں تو بالکل کہیں ثواب اخروی و رضا راہی کا حصول بھی ممکن و متوقع ہے۔

مسلمان کے لئے انگریزی زبان کے سیکھنے یا بولنے کی ممانعت شرع میں کہیں وارد نہیں ہے اور نہ اس ممانعت کی کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے۔

اگر انہیں اسے خیال میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ کافروں کی زبان ہے تو ہم وجہ محض فضول ہی کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہندی اور فارسی بلکہ عربی و ہندی اور سیکھنی بھی منع ہو جاوے اس لئے کہ ہندی دراصل ہندوں کی زبان ہے۔ فارسی ایرانی آتش پرستوں کی

فیہا کاشیہ صفحہ ۹۱

اور شرک و سلطنت ہیں۔

وہ جواب یہ فرمادہ ہے کہ ہائیوینز اکیسٹنس لارڈ ڈورن گورنر جنرل ڈائریکٹ کی فیاض گورنٹ نے تمہارے اس عذر کو بھی اٹھایا دیا اور تمہارا ماتھے اپنے ماتھے میں بکڑ کر تلو حسیض افلاس و مذلت سے نکالنا چاہتا ہے چنانچہ اپنے (انڈیا گورنٹ کے) رٹرو لیوشن نوٹ ۱۵ جولائی کے ہائیوینز فقرہ میں ہر ایک پلٹنے کے صاف فرما دیا ہے کہ بہت سے عہدے

مسلمان کے استعمال میں دونوں زبانیں چھپ کر آئی ہیں۔

عربی زبان ہی اگرچہ آنحضرت صلعم کے زمانہ نبوت و بعثت کے بعد مسلمانوں کے استعمال میں آئی ہے مگر پہلے تو وہ بھی کافروں (ابو جہل و ابولہب کی زبان تھی۔ ان لوگوں کا یہ خیال صحیح ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنی مقدس کلام (قرآن مجید) کو اس عربی زبان میں جس کو کافروں نے تھے نازل فرماتا۔ قرآن پر کیا حصر ہے سہی کتابیں آسمانی ہر ایک بنی پرانی زبان نازل ہوئی ہیں جو اس بنی کی قوم کی (کافروں بلو) زبان تھی چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی کی قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ ان کے پاس ہر جوحی

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لهم۔ (ابراہیم ۱۷)

واحکام بیان کرے۔

خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا اور قرآن مجید وغیرہ کتب کا ہر قوم کی زبان میں آنا اس بات پر کامل اور روشن دلیل ہے کہ کسی زبان کو (کافروں کے کیوں نہ ہو) استعمال میں لانا گناہ نہیں ہے آنحضرت صلعم کے حکم و عمل کو دیکھا جاوے تو اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ غیر مذہب والوں کی زبان سیکھنی منع نہیں ہے۔

صحیح بخاری میں بطور تعلیق۔ اور تاریخ بخاری میں باسناد یزید بن ثابت سر روایت ہو کہ آنحضرت

صلعم نے انکو حکم دیا کہ یہودیوں کی خط و کتابت سیکھ لیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیکھ لی یہاں تک کہ

عن زید بن ثابت ان النبی صلعم امر ان يتعلم کتاب الیہود حتی کتبت لینی صلعم

تعلیم کتاب الیہود

اس قسم کے ہیں کہ جنگی بخش لوکل گورنٹوں عدالت ہائی کورٹ اور لوکل افسروں کے ماتحتین
ہے۔ حالانکہ گورنر جنرل بہادر خواہش رکھتے ہیں کہ ان صوبوں میں جہاں مسلمانوں کو
سرکاری نوکری کا واجبی حصہ نہیں ملتا ہے لوکل گورنٹیں اور عدالت ہائے ہائی کورٹ حسب
مواقع اس سہولتی تعداد کو برابر کرنے کی کوشش کریں گے اور اپنے ماتحت افسروں کو تاکہ یہ کریں گے
کہ جب وہ عہدہ ہائے مذکورہ بالا کے لئے امیدوار منتخب کریں تو اس امر کا ضروری خیال رکھیں

کتابہ واقعات کتبہم - (بخاری ص ۱۶۸)

میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں دیکھ کر کہ جس نے خدا کو ہدایت

اور ایسی خط پر چڑھنا اور اگر یہی لغات اور زبانوں کا دافع (بنائے والد) خدا تعالیٰ کو تکبر کیا

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (بقية ١١٨) -

جاوید خیانتیہ شیخ ابوالحسن اشعری کا قول ہے یہ جو کتب

ومن اياتهم خلق السموات والارض مختلفا

اصول و تفاسیر میں منقولہ آیت قرآن کا کہ

النسك والواجبكم - (مزمع ١٣٦)

خدا تعالیٰ نے اوم کو ساری چیزوں کے نام کہا ہے

اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف خدا تعالیٰ کی نشانیوں سے ہے یہی اسی طرف اشارہ ہے

چنانچہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں کہا: فصل ان کیا ہے * * * تو اس صورت میں آسانی کہ

ہنگامہ ہوتا ہے کیونکہ اس تقدیر پر سبھی زبانیں خدا کی زبانیں ہوئیں۔ پھر اس کی نبی اور صفی

۱۰ اوم علیہ السلام کہیں۔ کسی کا فر کے کفر کا اسمین وغل نہوا۔

اس بیان سے (یقین ہے) ناظرین کو ثابت ہوگا کہ انگریزی زبان سچنے کی تسخیر میں کوی

عالمت نہیں ہے۔ انگریزی اس حکم جو از علم میں بعینہ ایسی ہے جیسی کہ ہندی فارسی عربی۔

* * * * *
 * * * * *
 * * * * *

ن سے لو کون کے عقاید مسلمہ خراب ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ جو انگریزی پڑھتے

من پابندی خرب چوڑ دیتے ہیں۔ مگر اسکا علاج یہ نہیں کہ انگریزی پیٹنٹ سے لوگوں کو منع

یہ علاج تب کار کر ہو سکتا ہے جبکہ انگریزی کے متعلق لوگوں کی عرض وینا وی ہو

منع کر میں اگر انگریزی دے پڑھنا متوقع ہو۔ بلکہ اسکا علاج یہ ہے کہ اس انگریزی کو ساتھ مذہبی

[illegible]

گورنمنٹ کے تحت دفتر میں مسلمان کٹنے مقرر ہیں۔ اسکی کیفیت جو بجا کی سالانہ رپورٹ میں درج کرنے سے نفع حاصل ہوگا۔

اسی رزلویشن کی پیروی کرنے اور ہر ایک میلنس کی دلی خواہش پورا کرنے کے لئے گورنمنٹ بنگال نے رزلویشن مورخہ ۱۸۔ اکتوبر شائع کیا ہے جس میں فقرات منقولہ بالا رزلویشن انڈیا گورنمنٹ کو نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے۔ ”انڈیا گورنمنٹ کی خواہشوں کو

تعلیم کو بھی شامل کر دین اور ان لوگوں کے لئے جو انگریزی پڑھنا چاہیں مذہبی تعلیم کے اسباب و وسائل بھی ہم پہنچا دیں۔ چیکے ذریعہ سے ان کے عقائد خراب ہونے سے بچ سکیں۔ x x x x ان لوگوں کا یہ خیال کہ توکریاں دنیاوی عزت حاصل کرنا گناہ ہے۔ اور ہر ایک کو بجز ذکر و عبادت اور کوئی کام کرنا جائز نہیں ہے۔ ہر امر و نہی کا نتیجہ ہے جس پر کوئی مشہادت و ولایت کتاب و سنت و آثار سلف ائمہ میں پائے نہیں جاتے۔

ایسے ہی جاہلانہ خیالات والے لوگوں کے ہاتھ سے دین اسلام اس درجہ ضعیف و غریب کو پہنچا ہے۔ انہی حضرات کے اغوار سے اہل اسلام کی ایسی حالت فٹ افلاں ہو رہی ہے جسے بیان کی ضرورت نہیں۔ الحق یہ لوگ باوجود دعویٰ دینی و غیر فخری اسلام۔ اسلام کے سخت دشمن ہیں اور کیوں نہیں مثل مشہور ہے کہ ”ان دانا و دوست دانا دشمن سے بدتر و زیادہ تر ضرر رسان ہے۔“ انہی لوگوں کے یمن و برکت سے مسلمان ایسی حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ اپنا کوئی قومی کام شاعت دین اسلام بے دخل نہیں کر سکتے۔ قومی کیا شخصی کاموں میں بھی عاجز اور در ماندہ ہیں۔ پھر اس کی تصدیق و تائید میں چند حالات و واقعات کا بیان کر دیا جائے کہ اگر سہی لوگ اس دنیا سے دست بردار ہو کر مفلوک ہو جائیں اور کسب و تجارت چھوڑ کر ان کی طرح تنگ ہو جائیں تو ان حضرات کو اپنے خیال کی غلطی کا یقین ہو جا سے جسکی ان کو ہدیہ

بقیہ حیات

برلانے کے لئے بنگال گورنمنٹ نے رونیو بورڈ، خسران صیغہ جات سرکاری اور کل افروز سے ہندو عاکی ہتی کہ سرکاری عہدوں پر مسلمانوں کے تقرر کی کیا حالت ہے اس کو وہ دریافت کر کے رپورٹ کریں اور یہ بھی لکھیں کہ جس مقام میں مختلف فرقہ کے سرکاری ملازمان کی تعداد میں ہمواری ہے اسکو برابر کرنے کے لئے کیسے مواقع پیش آتے ہیں اور آیا تقرر کے موجودہ ضوابط و قواعد کسی طرح پر مسلمان امیدواروں کے لئے

روزانہ اور فی سہیل اند آؤنیاں بند ہو جائیں۔

اور جلد چہشم میں صفحہ ۵۱۵ جواب اس سوال کے کہ کفار کی نوکری مسلمان کو جائز ہے یا ناجائز۔ اور مسلمان اور کافر کی نوکری میں کچھ فرق ہو یا نہیں لکھا ہے جو کام مسلمانوں کو بجائے خود کرنا جائز ہے اس میں انکو نوکری (مسلمان کی ہو خواہ اور مذاہب والوں کی) بھی درست ہے اور جو کام بجائے خود کرنا روا ہے اس میں کسی کی (مسلمان ہو یا غیر) نوکری بھی جائز نہیں۔ اس میں کفر و اسلام کو کچھ دخل نہیں اور مسلمان اور غیر مسلمان میں کچھ فرق نہیں۔ جواز و عدم جواز کا مدار و مناط اصل کام کا جائز یا ناجائز ہونا ہے۔ پھر جس کام کو ناجائز قرار دین اس کا بالیقین ناجائز ہونا ضروری ہے عدم جواز کا تحمل ہونا کافی نہیں لہذا جو کام چھ از عدم جواز و دلو کا احتمال رکھتا ہے اور مسلمان کو اسکے عدم جواز کا علم نہیں ہے وہ کام اسکو بجائے خود یا کسی نوکری سے کرنا ناجائز نہ ہوگا۔

پھر اسکی مثالیں کتاب و سنت سے اور اس پر دلیلین بکثرت نقل کی ہیں جو ۲۶

صفحہ میں تمام ہوئی ہیں۔

اور جلد ششم میں ایک حکیم کے اقوال نقل کر کے اسکے نتائج کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا اور بطرف ۴۶ کہا ہے۔ ”مسلمان (جو نتائج کی طرف توجہ دلانا نہ لٹھ ہے) بلحاظ دنیاوی حالت دو فریق ہیں۔ ایک تو وہ

فہم حاشیہ صفحہ ۹۰

گر انبار میں یا نہیں

شق اول کی نسبت جو کیفیت پہنچی گئی ہے وہ ناکامل ہے۔ کیونکہ چند افسروں نے مسلمان ملازموں کی تعداد ہی نہیں پہنچی ہے۔ بہر حال کافی طور پر یہ بات دریافت ہو چکی ہے کہ سرکاری ملازمت کے چند صیغوں میں اور بہت سے اضلاع میں مسلمانوں کو سرکاری نوکری کا وہ حصہ نہیں ملتا ہے جس کے وہ بلحاظ لیاقت و قابلیت مستحق ہیں۔

جو تارک الدنیا کہلاتے ہیں اور زاہد عابد اور طالب آخرت سمجھے جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو مسجد وں یا خانقاہوں میں عزالت گزین و خلوت نشین ہیں اور اپنی اوقات شہادت و ذکر و عبادت و تعلم و تسلیم علوم دینیہ میں صرف کرتے ہیں دو مہر سے وہ طالب دنیا کہلاتے ہیں اور شب و روز تحصیل دنیا اور اسکے وسائل میں سرگرم ہیں یہ عام دنیا دار ہیں جو حرفت، تجارت، ملازمت، تحصیل دنیاوی میں مصروف ہیں خصوصاً وہ لوگ جو نئی روشنی واسلے چٹکدیں کہلاتے ہیں۔ ان مواعظ و نصائح میں دو نوع فریق کے لئے مفید نتائج ہیں اگر وہ توجہ کریں۔

فریق اول کو ان سے یہ نتیجہ نکالنا چاہئے کہ مسلمان اپنے دینی افعال اور علوم کی تکمیل کے ساتھ دنیاوی علوم کی طرف بھی توجہ کریں اور یہ جان لیں کہ جب تک وہ اپنی دنیاوی موجودہ حالت کو ترقی نہ دینگے ان کے مذہب و قومیت کا قیام بھی ناممکن ہے۔

اس سے ہمارا مطلب یہ نہیں کہ سبھی مسلمان علماء و مشائخ انگریزی پڑھنا شروع کر دیں یا ہر مدرسہ خانقاہ میں جہاں صحیح بخاری کا درس یا قرآن کی تلاوت ہو وہاں انگریزی کا بھی ایک سبق ہوا کرے بلکہ مقصود اس سے یہ ہے کہ قوم مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ضرور بکثرت موجود ہوں جو اپنے دینی علم و عمل کی تحصیل

بقیہ مآئید صفحہ ۹۰

بنکال کے ۲۴ پرکنہ کے مالی ہر شے میں ۲۱۵ اعلیٰ میں جن میں مسلمان صرف چھ ہیں۔ ہو گلی
برووان اور دوسرے چند اضلاع میں بھی یہی کیفیت ہے۔ سچ صنم جیکے ماتحت دفتر دن
میں (۱۱۰) ہندو مقرر ہیں جن میں مسلمان صرف ۹ ہیں۔ دفاتر کلکتہ میں سے ایک پٹر جیل
کسٹ ہوس اسٹامپ و اسٹیشنری اور شینگ، ماسٹرون کے دفاتر میں رپورٹ پہنچی ہے۔
ان دفاتر میں مسلمان ایک بھی نہیں ہیں۔

تخلیل کے ساتھ ان علوم کی طرف بھی توجہ کریں۔ جیکے ذریعہ سے وہ لوگ صاحب ثروت
و شوکت و شریک سلطنت ہو سکیں اور اسکے وسیلہ سے وہ اپنے مذہب و قومیت کو
قائم رکھیں مذہب و قومیت کا قائم رہنا مرکز ممکن و متصور نہیں جب تک کہ قوم
میں صاحب ثروت و شوکت و شریک سلطنت پیدا نہ ہوں۔

ایک زاہد پارسی کسی خالقہ کے زاویہ میں یا ایک فقیہ محدث کسی مسجد کے گوشہ
میں تب ہی درد اور درس میں مشغول رہ سکتا ہے جبکہ اسکی قوم ایسی صاحب ثروت
شوکت ہو جسکی مساعدت سے وہ فارغ البال رہے اقوام غیر کی مزاحمت سے مطمئن نہ
ہوں۔ اور جس حالت میں اسکی قوم کو فقر و ادبار نے گھیر لیا ہو تو اسکو ذکر و درس کے
خلوت میں رہنا کہاں ممکن ہے۔ اور اس کی طمانیت کب تصور قوم کے لوگ فقر و
ادبار سے خود ہی قومیت کو خارج ہونے لگے تو اسکے امن و طمانیت کا کھیل و ذمہ دار
کون ہوگا۔

فریق مالی کو ان مواظط و نصائح سے یہ نتیجہ نکالنا چاہئے کہ انھیں شب و روز تحصیل علوم
و وسائل دنیا میں مصروف رہنا اور علوم دینی کی تحصیل و تکمیل اور مذہب اسلام کی
محافظت میں اسکا عشر عشر کوشش نہ کرنا قومی ترقی کے مخالف ہو اور یہ یقین کرنا
چاہئے کہ مذہب قومیت کا جز یا شرط ہے۔ لہذا جس قدر مذہب میں نقصان رہے گا بقدر
قومیت میں نقصان متصور ہوگا۔

بقیہ ملاحظہ ہو

ناہمواری تعداد کا سبب خود مسلمانوں کی رغبت میں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ فارسی اور عربی سیکھنے کو جو اس وقت سرکاری کام کے انجام میں بہت کم تائید پہنچاتا ہے۔ انگریزی سیکھنے پر ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ ہندو لوگ اپنے لڑکوں کو عہد طفولیت سے انگریزی پڑھاتے ہیں۔ نیز وہ مسلمان جو اسکول اور کالج میں تعلیم پاتے ہیں اپنی زبان بھی سیکھتے ہیں اور اسلئے بکارتاء علم میں زیادہ وقت صرف نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ عادت ایسے خیالات پر مبنی ہے کہ جکا وہ واجب طور پر پختہ کر سکتے ہیں مگر اسکی تاثیر زوال پذیر ہوتی جاتی ہے اور نیو لورڈ نے لکھا ہے کہ شش ماہ تک بی اسے کی ڈگری پانے والوں میں سے مسلمان کی تعداد فیصدی ڈھائی سے کم تھی اور بی ایل کی ڈگری پانے والوں میں فیصدی دوسے کچھ زیادہ تھی مگر شش ماہ میں بی اسے میں انکی تعداد سو اچھ سے زیادہ تھی۔ اور بی ایل کی سوانحوی کچھ کم تھی۔ اغلب یہ کہ درجہ اوسط کی تعلیم میں ان لوگوں نے اور زاید ترقی کی ہوگی۔ اور سرکاری ملازمت کے قابل امیدواروں کی تعداد چو گنی ہو گئی ہے۔

ناہمواری تعداد برابر کرنے کا امکان صوبہ بہار میں دکھلایا گیا ہے۔ پہلی تمام عہدوں پر بنگالی مقرر کئے جاتے تھے۔ حالانکہ وہ لوگ وٹان کی زبان سے کامل واقفیت نہیں رکھتے تھے اور اس اصول کی تائید میں یہ کہا جاتا تھا کہ قابل امیدوار دستياب نہیں ہوتے تھے۔ جناب لفٹنٹ گورنر بہار کو یہ عذر پسند نہیں تھا۔ اور اسلئے جناب مدد جے تھوٹے وقت کے بعد اس صوبہ کے تمام عہدوں پر وٹان کے لوگوں کو مقرر فرمایا جس سے نہ صرف سرکاری ملازمت نفع پہنچا بلکہ حکومت کی خوشنمائی ہوئی۔ بہار میں اب بہت عہدوں پر مسلمان مقرر ہیں۔

بلکہ اس فقرہ رد و لیٹرن پر صاحب ڈیپارٹمنٹ آف انڈسٹریز نے ایک رپورٹ لکھ کر لکھنؤ گورنر کے سامنے کی نسبت کہ بہار میں مسلمانوں کی ملازمت اور سرکاری ملازمت میں دخل ہی ہر قدر کم ہے۔ لیکن انکو صحیح نہیں ملی جو اس جیسے ہم سے دیتی ہیں کہ لفٹنٹ گورنر بہار مہربانی بارہ میں کیفیت طلب فرمائیے اور ہم امید کرتے ہیں کہ اس ذریعہ سے اصل حالت منکشف ہو جائیگی۔

کئی افسروں نے رپورٹ کی ہے کہ سرکاری ملازمت میں داخل ہونے کا یہ قانون کہ کوئی شخص ۲۵ برس کی عمر کے بعد داخل نہیں کیا جاوے گا مسلمانوں کے حق میں کیقدریم کیا جاوے گا کیونکہ تحصیل علم میں ان کا زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔ یہ قانون مالی وجوہات پر اور اس نیت پر کنٹینڈرین کی تعداد زیادہ بڑھنے نہ پاوے گا کیا ہے۔ انڈیا گورنمنٹ کی پالیسی کے عملدرآمد کو لئے دوسری شریک یہ کی گئی ہے کہ چند حالتوں میں ان امیدواروں کو ترجیح دینی چاہئے کہ جو فارسی پڑھنی اور لکھنی جانتے ہیں۔ مسلمان امیدواروں کی جو سرکاری نوکری کے قابل ہیں ایک بہت تیار کر لی چاہئے اور تمام حکام کے پاس بھیجی چاہئے۔ بہر حال جناب لفٹ گورنر بہار اس وقت صرف انڈیا گورنمنٹ کے احکام کی طرف ان افسروں کی توجہ رجوع کرنا چاہتے ہیں جو سرکاری عہدوں پر امیدواروں کے تقریر یا انتخاب کا اختیار رکھتی ہیں جن دفتروں میں باغفل کوئی مسلمان نہیں ہے وہاں کے افسر کو چاہئے کہ قابل مستحق مسلمان کو مقرر کریں اور خبر کہ ان رہیں کہ بعد تقرر کے کسی قسم کی بدسلوکی ان کے ساتھ نہ کی جاوے۔ جو لوگ تقرر کا اختیار رکھتے ہیں انکو خیال رکھنا چاہئے کہ ضرورت وقت کے سوا اور امور میں بھی پیش نظر رکھے جاوے یعنی سرکاری ملازمت کی بہتری کے سوا یہ بھی ضروری ہے کہ عہدوں کی تقسیم کا مناسب خیال رکھا جاوے تاکہ ایک بڑی اور با اختیار جماعت و رطہ زوال میں نہ گری بلکہ ایسا کرنا چاہئے کہ وہ جماعت منافع عام حکومت کے لئے تائید کرے۔

گورنمنٹ کے ان ردرویشنوں پر جسم ول شکر گزار ہیں۔ اور
 اپنے تمام اسلامی بھائیوں پر یکجہ اس قول اپنے پیغمبر کے جس کو ہم اپنے مضمون کا ریب عنوان کر چکے ہیں اس احسان گورنمنٹ کا کہ اس نے ہمارا واجبی حق ہکو دینا چاہا ہے شکریہ ادا کرنا انکا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری ملک کی اسلامی انجمنیں۔ انجمن اسلامیہ۔ انجمن ہمدردی اسلامی لاہور وغیرہ وغیرہ اس شکریہ کے تھمن گورنمنٹ کی خدمت میں اڈریس پیش کریں گی۔ اسکے ساتھ ہی ہم اپنے اسلامی بھائیوں کی خدمت میں

ماضیہ الناس کرتے ہیں کہ اپنے وہ اپنا آپ سنبھالیں اور اپنے آپ کو گردابِ مذلت و افلاس سے نکالیں۔ اس مضمون اور ان رزولوشنوں کو پڑھنے کے بعد بھی وہ مافقہ پاؤں نہ ہلائی گے اور اپنے حق کو پہنچنے کے سامان (علومِ کارآمد ملازمت سیکھنا اور سرکاری ملازمت حاصل کرنا) بہم پہنچانے میں کوششیں عمل میں نہ لائیں گے اور اپنے تصور (کاہلی و سستی کا الزام کو رنٹ یا اپنے مذہب یا دبران قضا و قدر کے ذمہ رکائیں گے تو ان کی مرض کا کوئی علاج نہیں رزولوشن کو رنٹ بنگال کے متعلق ہمارے ایک معزز ترجمہ خواہ ڈیپارٹمنٹ نے بطور رپارک کچھ تقریر کی ہے اور اس میں اپنے منصب کو تو الی و احتساب کے مطابق جہولہ عزراور دیکھی خوب خبر لی ہے۔ اس مقام میں اس تقریر کا نقل کرنا لطف سے خالی نہ ہوگا۔

آپ نے اپنے پرچم مطبوعہ یکم نومبر ۱۸۸۶ء فرمایا ہے۔ ”جو اصل اسلام انگریزی تعلیم کو کفر اور زندقہ سمجھتے ہیں۔ یہ بھی شاید یقین کرتے ہوں گے کہ وہ دنیا ہی میں ہیں اور دنیوی ضرورتیں اور حاجتیں انکے پیچھے لگی ہیں۔ اول تو وہ خود دنیا کو نہیں چھوڑ سکتے وہ طلب دنیا میں رات دن سرسیمہ میں اور اگر چھوڑیں بھی تو دنیا انکو نہیں چھوڑ سکتی وہ دنیا کی دولت سمیٹ کر اس سے اپنی کوٹھے کٹیلے بھرنا چاہتے ہیں لیکن کاپلی سے مجبور ہیں شب کو خواب میں بال و دولت کی خیالی ہشت دیکھتے ہیں اور جب آنکھ کھل جاتی ہے تو یہ شرٹ پٹتے ہیں۔“

تھا خواب میں خیال کو ہم سے معاملہ جب آنکھ کھل گئی تو زیان تھا نہ سود تھا کاہلی نے بالکل اہل اسلام کے سامنے عصمت بی بی ازبچاوری کی تصویر کشیدہ ہے۔ اسلام دنیا میں مسلمانوں کو مفلس اور فقیر بنانے کے لئے نہیں آیا۔ اس نے جسطرح معاد کی راہ کھولی ہے اسی طرح معاش کے راستے بھی دکھاوئے۔ دنیا کے میدان میں تمام قومیں سرگرم جو لان ہو کر بڑھ رہی ہیں سب سے بہتر ہیں تو ہماری بھائی اہل اسلام چیتے چیتے گلے بیٹھے گئے۔ لکھتے لکھتے فلم گھس گئی مگر ہماری بھائی پار کی طرح گرے تو پھر اٹھنا محال۔

مسلمان شکایت کریں کہ اگر نیری عہد سلطنت میں انکو ملازمت کا ملنا محال ہو گیا ہے لیکن یہ
استحالة انہوں نے خود اپنے ہاتھوں جائز اور قائم کیا ہے۔ انکس گورنٹ ہرگز بخیل نہیں۔ اسکے
نیسے لیے ہاتھ مسلمانوں کو سرکاری ملازمت کے لئے دوسری بنامی ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو اعضاء
سستی اور کاہلی یا تعصب کی حماقت سے چونکہ نکل ہو گئے ہیں اسلئے ان میں گورنٹ تک پہنچنے کی
صلاحیت نہیں رہی۔ وہ اپنی مزاج کی اصلاح کریں تعصب کے سوداوی دونوں کا تنقید کریں
تو گورنٹ تک پہنچنے کے لائق ہوں۔

ذیل میں ہزار ہر لورین ٹامس صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بنگال کے ایک رزلویشن کا ترجمہ
شائع کیا جاتا ہے جو مسلمانوں کو سرکاری ملازمت دینے کی نسبت ہے۔ اس رزلویشن میں انگریزی
نواب گورنر جنرل بہادر وائسرائے ہند کے فقرات بھی اہل اسلام کو سرکاری ملازمت ملنے کی نسبت
کے قدر زور سے رہیں ہیں۔ بنگال کے ۲۴ پرگنوں کے مالی سرشتون میں ۱۵۵ اعمال ہیں
جن میں مسلمان صرف چھ ہیں۔ حج ضلع کے تحت وفترون میں (۱۱۰) ہندو اور ۹ مسلمان۔
کیا یہ بات شرم کے قابل نہیں؟ ہندو میں اہل اسلام کو ان سی بات زیادہ ہے۔ بلکہ عموماً اہل اسلام
قابلیت جووت ذہن و ذکاوت میں ہندو سے بڑی ہوئی ہیں۔ لیکن انیسویں صدی میں ہندو ان سے
بڑھ گئے ہیں۔ مسلمانوں کے کانشنس کچھ ایسے تھیں کہ ان میں حرص اور غبطہ رشک اور غیبت
سے بھی متاثر ہوئی کی صلاحیت نہیں رہی اور زوال و ادبار کی یہی علامت ہے۔

فارسی عربی وغیرہ علوم دین کے ساتھ دنیوی علوم انگریزی وغیرہ کی تعلیم میں کون سی عقلی و عقلی
قباحت ہے۔ صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال بھی اسی کو روہے ہیں۔ مسلمانوں کی موجودہ غفلت
میں بڑھی ہیں اور جن لوگوں نے اپنا پیش بہادقت ضائع کر دیا ہے یا بعداً مغربی تعلیم سے نفرت کی وہ
آج کھٹافسوس مل رہے ہیں وہ لوگوں کی حالت افسوس کو قابل ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری حالت پر رحم کرے۔

یہ قباحت کوئی نہیں ہے چنانچہ اشاعت السنۃ مبرۃ جلد ۵ میں بآل عقلی نقلی و نقلی و حدیث ثابت ہو چکا ہے۔ یہ
کچھ نیکو بہادر ہیں۔ کیا اچانک نہ کہہ کرے۔ دہلی شتاب وصال پری رخصانہ کچھ گورنٹ ترخص لہا بہادہ ساخت

انسداد فساد ہندو مسلمانوں کی تجویز

(لائق توجہ گورنمنٹ)

امبات کو ہندو اخباروں نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ جو فسادات ہندو مسلمانوں میں مختلف مقامات (ہوشیار پور - لودھانہ - دہلی - اٹارہ وغیرہ) میں محرم دھرم پر ہونے لگے ہیں ان کا منشا دھرم اور محرم کا ایک ساتھ آنا نہیں ہے بلکہ اسکا اصلی منشا مسلمانوں کی گاوگشی ہے۔

یہی امر ہر بکواس عقل و قیاس معلوم ہوتا ہے۔ ہم صاف دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ مختلف و متفق اقوام میں غم و خوشی کے موقعے اکٹھے ہوتے ہیں پھر ایک دوسرے سے کبھی مزاحمت نہیں کرتا کہ ہمارے گھر میں آج خوشی ہے تم اپنے گھر پر کیوں چنچیں کرتے ہو، یا ہمارے گھر میں آج غم ہے تم اپنے گھر میں کیوں خوشیاں مناتے اور ڈھول بجاتے ہو، اور اگر کوئی کسی دوسرے کی عزت کرتا ہے تو اہل عقل کے نزدیک وہ بے وقوف قرار دیا جاتا ہے۔

قانون قدرت بھی ہر جگہ یہی دکھاتا ہے کہ تمام صفہ ہستی پر ایک گھر غم و الم کے سامان و پیش ہیں اور اسکے ہمسایہ (قریب یا بعید) میں باب حدیث و طرب قہیا۔ پھر ایک قانون خداوندی کو توڑنے اور اٹھانے اور دوسروں سے اسکا خلاف کرانے کی جہور خلافت سے کیونکہ جبریت ہو سکتی ہے۔

اس عقل قدرت کی شہادت سے ہر کوئی ضرور ماننا پڑتا ہے کہ ان فسادات کا منشا دھرم و محرم کا یکجا آنا نہیں ہے۔ بلکہ وہی گاوگشی ہے جو عموماً ہندو مسلمان اخبار تجویز و تسلیم کر چکے ہیں یا کچھ اور۔

واقعات نفس الامریہ کی طرف ہم رجوع لاتے ہیں تو ان میں بھی اسی امر پر شہادت پاتے ہیں جس پر عموماً اخبار متفق ہیں اور عقل و قانون قدرت اس کے بخور و معدق

ان واقعات سے سروسر ہم دو واقعہ پیش کرنا چاہتے ہیں جن میں ایک پُرانا واقعہ ہے اور ایک تازہ پیش آمد۔

پُرانا واقعہ یہ ہے کہ آریہ کے پریسٹ یا لیدز سوامی ویا نند سروتی نے اپنی زندگی میں (جنہ ان سے جلد قطع تعلق کیا) یہ عزم مصمم کیا تھا کہ ملک ہندوستان کو گادکشی کا اثر و نشان مٹا دیں اور اس امر پر گورنٹ کو مجبور کریں۔ اس امر کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے ایک میموریل تیار کرنا چاہا تھا جس پر پانچ کروڑ اشخاص ہندوستان کی شہادت ثبت ہونے سے وہ پارلیمنٹ میں پیش کیا جاتا۔ اور ان کے خیال میں (جسکی تائید ان کے کسی یوزمین دست لڑ بھی کی تھی جو پارلیمنٹ کا ممبر تھا) وہ میموریل گورنٹ کو ان کی درخواست قبول کرنے پر مجبور کر دینے والا تھا۔

اس میموریل پر ان کی زندگی میں بہت سے اشخاص ہندوستان نے جن میں بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی شامل تھے دستخط کئے مگر وہ دستخط منہور کو رسم مفروضہ کو پہنچے تھے کہ سوامی صاحب اعلیٰ پارلیمنٹ میں بٹائے گئے اور آریہ لوگ اپنے اس ارادہ میں کامیاب نہ ہوئے۔

ان کے زمانہ وفات سے اب تک ان کے بچے اور دلاور پیرواسی دھرم میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ جس طرح ہوسکے گادکشی کو ہندوستان سے اٹھا دیں اور اپنے پیشوا کے عزم بالجوہم کو پورا کریں مگر اس عزم کے پورا کرنے میں وہ موجودہ چال چل رہی ہیں۔

اس چال میں انکا یہ خیال ہے جس پر واقعات شاید ہیں کہ گورنٹ پر (جو گادکشی کو جائز کرتی ہے اور اپنی قوم کے لئے اسکو بوجھ سمجھتی ہے) تو بدو و ن جھیت پانچ کروڑ اشخاص کے (جو بدو و ن جھیت اور ذمی رعب پیشوا کی خصوصیت تھی) جبراً وریس چل نہیں سکتا چلو بالفضل گورنٹ کے ہم خیال وہم عمل کو درو علیا مسلمانوں کو (جو درو رکھتے ہیں نہ زور بانی) اتفاق و اتحاد) دباؤ اور ستاؤ۔ یہ ہماری ہر سال کی رپٹ اور عدالت کی دروگیر رجوانوں

اور جیانیوں (م سے اور بھی کمزور ہو کر گاؤں کی چھوڑ دیں گے تو پھر ہم گورنمنٹ سے بھی بابائی گاؤں کی چھوڑا دیں گے۔

تازہ واقعہ یہ ہے جو ہوشیار پور میں ہوا ہے۔ اسکو اخبار رفیق ہند لاہور مطبوعہ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء سے نقل کیا جاتا ہے۔

ہوشیار پور میں ہندو مسلمانوں کے فساد کی تواریخ گذشتہ دو سال سے شروع ہوتی ہے۔ جب سے کہ ہندو اور مسلمان مہندہ داروں کی تعداد ضلع میں برابر رکھنے کے اصول سے قطع نظر کیا گیا۔ بعض مسلمان مہندہ داروں نے اپنی خیریت دیکھ کر فی الفور اپنی تبدیلیاں کرالیں جن میں سے منصف غلام جیلانی اور منصف احمد شاہ صاحبان کا نام نمونہ کے طور پر لیا جاتا ہے۔ آپ ہوشیار پور میں میدان اور بھی صاف ہو گیا اور ہندوؤں کو موقع ملا کہ وہ اپنا معمولی جگہر اکاؤنٹی برپا کریں۔ اس بنا پر جو مقدمات شروع ہوئے انکا ڈپٹی کمشنر صاحب نے معمولی خلاف ورزی قانون کی تہدید میں خفیف سزاؤں پر ختم کیا۔ ان خفیف سزاؤں نے ہندو پارٹی میں اور بھی برا فرو تنگی پیدا کی اور انکا جذبہ انتقام اور بھی بڑ گیا۔ چکا ثبوت صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ جب باہم صلح و صفائی کی گفتگو شروع ہوئی تو اسوقت ہندوؤں کی طرف سے اول یہ تجویز پیش کی گئی کہ مسلمانوں کی طرف سے ہوشیار پور میں بالکل گاؤں کی حدود کو دینے کا حکم کیا جائے کہ مسلمانوں نے اپنے آپ کو کم طاقت سمجھ کر امر بھی منظور کر لیا تھا۔ مگر پھر بھی ہندوؤں کے صلاح کاروں نے اس امر پر اکتفا نہ کیا بلکہ انہوں نے زور دیا کہ مسلمان اس اقرار کو لکھ کر بدین مضمون حلف کریں کہ وہ آئندہ گائے کے گوشت کو سونے گوشت کی برابر سمجھیں گے۔ غرض کہ اسکے ساتھ ہی گذشتہ سال میں محرم اور دسمبرہ بچا واقع ہوا جس میں ایک سبوز خاندان جٹکین شہزادہ فریدون ایکٹر پولیس پر ہندوؤں کی طرف سے ملے ہوئے۔ مگر ہندو پارٹی کی دباؤ سے انہوں کو مجبور ہونا پڑا کہ وہ شہزادہ صاحب کو اس نال کی پروری سے دست برداری پر مجبور کریں۔ اس واقعہ سے ہندوؤں کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے اور اسی اثنا میں ہندوؤں کے ایک شوالہ کا مقدمہ جو پیش ہوا تو اس نے اور بھی ان مخالفت کی خیالات کو

بڑا دیا۔ باوجودیکہ گورنمنٹ کی طرف سے اسپرکریٹ کررہنظر ثانی کئے لئے ایسا ہوا۔ مگر غلبہ قومی نے ہندو صاحبان پر اسکا کچھ اثر نہ ہونے دیا۔ حتیٰ کہ گورنمنٹ کے ایما را اور صاحب ڈپٹی کمشنر کے حکم سے کمیٹی کو ہندوؤں پر پراش کرنی پڑی۔ اس مقدمہ کو ہندو پارٹی نے اپنا ایک مذہبی مقدمہ بنا لیا تھا اسلئے یہ کوئی غیر متوقع بات نہ تھی کہ جو معزز مسلمان گواہ انکے برخلاف گذرے ان کی وجہ سے وہ عام مسلمانوں کی نسبت اپنے مخالفانہ خیالات کو اور بھی ترقی دینے کا موقع پائیں۔

یہ تو پچھلی تواریخ فساد کی تھی اب اس سال عید الضحیٰ کے موقع پر چند ہندو عہدہ داروں نے مرزا اعظم بیگ صاحب اکسٹرا سسٹنٹ کمشنر مال کو اپنے ساتھ شامل کر کے مسلمانوں کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ اس سال گائے کی قربانی نہ کریں۔ مرزا صاحب جو ایک سید صحرانوی صاحب کل انسان ہیں انہوں نے بڑے زور سے اپنے ہندوں ہمعصرون کے حکم کی تعمیل کرانی چاہی۔ دو پہر تک تو مسلمان اسکو سرکاری حکم خیال کرتے تھے۔ مگر جب ڈپٹی کمشنر صاحب کے ایک مسلمان آزدلی نے صاحب بہادر سید قربانی گائے کی اجازت چاہی تو اسوقت صاحب موصوف کو اس مخالفت کا حال معلوم ہوا اور انہوں نے نظر عدالت گتسری پر حکم یہ سید یا کہ ہماری طرف سے گائے کی قربانی کی کوئی ممانعت نہیں اسوقت مسلمانوں نے چند گائیں قربانی کیں۔ اس واقعہ نے ہندوؤں کے غصہ کی جلتی آگ پر اور بھی تیل ڈال دیا۔ اور اس غصہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب محرم و دہرہ کے موقع پر انہوں نے چہرہ بھار کا سلسلہ شروع کیا۔

یہ دو نو واقعات سچے ہیں اور گورنمنٹ کو ان کے سچے ہونے نہ ہونے کی تحقیق آسان ہے، تو اخبار نویسوں کی وہ رائے جس پر عقل قانون قدرت کی بھی شہادت پائی جاتی ہے لائق تسلیم گورنمنٹ ہے۔ بصورت میں اس فساد کے انسداد کی ان دو صورتوں میں سے ایک ہی صورت ہے جو ذیل میں مروض ہیں

۱۔ دوسری واقعہ کے سچے ہونے پر مشکیہ میں کے اس فیصلہ میں جو مقدمہ شیخ مہر علی کو تفویض شن کرنا کو بابین انہوں نے (۴۰) نمبر کو تحریر کیا ہے کیس قدر شہادت پائی جاتی ہے۔

ان دو صورتوں میں سے ہم اپنی طرف سے کوئی ایک صورت معین نہیں کرتے کیونکہ ہم مسلمان ہیں اور گائیکشی کے مجوز ہندو صورت ہم اپنے رے سے معین کریں گے وہاں تک کہ حق میں مفید ہوگی تو یکطرفہ اور رعایتی رائے سمجھی جائیگی۔ بلکہ گورنمنٹ کی خدمت میں دو صورتیں پیش کرتے ہیں ان دونوں میں سے جس ایک صورت کو گورنمنٹ ممکن العمل اور اپنی پالیسی کے موافق سمجھو عمل میں لاوی۔

ایک صورت یہ کہ گائیکشی کو بالکل بند کر دیں مسلمانوں کے علاوہ اپنی فوجوں اور سٹیشن میں بھی اسکی ممانعت کا حکم جاری کرے۔ اس صورت سے ہمارے زور آور اور صاحب زور ہم وطن خوش ہو جائیں گے۔ اور پنجوشی خالصہ گورنمنٹ اور اپنے زیر دست ہم وطنوں (مسلمانوں) کو محبت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور بیچارہ در ماندہ گورنمنٹ مسلمان بھی جو اسوقت زور رکھتے ہیں نہ زور نہ بھرت شخص و جاہت نہ قومیت اس حکم سے ناراض ہونگے جبکہ وہ ہمیں۔ اول یہی انکی کم زوری دے دست پائی۔ دوسری یہ کہ وہ اپنی اسی کم زوری کے سبب گائیکشی کی جگہ بکری اونٹ کی کام لیں گے۔ کہا نہیں تو اکثر مسلمان پہلوی ہی ہندوؤں کے میں جل کی خاطر بکریوں کو کام لینے میں قربانی کے لیے وہ گائیکشی کی جگہ اونٹ بوج کر لیں گے۔ اونٹ کی قیمت سوچا پس دیر میں نہ آئی تو بیچارہ اس میں بھی بھاریون پر اکتفا کریں گے۔

دوسری صورت یہ کہ گائیکشی کو ایسا وسیع کر دیں کہ ہندوؤں کو اسکے اٹھادو موقوفی کی کمی عمل و تدبیر سے طبع نہ رہے۔ اس صورت میں ہمارے ہم وطن بہائی صاحب زور و زور (ہندو) مایوس ہو کر اپنے کم زور اور زیر دست ہم وطنوں سے صاف سینہ ہو جائیں گے اور یہ خیال فرمائیں گے کہ جب ہماری زیر دست قوم اس عمل کی حامی ہے اور اسکو ہندوستان سے اٹھانا نہیں چاہتی تو ہم کو زیر دست آزاری سے کیا فائدہ۔

تیسری صورت یہ کہ ہماری خیال میں چند ایسے طریق ہیں جن سے بلا احتمال کسی نقصان کے اسکی وسعت ہو سکتی ہو۔ ان طرق کو ہم اسوقت عرض کریں گے جبکہ صورت دوم کی طرف

گنوارنٹسٹ کی توجہ دیکھیں گے۔

مردست ہم ایک طریق کے بیان کرنے سے رُک نہیں سکتے گو فرسٹ صورت دوم (وسعت کا دکاشی کو توجہ کی نگاہ سے دیکھیے خواہ نہ دیکھیے۔

اس طریق کے بیان سے ہماری وطنی بہائیوں (مہنوں) کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔
 کہ دست گارگشی کی صورت میں ہم گورنٹ سے اپنے حق سے زیادہ اور غیر واجب امر کو
 درخواست نہیں کرتے اور نہ اس میں مہنوں کے مذہب یا فعل سے کسی قسم کے تعرض
 و مداخلت چاہتے ہیں۔

وہ طریق یہ ہے

توسیع کاؤنکشی کے لئے گورنمنٹ ایک اشتہار جاری کرے اور ایک علی کارروائی کرے

مضمون اشتہار یہ ہو

گورنمنٹ کے زمانہ حکومت میں گاؤں کشی کا انداد ناممکن امر ہے اور حکم جواز کاؤ کشی
 ناقابل تنسیخ ہے خواہ اس میں پانچ کروڑ نہیں دس کروڑ اشخاص کی طرف سے درخواست
 انداد و پیش ہو۔ اس حکم جاری رکھنے پر گورنمنٹ کو دیہی حالت ذیل باعث ہیں۔

وجہ اوّل

انہما دو گرو گشتی میں مسلمانوں کے مذہب میں دست اندازی و بیجا مزاحمت پائی جاتی ہے جو گروینٹ کی نیوٹریلٹی کے مخالف ہے بخلاف البقا حکم گرو گشتی کے کہ ہمیں ہندوؤں کے مذہب اور فعل سے مزاحمت نہیں ہے اور نہ انکو کسی امر خلاف مذہب پر مجبور کیا جاتا ہے۔

ہندو اگر یہ خیال رکھتے ہیں کہ گائیکشی ہمارے مذہب کے مخالف ہو گا اس کو مرتکب دوسری اقوام (اہل اسلام و عیسائی) میں اس لئے اسکا ان داد ضروری ہے تو ایک ن شاید انکو یہ خیال بھی پیدا ہو گا کہ مسلمانوں کا اذان کہنا بتوں کی عبادت نہ کرنا اور عیسائیوں کا

چرچوں میں نماز پڑھنا ہمارے اصول مذہب کے مخالف ہو رہا ہے۔ جو حکم عقل و انصاف و اصول سلطنت خام خیال ہے۔ اور توجہ و لحاظ گورنمنٹ کا مستحق نہیں ہے۔ ایسا ہی ان کا وہ خیال ہے اگر انکو وہ خیال ہے

وجہ دوم

گورنمنٹ کی قوم اہل یورپ کے لئے جو ہندوستان میں آباد ہیں گائے کا گوشت ایسا ضروری اور شرط صحت و بقاء زندگی ہے جیسا ہندوؤں کے لئے گائے وغیرہ کا وودہ اور گھی۔ بلکہ اس سے بھی بڑا بکریا کا گوشت کیسے انہوں میں اہل اسلام کو مذہب میں بجا دخلت کے علاوہ گورنمنٹ کی قوم کی زندگی اور صحت کے خطرناک ہونیکا بھی یقین ہے۔

ان وجوہات کی نظر سے حکم جواز کا گوشت کو ہمیشہ کے لئے قائم و قابل نسخ قرار دیکر اعلان عام کیا جاتا ہے کہ جو شخص آئندہ کسی جلسہ عام یا کسی اخبار میں اس حکم گورنمنٹ کے مقابلہ میں اسکا گوشت کا کوئی مضمون بیان یا تحریر میں لائے گا وہ مفید و باغی قرار دیا جائے گا اور اسکی تحریر و تقریر کو اس غرض پر مبنی قرار دیا جائے گا کہ وہ ملک میں فساد قائم کرنا اور گورنمنٹ پر بجا و باؤ ڈالنا چاہتا ہے۔ اور اس جرم کے بدلے وہ قید (جس قدر گورنمنٹ مناسب سمجھے) سزا کا مستوجب ہوگا۔

عملی کارروائی یہ ہے کہ جس وقت اور جس مکان میں (بپابندی قواعد سابق) مسلمان اپنے کہانے یا قربانی کرنے کو گائے بچ کرنا چاہیں اسوقت اور اس مکان میں گورنمنٹ مسلمانوں کو خاص طور پر مدد دی اور مراحت ہندوؤں سے انکی پیشگی حفاظت کرے۔

اس اشتہار اور عملی کارروائی سے گائے کی ایسی رست تصور ہے جس میں کسی قسم کا مذہب یا فحل منہو سے تعرض پایا جاتا ہے نہ مسلمانوں کی کوئی ناواقف رعایت

نہایت عجیب و غریب ہے کہ گورنمنٹ کی قوم اہل یورپ کے لئے جو ہندوستان میں آباد ہیں گائے کا گوشت ایسا ضروری اور شرط صحت و بقاء زندگی ہے جیسا ہندوؤں کے لئے گائے وغیرہ کا وودہ اور گھی۔ بلکہ اس سے بھی بڑا بکریا کا گوشت کیسے انہوں میں اہل اسلام کو مذہب میں بجا دخلت کے علاوہ گورنمنٹ کی قوم کی زندگی اور صحت کے خطرناک ہونیکا بھی یقین ہے۔ ان وجوہات کی نظر سے حکم جواز کا گوشت کو ہمیشہ کے لئے قائم و قابل نسخ قرار دیکر اعلان عام کیا جاتا ہے کہ جو شخص آئندہ کسی جلسہ عام یا کسی اخبار میں اس حکم گورنمنٹ کے مقابلہ میں اسکا گوشت کا کوئی مضمون بیان یا تحریر میں لائے گا وہ مفید و باغی قرار دیا جائے گا اور اسکی تحریر و تقریر کو اس غرض پر مبنی قرار دیا جائے گا کہ وہ ملک میں فساد قائم کرنا اور گورنمنٹ پر بجا و باؤ ڈالنا چاہتا ہے۔ اور اس جرم کے بدلے وہ قید (جس قدر گورنمنٹ مناسب سمجھے) سزا کا مستوجب ہوگا۔ عملی کارروائی یہ ہے کہ جس وقت اور جس مکان میں (بپابندی قواعد سابق) مسلمان اپنے کہانے یا قربانی کرنے کو گائے بچ کرنا چاہیں اسوقت اور اس مکان میں گورنمنٹ مسلمانوں کو خاص طور پر مدد دی اور مراحت ہندوؤں سے انکی پیشگی حفاظت کرے۔ اس اشتہار اور عملی کارروائی سے گائے کی ایسی رست تصور ہے جس میں کسی قسم کا مذہب یا فحل منہو سے تعرض پایا جاتا ہے نہ مسلمانوں کی کوئی ناواقف رعایت

اسمین موجود ہے ہند اس سے ہندون کی طرف سے کسی قسم کی واجبی شکایت یا فساد پیدا ہونے کا احتمال نہیں ہے بلکہ گائیکشی کے انداز سے ان کو مایوس ہونے اور اس مایوسی کے سبب ان کی طرف سے فساد موقوف ہونے اور ملک میں امن قائم ہونے کی کامل امید ہے۔

اہل حدیث کا خطاب (اہل بیٹ) پر اپنا خطاب اور یہ کہ اسلامی فرقوں کی دل آزر دگی کا باعث نہیں ہو سکتا

لائق توجہ گورنمنٹ و اجماعی مذاہب

جو لوگ بلا واسطہ مجتہدین حدیث پر عمل کرتے اور اہل حدیث کہلاتے ہیں ان کا قدیم سے چلا آتا اور ان کے اس عمل کا زمانہ قدیم میں پایا جاتا ہے ہم اپنے مضمون اہل حدیث قدیم میں یا جدید، بضمیر جلد نمبر ۱۲ جلد ۱۰ ثابت کر چکے ہیں۔

اس مضمون میں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ان کا یہ خطاب بھی ویسا ہی قدیم ہے جیسا کہ ان کا جو دو عمل قدیم ہے اور اس خطاب سے کسی اسلامی فرقہ کی دل آزر دگی متصور نہیں ہے۔ اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ خطاب اب نیا تجویز ہوا ہے اور زمانہ قدیم میں کوئی خاص فرقہ اہل حدیث کے نام سے نامزد و مشہور نہ تھا ان ہی فقہاء مذاہب اربعہ کو اہل حدیث کہا جاتا تھا اور اب کسی فرقہ کو اہل حدیث کہنے میں دوسرے اسلامی فرقوں کے اہل حدیث ہونے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جو انکی دل آزر دگی کا موجب ہو، وہ اسلامی تاریخ اور اسلامی مذاہب پر ناواقف ہیں اور غور و تامل سے کام نہیں لیتے۔

اس کے ثبوت کے لئے ہم ہر دست تین دلائل پیش کرتے ہیں۔

اول یہ کہ یہ خطاب ”المحدث“ ایک گروہ خاص کے لئے خود ان ہی مذاہب کے اکابر و اعیان نے (جبکہ اس خطاب سے دل آزر وہ ہونا فرض و خیال کیا گیا ہے) تجویز کیا ہے اور اس خطاب سے اپنے فقہاء مذاہب کو مراد نہیں ٹھہرایا ہے (جیسا کہ بعض نادان قنفون کو وہم ہوا ہے) بلکہ ان فقہاء کے مقابل میں ایک جداگانہ گروہ کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ پھر کوئی فکر ممکن و دور ہے کہ اس خطاب سے انبی یا ان کے پیروان و متقلدین کی دل آزر دلی ہوگی۔

اس دلیل کی تفصیل میں ہم چند کتب معتبرہ حنفیہ وغیرہ کی عبارات پیش کرتے ہیں۔
فتاویٰ حمادیہ میں بذیل کتاب حدود و اور ر و المحدث (۱) مطبوعہ مصر کی جلد ۳ میں تصنیف

۱۰۹ نقل کیا ہے کہ ابو بکر جو زجانی کے عہد میں امام ابو حنیفہ کے ایک پیروئے ایک المحدث کی بیٹی کا نکاح چاہا تو اسے کہا تو اپنا مذہب حنفی چھوڑ دے اور نماز میں رفع الیدین اور امین بالچہ کرے تو میں تجھے لڑکی کا نکاح کر دوں گا اس نے ایسا کیا تو اس کا معاملہ شیخ ابو بکر جو زجانی کے سامنے پیش ہوا۔ تا آخر۔

حکمی از ساجد اس اصحاب الی حنیفۃ
خطب الی رجل من اصحاب الحدیث
ابنت فی عہد ابی بکر ابو زجانی قالی الا
ان یترک مذہبہ فبقراء خلف الامام
یرفع یدہ عند الانحطاط ولخوذ لک
فاجابہ فزوجہ فقال الشیخ بعد سئل
عن ہذہ واطرق راسہ النکاح جائز۔
(فتاویٰ حمادیہ ورجح المختار ص ۱ جلد ۳)

اور ر و المحدث جلد ۳ صفحہ ۲۴۴ کہا ہے کہ علامہ اکمل کی شرح اصول بزودی

میں ہے کہ ہمارے اکثر ہم مذہب (حنفیہ) اور امام شافعی کے اکثر پیرواسل مر کے قایل ہیں کہ جن چیزوں کی جواز یا حاکفیت کی نسبت شرح کا کوئی حکم وارد نہ ہو وہ مباح الاصل

وفی شرح اصول البزودی للعلامة الاکمل
قال اکثر اصحابنا واکثر اصحاب الشافعی
ان الاشیاء التي یجوز ان یرد الشیخ
بابا احتیاد وحرمتها قبل ورجحها بالابتن

ذہی الاصل فیہا حتی ابیع لمن لم یبلغہ
الشرع ان یاکل ماشاء والیہ اشار
محمد فی الاکراه حیث قال اکل المیتۃ
وشرب الخمر لم یحرم الا بالذہبی فجعل
الاباحۃ اصلاً والحرمة بعارض
الذہی وهو قول الجہاتی والی ہاشم
 واصحاب الطاہر قال بعض اصحابنا و
بعض اصحاب الشافعی ومعتزلہ بغداد
انہما علی الخطأ قالت الاشعریہ وعامة
اہل الحدیث انہما علی الوقف حتی ان من
لم یبلغہ الشرع یتوقف ولا یتناول شیئاً
(مرح المختار جلد ۲ ص ۲۴۷)

میں ان کے نزدیک اس شخص کو جبکو شریعت
نہ پہنچے سب کچھ کہا لینا مباح ہے۔ اسی کی طرف
امام محمد کے اس قول کا کہ مردار اور خنزیر کو
شرع ہی نے حرام کیا ہے اشارہ پایا جاتا ہے
انہوں نے سب چیزوں کو مباح الاصل قرار
دیا ہے اور حرمت اشیا کو نہی شارع کو سب سے
عارضی ٹھہرایا ہے یہی جہاتی اور ابو ہاشم اور
طاہریہ کا قول ہے اور ہمارے بعض اہل
مذہب اور امام شافعی کے بعض سرور اور بغداد
کے معتزلہ قائل ہیں کہ اصل حکم تمام چیزوں
میں ممانعت ہے اشعریہ اور اکثر اہلحدیث کا
مذہب توقف ہے وہ کہتے ہیں جبکو کسی چیز

کی نسبت شرع سے جواز کا حکم نہ ہوئے وہ اُسکے کھانے سے توقف کرے۔

یسا ہی مسلم الثبوت کے متن اور حاشیہ مہنیہ اور ملاسین کے حاشیہ مسلم میں
تمام چیزوں کے اصلی حکم حرمت یا اباحت کی نسبت علماء کا اختلاف بیان کیا اور اس میں
مذہب اہلحدیث کو مذہب حنفیہ و شافعیہ کے
مقابلہ میں ذکر کیا ہے اس مقام میں حاشیہ
ملا سین کی عبارت با ترجمہ نقل کی جاتی ہے۔
اہل سنت کا یہ اختلاف کہ اصلی حکم اباحت ہے
جبکہ عمل پر ثواب ہو نہ عذاب جسے اکثر
حنفیہ و شافعیہ کا مذہب ہے مصنف نے حاشیہ

واما الخلاف المنقول عن اهل السنة
ان الاصل في الاحكام الاباحۃ ای
لیس فی الفعل ثواب ولا فی التوکل عقاب
کما هو ای الاصل الاباحۃ تھا واکثر
الحنفیہ والشافعیہ قال الحاشیۃ منهم
العراقیون قالوا والیہ اشار محمد فیمن

بالفعل علی اکل المیتة وشرب الخمر لم یفعل
 حتی قتل بقوله حققت ان یکون آثمًا لان
 اکل المیتة وشرب الخمر لم یفعل الا بالذی ففعل
 الا بالذی اصلاً والجملة تعبر عن الذی
 کذا فی التقریرات الی و الاصل المحظ
 لما ذهب الی الذی الی المحظ غیر هم ای غیر
 اکثر الخفیة والشافعية قال فی الحاشیة
 منهم ابو منصور لما تریدی وضاح
 الی الذی وجماعة اهل الحديث
 راجعاً ینبیه مستلماً لا مباین

مین کہا ہے کہ عراقی فقہاء حنفیہ اسی مذہب
 والون مین مین وہ کہتے مین اسی مذہب اباحت
 کی طرف امام محمد نے بھی اپنے اس قول مین
 اشارہ کیا ہے کہ جسکو مروا رکھائے یا شراب
 پیئے پر قتل سے کوئی ڈراوے اور وہ مروا
 رکھائے اور شراب نہ پیئے تو بچے خوف ہے کہ
 وہ گناہگار ہوگا۔ کیونکہ مروا و شراب تو
 صرف حکم شرع سے حرام ہوئے ہیں، اس
 قول مین انہوں نے اباحت کو اصلی نہیں لیا
 ہے اور حرمت کو عارضی۔ یا وہ اصل حکم

محانت ہے چنانچہ اکثر حنفیہ و شافعیہ کے سوا اور لوگ قائل ہیں۔ ان کی تینوں میں مصنف
 نے حاشیہ نہیں مین کہا ہے کہ انہی امام ابو منصور ما تریدی اور صاحب بدایہ مین اور
 اکثر الحديث۔

(۶) اشاہ والنظائر اور دعویٰ شیعہ اشاہ والنظائر مطبوعہ کلکتہ مین بصفحہ ۱۰۰
 لکھا ہے کہ بعض اہل حدیث نے کہا ہے کہ اصل حکم شیعہ کا حرام ہے ان کی
 دلیل یہ ہے کہ ملک غیر مین ظاہر ہو سکے
 تصرف جائز نہیں ہے۔
 اور المحیطاوی مطبوعہ مصر کی
 کتاب الذباج مین بصفحہ ۵۳ لکھا ہے اگر
 کوئی متعرض کہے کہ ملک اپنا اہل سنت حنفیہ شافعیہ وغیرہ کا (سید ہے) راہ پر ہونا کیونکہ
 معلوم ہوا حالانکہ ہر ایک اسلامی فرقہ مشیوخا ربی وغیرہ بھی دعویٰ کرتے ہیں ان کے

وقال بعض اهل الحديث الاصل فيها المحظ
 و دليله ان التصرف من ملك الغير غير
 اذنه لا يجوز۔
 (دعویٰ شیعہ اشاہ والنظائر ص ۱۰۰)

کتاب الذباج مین بصفحہ ۵۳ لکھا ہے اگر
 کوئی متعرض کہے کہ ملک اپنا اہل سنت حنفیہ شافعیہ وغیرہ کا (سید ہے) راہ پر ہونا کیونکہ
 معلوم ہوا حالانکہ ہر ایک اسلامی فرقہ مشیوخا ربی وغیرہ بھی دعویٰ کرتے ہیں ان کے

<p>جواب میں میں کہوں گا کہ یہ بات صرف دعویٰ اور وہم کے ساتھ تسک کرنے سے نہیں ہے بلکہ اس امر کے پرکھنے والوں اور اہل حدیث کی نقل کی شہادت سے ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ و تابعین کے احوال و افعال و اقوال میں حدیثین جمع کی ہیں۔</p>	<p>فان قلت ما قوذك على انك على صراط مستقيم وكل واحد من هذه الفرق يدعى انه عليه قلت ليس لك بالادعاء والتثبت باستقامتهم الوهم القاصر القول الزاعم بل بالنقل عن جماعة هذه الضعفة علماء اهل الحديث الذين جمعوا احاديث في امور رسول الله صلى الله عليه وآله وافعاله وحركاته وسكناته واحوال الصحابة والمهاجرين والانصار الذين ابتغوا هم باحسان مثل امام البخاري ومسلم وغيرهما من الثقات المشهورين الذين اتفق اهل الشرق والمغرب على صحة ما اوردوه في كتبهم من امور النبي صلى الله عليه وآله وصحبه رضي الله عنهم</p>
<p>اور ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے کہ از انجند ایک یہ مسئلہ ہے کہ مقلد کا (جو خدا کو بلا دلیل مانے) ایمان معتبر و درست اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ اسکا ایمان صحیح ہے مگر وہ مقلد ترک دلیل کے ترک کریں گناہگار ہے۔</p>	<p>ہے امام حنیفہ و سفیان ثوری و امام مالک و داؤد اعرجی و شافعی و احمد اور اکثر فقہاء منها از ایمان المقلد الذي لا دليل عليه قال ابو حنيفة وسفيان الثوري ومالك وداؤد اعرجي والشافعي احمد عامة الفقهاء واهل الحديث كلهم ولكن عامتهم لا يستدلوا (شرح فقہ اکبر)</p>
<p>اور رد المحتار جلد ۳ میں صفحہ ۲۹۳ و صفحہ ۹۰۹ فتح القدیر ہے نقل کیا ہے کہ خوارج جو مسلمانوں کی غوزیزی اور مالوں کو حلال سمجھتے ہیں اور صحابہ کو کافر بتاتے ہیں اکثر فقہاء اور اہل حدیث کے نزدیک باغیوں کے حکم میں ہیں بعض</p>	<p>وذكر في فتح القدير ان الخوارج الذين يستحلون اموال المسلمين واموالهم ويكفرون الصحابة حكمهم عند جمهور الفقهاء واهل الحديث</p>

حکم البغاة وذهب بعض اهل الحديث الى انهم مرتدون قال ابن المنذر ولا اعلم احداً وافق اهل الحديث على كفيهم وهذا يقتضى نقل اجماع الفقهاء -
(رد المحتار ج ۲۹ ص ۲۹۰ جلد ۲۹)

الحدیث یکہتہین کہ وہ مرتد ہیں یا ام ابن المنذر فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ان الہدیت کا اس تکفیر خارج میں کوئی اور موافق وہم خیال گذرا ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء کا عدم تکفیر پر اجماع ہے -

لنا ان القنوت للداراة مستم لم ينسجم وبه قال جماعة من اهل الحديث وحلوا عليه حديث ابى جعفر عن النضر ما زال يقنن حتى فارق الدنيا اى عند النوازل -
(فتح القدير ص ۱۸۸)

اور فتح القدير جلد اول ص ۱۸۸ میں لکھتے ہیں کہ صوفیہ (۱۸۸) کہتا ہے کہ حوادث کے وقت نمازوں میں دعا قنوت پڑھنا برابر جاری رہا ہے اور منسوخ نہیں ہوا - اور اسی امر کی ایک جماعت الہدیت قابل ہے اور انہوں نے

حدیث انس کو کہ آنحضرت صلعم ہمیشہ قنوت پڑھتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے جدا ہوئے اس قنوت حوادث پر محمول کیا ہے -

اور بحوالہ الرائی کی جلد اول ص ۲۹۷ میں لکھا ہے کہ شیخ نقایہ میں بحوالہ غایتہ بیان کیا ہے کہ اگر مسلمانوں پر کوئی حادثہ واقع ہو تو امام چہری نمازوں میں دعا قنوت پڑھو اور یہی سفیان ثوری اور امام احمد مثیل کا قول ہے اور اکثر الہدیت کا یہی مذہب ہے کہ حوادث کے وقت یہی نمازوں میں

فی ترج النقایہ معنیاً الى الغایة وان نزل المسلمین فامر له قنن الامام فی صلوۃ الجہود وهو قول الثوری واحمد قال جمہور اهل الحديث القنوت عند النوازل مشرہ فی الصلوۃ کلما -
(بحوالہ الرائی ص ۲۹۷)

سری ہوں خواہ دعا قنوت مشروع ہے -

اور مستطی کی جلد اول ص ۲۹۷ میں لکھا ہے کہ حنفی مذہب میں مجز و ترد دعا قنوت کا مسنون نہ ہونا بیان کر کے کہا ہے کہ قنوت کا

ادھیل علی قنوت النوازل کما اختارہ

بعض اہل الحدیث اذ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یزل یقنن فی النوازل
(مسبقاً ص ۱۰۰)
ذکر حدیث میں ہے اس سے وہ قنوت مراوی
جو حدیث کے وقت پڑھا جاتا ہے چنانچہ
اہل حدیث کا مذہب ہے۔

اور رد المحتار مطبوعہ مصر کی جلد اول میں صفحہ ۴۵۱۔ اور طحاوی مطبوعہ مصر کی جلد
اول میں صفحہ ۴۴۴ کہا ہے کہ یہ جو درختار
میں کہا ہے کہ بقول بعض یہی نمازوں میں
(سری ہون طواہ جہری) قنوت پڑھے
اس سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول
بھی حنفی مذہب میں ہے مگر یہ تو جان چکا ہو
کہ اس مسئلہ کا مجتہد شافعی کوئی امام ثمال نہیں۔ اور سحر الرائی میں اس مسئلہ کو مجتہد الحدیث
کی طرف منسوب کیا ہے انصورت میں صاحب درختار کو مناسب تھا کہ اس مسئلہ کو امام
شافعی اور الحدیث کی طرف منسوب کرتا تاکہ اسکے کلام سے یہ وہم نہ ہو کہ یہ حنفی مذہب
میں ایک قول ہے۔

اور خلاصہ کیدانی میں ہے نماز میں و سوان غفل مرام (حنفی مذہب میں)
انگلی سے اشارہ کرنا ہے جیسے اہل حدیث
کرتے ہیں۔

علامہ تقی زانی کی شرح خلاصہ کیدانی میں ہے رفع یدین اس محل میں جان
شرع کا حکم نہیں اس سے رکوع کے بعد قومہ میں
رفع یدین کرنے کی جیسا کہ شافعی اور الحدیث
کرتے ہیں نفی کرنا مراوی ہے۔ کیونکہ وہی
لوگ قومہ میں سیدہ تک قبلہ کی طرف ٹھٹھاٹھا کرتے

رفع الیدین فی غیر ما شفع
اسرارہ نفی الرفع بعد الركوع فی القیۃ
الی الصدق لہو القبلة لما یرفع للادعاء
(شرح خلاصہ کیدانی)
رفع الیدین فی غیر ما شفع
اسرارہ نفی الرفع بعد الركوع فی القیۃ
الی الصدق لہو القبلة لما یرفع للادعاء
(شرح خلاصہ کیدانی)

میں جیسے دعار میں اٹھائے جاتے ہیں۔

یہ سطور کتب مذہب حنفی کی عبارتیں ہیں جن میں متوفی علما حنفیہ متقدمین و متأخرین کی اس امر پر شہادتیں ملی جاتی ہیں کہ ان علماء نے ایک خاص فرقہ کو جو نہ حنفی کہلاتا نہ شافعی الحدیث کہا ہے اور حنفیہ و شافعیہ وغیرہ اہل مذاہب کے مقابلہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ایسی ہی تینے موجودہ علما حنفیہ ہندوستان و پنجاب کے (جن میں بعض علماء کا حنفی مذہب میں پیشوا ہونا تمام ہندوستان میں مسلم ہے اور بعض علماء کا پنجاب میں) شہادتیں حاصل کی ہیں۔ ان علماء کے نام نامی ہم تب ظاہر و مشہر کر چکے ہیں جب ان کے فتوے کی نسبت اور علما حنفیہ کی بلا رو سے رعایت رائے حاصل کر لیں گے۔ اور ان کے انصاف بے تعصبی کا امتحان کریں گے۔ بالفعل صرف ان کا فتویٰ ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

سوال

الحدیث قدیم میں یا جدید اور ان کا یہ خطاب فقہاء حنفیہ وغیرہ نے اپنی کتابوں میں مسلم رکھا ہے یا نہیں۔

جواب

الحدیث قدیم میں جنکے اکابر امام بخاری و امام مسلم وغیرہ ہیں۔ اور یہ خطاب ان کے لئے ہمارے فقہاء مذاہب نے تسلیم کیا ہے اور اپنی پڑائی کتابوں میں انکے حق میں استعمال کیا ہے شرح نقایہ۔ بحر الرائق۔ طحاوی۔ فتح القدیر۔ اشباہ و النظائر۔ مستملی وغیرہ میں بذیل مسئلہ فتوت نوازل۔ اور فتاویٰ حامدہ میں بعض کتاب التحدود۔ اور طحاوی میں بذیل کتاب الذبائح۔ اور حاشیہ منہج مسلم میں بعض مسئلہ حکم قبل بعثت۔ و رد المحتار۔ و مشامی۔ و صراط المستقیم وغیرہ میں اس گروہ کو الحدیث کے خطاب سے یاد کیا ہے۔

ان شہادتوں کو پرکھ کر یا نہ کر موجودہ مسلمانان ہندوستان و پنجاب سب جو غالباً حنفی الحدیث

میں ہرگز ممکن و متوقع نہیں ہے کہ وہ کسی فرقہ کے اہل حدیث کہلائے پر دل آزر وہ ہوں اور ان کے اس خطاب میں اپنے اہل حدیث ہونے کی طرف اشارہ سمجھیں یہ ہوتا تو وہ اس خطاب کو اپنے لئے مقرر کرتے اور اپنے سوا کسی کو اہل حدیث نہ کہتے خصوصاً بالمقابلہ جس میں وہ اپنے آپ کو فقہاء و حنفی و شافعی کہتے ہیں اور اپنے مقابلہ میں ایک فرقہ کو اہل حدیث کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ اس سروس و ناکس کو بشرطیکہ فہم و انصاف رکھتا ہو یقیناً سمجھ میں آسکتا ہے کہ کسی فرقہ کے اہل حدیث کہلانے سے وہ اپنی قوم میں نہیں سمجھتے۔

ایک شہادت اس مقام میں ایسے شخص کی پیش کی جاتی ہے جو نہ حنفی کہلاتا ہے نہ شافعی بلکہ عام مسلمانوں میں اسکا مذہبی خطاب کچھ اور ہی ہے۔ لہذا اسکی شہادت عام اہل اسلام پر مؤثر نہیں و لیکن چونکہ اسکی رائے گورنمنٹ کی نظر میں وقعت و اہمیت ہوتی ہے اور وہ ایک اسلامی رائے سمجھی جاتی ہے۔ لہذا اس کی شہادت اس مقام میں پیش کرنا فائدہ سے خالی نہیں۔

وہ آزاہیل سید احمد خان صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی ہیں جو اپنے رسالہ جوائٹ اکثر میں صاف فرماتے ہیں کہ اہل حدیث اس گروہ پر انا کا نام ہے۔ جس سے وہ زمانہ تقریر مذہب اربعہ میں مشہور تھے۔

اصل کلام آزاہیل یہ ہے

مذہب اسلام ابتداء میں بہت سے برسوں تک ایک ایسا مذہب رہا جو کا منشا صرف ذات باری کی پرستش تھی مگر سنیہ ہجری کی دوسری صدی میں جب اسکے اصول کی نسبت علماء کے خیالات قلب بند ہوئے تو اس کے چار فرقہ قائم کئے گئے یعنی حنفی و شافعی و مالکی و جبلی اور کچھ عرصہ تک مسلمانوں کو یہ اختیار حاصل رہا کہ ان فرقوں میں سے جس کسی کے مسئلہ کو چاہیں پسند کریں اور اسکی پیروی کریں لیکن جب نبی امیہ ابو بنی عباس بادشاہ ہوئے

تو انہوں نے ایک حکم تمام مسلمانوں کے نام اس مضمون کا جاری کیا کہ وہ ان چار فرقوں میں کو
کسی ایک فرقہ کی تمام سلون کو قبول کر لیں چنانچہ بعد اس حکم کے جو لوگ اسکے خلاف کرتے
تھے انکو سزا دی جاتی تھی چنانچہ اسی جبری حکم کے باعث سے آزادانہ رائے کا اظہار سدود
ہو گیا اور مذہبی دست اندازی کا بڑا زور شور ہوا مگر اسوقت میں بھی بہت سے آدمی ایسے
تھے جو خفیہ اصلی مذہب کے پابند تھے اور ظاہراً ان کی یہ عزت نہ تھی کہ سوائے چند معتقد
آدمیوں کے کسی سے اپنی رائے کا اظہار کریں اور ایسے لوگ اس زمانہ میں اہل حدیث کہلاتے
تھے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے معتقد تھے اور مندرجہ
بالا چاروں فرقوں کے مسلمانوں کے پابند نہ تھے پس رفتہ رفتہ حکم مذکورۃ الصدرا و زیاہ
تشدد کے ساتھ جاری کیا گیا یہاں تک کہ آخر کار وہ بہت سے مسلمانوں کے مذہب کا
ایک بڑا اصول ہو گیا اور پھر المحدث سے بھی عوام الناس رفتہ رفتہ عداوت کرنے
لگے اور اصول شریع میں سچے مسلمانوں کے نزدیک وہ قابل طاعت قرار دیے
گئے۔ غرض کہ تشدد کے شروع تک تمام مسلمان کی بھی حالت ایسی۔

اس شہادت سے بھی ہمارے دعویٰ کا جزا دل کہ اس گروہ کا یہ خطاب قریم ہے
بخوبی ثابت ہے کہ اسکا جز ثانی کا کہ اس خطاب سے آواز دہی دل آواز دگی مضمون نہیں
اس میں صریح ثبوت نہیں ہے

باجملہ اس بیان سے ہماری پہلی دلیل کی کافی تفصیل ہوئی اور یہ بات بخوبی
ثابت ہو گئی کہ اس گروہ کا خطاب المحدث خود ان ہی لوگوں کے پرانی اور نئے کتب
مذہبی میں تجویز و تسلیم ہو چکا ہے جسکی دل آواز دگی کا اندیشہ و خطرہ نادانقون کے خیال
میں گذرتا ہے۔ اور درحقیقت یہ خطاب ان کی دل آواز دگی کا باعث نہیں ہو سکتا
اگر وہ اپنے کتب و مذہب کے پابند رہیں اور اپنے مقدادوں کو عزت و تسلیم کی
نگاہوں سے دیکھیں۔

دوسری دلیل

اہلحدیث کا اپنے آپ کو اہلحدیث کہنا اس غرض و مراد سے نہیں کہ حدیث نبوی سے
خاکہ ان ہی لوگوں کو تعلق ہے۔ دوسرے اسلامی گروہ حنفی شافعی وغیرہ حدیث کی
سرکار نہیں رکھتے (جس سے ان گروہوں کی دل آزدگی متصور ہو) بلکہ ان کا
اہلحدیث کہلانا اس نیت و مراد سے ہے کہ وہ زیادہ تر نقل و روایت حدیث سے
مشغول رہتے ہیں۔ اور استنباط مسائل فقہیہ کی طرف توجہ کم رکھتے ہیں۔ اور تخریج اقوال
ایمہ مذاہب سے کام نہیں رکھتے اور بلا واسطہ ایمہ مجتہدین ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہیں
اور کسی مذہب حنفی شافعی کی طرقت مستوی ہونے کو ضروری نہیں جانتے۔ جیسا کہ دوسری
اسلامی فرقہ جو فقہاء یا اہل المرأۃ سے کہلاتے ہیں زیادہ تر استنباط و تخریج سے مشغول
رہتے ہیں اور نقل و روایت حدیث کی طرف کم توجہ رکھتے ہیں اور حدیث پر بواسطہ
مجتہدین عمل کرتے ہیں اور مجتہدین کے اقوال سے تخریج مسائل کرتے ہیں اور اسی وجہ
وہ اپنے آپ کو مجتہدین کی طرف منسوب کر کے حنفی شافعی وغیرہ کہلاتے اور ان ہی لقب
کو اپنا مذہبی خطاب ٹھہراتے ہیں۔ بجائے ان خطابات کے وہ اہلحدیث کہلانا نہیں چاہتے
اور نہ کہلاتے ہیں۔

اس بیان کی تصدیق و تائید میں ہم ایسے شخص کی شہادت پیش کرتے ہیں جسکو
ہندوستان کے سہی اہل مذاہب سنیہ کیا اہلحدیث اور کیا حنفیہ وغیرہ اپنا مقتدا
پیشوا سمجھتے ہیں اور ان کی تحقیق و کلام کو مستند خیال کرتے ہیں۔ وہ حضرت شاہ
ولی اللہ محدث و فقیہ دہلوی ہیں۔ جو حنفی خاندان میں ہوئے۔ اور فرقہ و حدیث
دونوں میں اعلیٰ رتبہ کمال کو پہنچا۔ اور اسی وجہ سے اہلحدیث و اہل فقہ دونوں گروہ میں امام
تسمیہ کئے گئے ہیں۔

اپنی کتاب حجتہ اللہ البالغہ میں صفحہ ۱۵۲ سے صفحہ ۱۵۴ تک ایسی تقریر

کی سب سے بڑی بات بیان کے نقطہ بلفظ مصدق ہے بلکہ سچ پوچھو تو ہمارا کلام اسی بیان سے متفاو ہے۔

ہم اس کلام کو اپنے ضخیمہ اشاعت السنتہ جلد اول کے متعدد نمبروں (۸-۹-۱۰) میں بجا نقل کر چکے ہیں۔ اس مقام میں اپنی عادت عدم تکرار کے موافق اس کا خلاصہ نقل کرتے ہیں جن شائقین کو ملاحظہ تمام کلام کا شوق ہو وہ مجتہد البیانہ ملاحظہ کریں وہ میسر نہ تو ضخیمات اشاعت السنتہ نمبر ۹ و ۱۰ جلد اول طلب فرما کر ملاحظہ فرمائیں۔

جناب مدوح بصفحہ ۱۵۵ کتاب مذکور فرماتے ہیں۔ اہل حدیث و اصحاب الراہین فرق کا بیان۔ جو علماء سعید بن سب

و زہری و مالک و سفیان وغیرہ کے ہم عصر تھے و سب بلا ضرورت شدید قیاس و استنباط و فتویٰ کو پسند نہ رکھتے تھے۔ ان کا خیال بہت اسطرف رہتا کہ جب کوئی ان سے سوال کرتا اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نقل کرتے +++ پھر احادیث کی تصنیف و تالیف شروع ہوئی اور حدیث کی کتابت جاری ہوئی اور اکثر علماء ملک حجاز۔ شام عراق۔ مصر۔ یمن کے شہروں میں پہنچے اور کتب احادیث بہم پہنچا کر تالیف کرنے لگے پس انکی کوشش و اہتمام سے اس قدر حدیثیں جمع ہوئیں جو پہلو نہ تھیں اور حدیث کی اسناد میں اس قدر کثرت

باب الفرق بین اہل الحدیث و اصحاب الراہیۃ اعلم انہ کان من العلماء فی عصر سعید بن المسیب و ابراہیم و الزہری و فی عصر مالک و سفیان و بعد ذلک قوم یکدھون الخوض بالراہیۃ و یناہون الفتی و الاستنباط الا لضرورت لا یجدون منها بدلاً او کان اکبر ہم مدایہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم * * * * * فوقع شیوع تدوین الحدیث وکان فی بلدان الاسلام و کتابہ الصحف و النسخ من حاجتہم لموقع عظیم فطاف من ادراک من عظامہم ذلک الزمان بلاد الحجاز و الشام و العراق و مصر و الیمن و انحراسان و

وجہوا لکتاب وتبعوا النسخ واجتمع
 باہتمام اولئک من الحدیث والاثار
 ما لم یجتمع لاحد قبلہم ونیسر لہم ما لم
 یتسر لاحد قبلہم وخلص الیہم من
 طرق الحدیث شیئ کثیر حتی کان بکثیر
 من الاحادیث عندہم ما یتدری
 فافوقہا وظهر علیہم احادیث صحیحۃ
 کثیرۃ لم تظہر علی اہل التقوی من
 قبل - * * * * * فکان روس
 ہوا عبد الرحمن بن ہمدی و یحیی
 بن سعید القطان و یزید بن ہارون
 و عبد الرزاق و ابوبکر بن ابی شیبہ
 و مسدد و ہناد و احمد بن حنبل و
 اسحاق بن راہویہ و الفضل بن
 دکین و علی بن المدینی و اقرانہم
 و ہذہ الطبقة ہی البطراز الاول من
 طبقات المحدثین فرجع المحققون
 منہم بعد احکام فن الراویۃ و معرفۃ
 مراتب الاحادیث الی الفقہ فلم یکن
 عندہم من الرائی ان یمنع علی تقلید
 رجل من مضمی مع ما یرون من الاحادیث

ہوئی کہ ایک ایک حدیث سو سو سند سے ہم
 پہنچنے لگی اور حدیث کا موقع کہ وہ شاذ ہی
 یا مشہور انکو معلوم ہوا اور ان کو بہت سی
 ایسی حدیثیں صحیح معلوم ہوئیں جو پہلے اہل
 فتویٰ پر مخفی تھیں * * * * * اس
 طبقہ کے سر دار یہ لوگ تھے عبد الرحمن بن
 ہمدی - یحییٰ ابن سعید - یزید بن ہارون
 عبد الرزاق - ابوبکر بن ابی شیبہ -
 مسدد - ہناد - احمد بن حنبل - اسحاق بن
 راہویہ - فضل بن دکین - علی بن مدینی
 وغیرہ - یہ طبقہ محدثین کے طبقات سے
 اول نشان تھے - اس طبقہ کے محقق لوگ
 فن روایت کو مضبوط کرنے اور مراتب
 حدیث پہنچانے کے بعد فقہ کی طرف متوجہ
 ہوئے ان کے نزدیک فقہ اسکا نام نہ تھا
 کہ کسی ایک شخص کی تقلید کیجاویں یا جو دیکھ
 مذاہب متقدمین سے ہر مذہب میں احادیث
 و آثار متناقضہ نظر آتے ہیں - پس وہ
 کتاب اللہ و سنت رسول و آثار صحابہ و
 اقوال تابعین و مجتہدین کے مجتبے اعد
 ذیل تفحص کرنے لگے -

والا تأمل للتناقض في كل مذهب
من تلك المذاهب فاحذوا ليتبعون
احاديث النبي صلى الله عليه وآله والصحابه
والتابعين والمجتهدين على قواعد
الحكماء في نفوسهم وانا ابينها للشفي
كلمات يسيرة كان عندهم انه اذا
وجد في المسئلة قرآن نالقه فلا يجوز
التحول منه الى غيره واذا كان القرآن
محملاً لوجوه فالسنة قاضية عليه
فاذا لم يجدوا في كتاب الله اخذوا
بسنة رسول الله صلى الله عليه وآله
مستفيضاً داير بين الفقهاء او
ليكون مختصاً باهل بلد او اهل بيت
او بطريق خاصة وسواء هل به الصحابة
والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان
في المسئلة حديث فلا يتبع فيها خلاف
اثر من الاثام ولا اجتهد احد من
المجتهدين واذا افرغوا جهنهم في
تتبع الاحاديث ولم يجدوا في المسئلة
حديثاً اخذوا باقوال جماعة من
الصحابه والتابعين ولا يفتيدون

راہ ان کا قاعدہ تھا کہ جب کسی مسئلہ میں
قرآن نالقی پاتے تو پھر کسی کی طرف توجہ
نہ کرتے۔ اور اگر قرآن کسی معانی کا محتمل
ہوتا تو قرآن کا فیصلہ حدیث سے کرتے۔
(۲) جب کتاب اسد میں کوئی حکم نہ پاتے تو وہ حکم
سنت (یعنی حدیث) سے لے لیا کرتے خواہ وہ حدیث فقہاء میں مشہور
ہوتی خواہ کسی شہر یا توگون سے مخصوص ہوتی۔
کسی صحابی یا تابعین کے نزدیک معمول
ہوتی خواہ نہ ہوتی جب وہ کسی مسئلہ میں
حدیث پاتے تو پھر اثر صحابی و اجتہاد مجتہد
(جو اسکے خلاف ہوتا) کے پیچھے جاتے۔
(۳) اور جب باوجود بہت تلاش و نہایت
کوشش کے کوئی حدیث نہ پاتے تو جماعت
صحابہ و تابعین کے اقوال کو لیتے بلاخصیص
اسکے کہ وہ کسی قوم یا شہر یا گہر کے لوگ ہوں
جیسا کہ ان سے پہلے لوگ کیا کرتے تھے۔
پس جس امر پر اکثر خلفاء و فقہاء کے اقوال
متفق ہوتے اس پر اعتما کرتے اگر کسی امر
میں علماء کا اختلاف پاتے تو ان میں سے
جو بڑا عالم یا متقی یا بہت ضابط ہوتا اسکو
قول کو اعتبار کرتے۔ اور جس مسئلہ میں

بقوم دون قوم ولا یلد دون بلد
لما کان یفعل من قبلہم فان اتفق جمیع
الخلفاء والفقهاء علی شئ فهو القیاس
وان اختلفوا اخذوا بمجتہدین علیہم
واورعہم ورعاً واكثر ضبطاً وما اشتهر
عنہم فان وجدوا شیئاً یستوی فیہ
قولان فی مسئلہ ذات قولین فان
عجز والعن ذلك ایضاً تا مملو فی مملو
الکتاب والسنتہ وایما عاتما واقض القضا
حلوا النظمین المسئلہ علیہا فی الجواب
اذا کان متقاربین بادی الواش
لا یعتقدون فی ذلك علقوا عد من
الاصول ولكن علی ما یخلص الی الفہم
ویشلج بہ الصدہ کما انہ لیس میزان
التواتر عدد الراویة ولا حالہم ولكن
الیقین الذی یعقبہ فی قلوب الناس
لما بنہا علی ذلك فی بیان حال الصفت
وکانت ہذہ الاصول مستخرجہ
عن صنیع الاول وتصریحاً یقہم -

وکان توفیق الفقہ علی ہذا الوجہ
یتوقف علی جمع شئ کثیر من الاحادیث

دو قول مساوی پاتے اسکو دو طرح کا
مسئلہ قرار دیتے -

۱۴۴) اور اگر ایسا مسئلہ بھی نہ پاتے تو کتاب
وسنت کے عموم و اشارہ واقضائے غیرہ
میں تامل کرتے پس جو نص سے سمجھ میں
آتا اس کی نظیر کو اس پر محمول کرتے اگر دونوں
کو بادی الرایۃ میں باہم ملتا جلتا دیکھتو
اس باب میں وہ قواعد اصولی پر بہرہ ور
نکرتے بلکہ اپنی سمجھ اور دل کے اطمینان
پر افتما و کرتے چنانچہ تو اکثر میں مار صدق
و اعتبار راویوں کی کثرت اور عدالت
نہیں بلکہ طمانیت و یقین قلب ہے جیسا کہ
ہم نے تفصیل حال صحابہ کے ضمن میں
بیان کیا ہے اور اس طور پر فقہ بنا نہایت
سی جہت احادیث و آثار پر موقوف ہے
یہاں تک کہ امام احمد حنبل سے کسی نے
پوچھا کہ فتویٰ دینی کے لئے انسان کو
ایک لاکھ حدیث کافی ہے یا آپ نے
فرمایا نہیں ہے آخر کہا گیا کہ پانچ لاکھ حدیث
کافی ہے - آپ بوسے ثمان امید کرتا ہوں
ایسا ہی کتاب غایۃ المقتنی میں بیان کیا ہے

والا تارحتی شل احمد کیفی للرجل مایة
الف حدیث حتی یقتی قال لا حتی قبل
تحتس مایة الف قال ارجو کن انی غایة
المتنتی و مراده الانقاء علی هذا الاصل
ثم انشاء الله تعالی قرینا اخر فطوا احبابهم
قد کفو امونة جمع الاحادیث و تمهید
الفقه علی اصولهم فتنوعوا الفنون
الخری کما یزید الحدیث الصیحة النجم صلیه
عین کبراء اهل الحدیث کیزید بن
هاجر بن یحیی بن سعید القطان و احمد
واسحاق و احزابهم و کجیح احادیث
الفقه التي بنی علیها فقهاء الامصار
و علماء البلدان متناهم و کما تحکم علی
کل حدیث بما یستفقد و کاشادة و الفاد
من الاحادیث التي لم یروها و وطرقها
التي لم یخرجوا من تحتها الا و ایل مافیہ
اتصال او علو سند و رایة فقیه عن
فقیه او حافظ عن حافظ و نحو ذلک
من المطالب العلمیه - و هو لاهم
البخاری و مسلم و ابوداؤد و عبد بن
حمید و الدارمی و ابن ماجه و ابویسلی

اس کی مراد ان اصول و قواعد کے
موافق فتویٰ دینا ہے جنکا بیان اوپر ہو چکا
ہے۔

انکے بعد اللہ تعالیٰ نے اور (محدث)
لوگوں کو پیدا کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ
ہم سے پہلے محدثوں نے حدیث کو جمع کر دیا
ہے اور قواعد اہل حدیث کے موافق فقہ
کی بناء بھی قائم کر دی ہے تو انہوں نے
اور علوم حدیث کے لئے فارغ ہو کر ہاتھ
کیا جیسے حدیث صحیحہ کو جبر اکابر الحدیث
(امثال یزید بن یزید بن یزید بن سعید
و احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ) کا
اتفاق ہو غیر سے علیحدہ و بمنزکرا و ان
احکامی و فقہی احادیث کو جن پر مجتہدین
و فقہا رباؤنے اپنے مذہب کی بنیاد قائم
کی ہے اکٹھا کرنا اور ہر ایک حدیث پر اسکو
موافق حکم لگانا اور ثناء و نادر حدیثوں کو
جنکو پہلوں سے روایت نہیں کیا یا انکی
خاص اسنادوں سے تعرض نہیں کیا۔ اور
ان میں اتصال یا علو اسناد یا فقیہ کی فقیہ
سے یا حافظ الحدیث کے حافظ الحدیث سے

والترمذی والنسائی والابرقطنی المحکم
والبیہقی والخطیب والدایلی وابن عبد البر
وامثالہم وكان اوسعہم علماً عندی
والفہم تصنیفاً واشہرہم ذکرًا رجال
اربعة متقاربون فی العصر الاول
ابو عبد اللہ البخاری وثانیہم مسلم
الیشاعوری وثالثہم ابو داؤد
السجستانی ورابعہم ابو عیسی الترمذی
* * * وكان بازا ^{مفتی} ہوا فی
عصر مالک وسفیان وبعدهم قوم لا یکرہون
المسائل ولا یهابون الفتیاء ویقولون
علی الفقہ بناء الدین فلا ید من
اشاعته ویہایون روایۃ حدیث
رسول صلعم والوفع الیہ حتی قال الشعبي
علی من دون النبی صلعم احب الینا
فان کان فیہم زیادة او نقصان کان
علی من دون النبی صلعم وقال براہیم
اقول قال عبد اللہ وقال علقمة احب
الینا۔ وكان ابن مسعود اذا حدث
عن رسول اللہ صلعم تربد وجہہ و
قال ہکذا او نحو ہکذا او نحوہ۔

روایت پائی جاتی ہے یا ایسے ہی اور علمی
مطالب انکو بیان کرنا۔ وہ لوگ یہ آئمہ
ہیں امام بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ عبد
بن حمید۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔ ابویعلی
ترمذی۔ نسائی۔ دارقطنی۔ حاکم بیہقی
خطیب بغدادی (دیلی ابن عبد البر
اور ان کے امثال واقربان ان سب میں
سے ہمارے خیال بڑے وسیع العلم اور
تصنیف سے خلاق کو نفع رسان اور مشہور
چار شخص میں جو باہم قریب زمانہ تھے۔
اول ابو عبد بخاری دوم امام مسلم نیشاپوری
تیسرے امام ابو داؤد السجستانی۔ چوتھے
امام ابو عیسی ترمذی۔ * * *
ان لوگوں کے مقابلہ میں امام مالک اور
سفیان کے زمانہ میں اور ان کے پیچھے ایسے
لوگ بھی ہوئے (جو سنباط و اجتہادی)
مسائل ثنائے اور فتویٰ دینے سے نہ ڈرتے
اور یہ خیال کرتے کہ دین کی بنا فقہ (و اجتہاد)
پر ہے اسکی اشاعت ضرور چاہئے اور آنحضرت
سے حدیث کرنے سے ڈرتے شعبی کا قول
ہے کہ آنحضرت سے دوسے کسی اور کا قول

× × × فوقہ تدوین الحديث والفقه
والمسائل من حاجتهم بموقع من وجه آخر
وذال ان لم يكن عندهم من الاحاديث
والا تار ما يقدرون به على استنباط
الفقه على الاصول التي اختارها اهل
المحدث ولم تنتشر صدقهم للنظر في اقوال
علماء البلدان وجمعها والحث عنها واتهموا
انفسهم في ذلك وكانوا يعتقد اني ايمتهم
انهم في درجة العليا من التحقيق وكان قلوبهم اميل شي
الى اصحابهم × × × × فهددوا الفقه
على قاعدة التخييل وذلك ان يحفظ كل احد
كتاب من هوسان اصحابه واعرفهم بقوال
القوم واصحهم نظرا في التخييل فينا مل في
كل مسألة وجه الحكم فكما شئ عن شئ
او احتاج الى شئ راى فينا يحفظ من تصاريحات
اصحابه فان وجد الجواب فيها والا
نظر الى عموم كلامهم فاجزاه على هذه
الصورة او اشار في ضمنيته كلاما فاستنبط
منها وربما كان لبعض الكلام ايماء و
اقتضاء يفهم المقصود وربما كان
للمسئلة المصريح بها نظير يحيل عليها وربما

بیان کرنا مجھے پسند ہے کیونکہ اس میں کمی بیشی
بھی ہو جائے تو اسی (دورے) شخص پر
ہوگی نہ رسول اللہ پر ابراہیم کا قول ہے کہ میں
جواب مسائل میں صرف یہ کہہ دوں کہ عبد اللہ
نے یوں کہا ہے تو مجھے بہت پسند ہے۔
اور ابن مسعود جب حدیث آنحضرت سے روایت
کرتے اچکا چہرہ (کی بیشی ہو جانے کے خوف
سے) متغیر ہو جاتا اور یہ کہتے کہ آنحضرت نے
ایسا فرمایا ہے یا مثل اسکی اور کچھ ×
× پس حدیث اور فقہ اور مسائل کی
تصنیف انکی حاجت کے مطابق اور طور سے
ہوئے جسکا بیان یہ ہے کہ ان کے پاس حدیث
و آثار تو اس قدر نہ تھے جس سے وہ اہل حدیث
کے اصول پر مستنباط مسائل فقہ کر سکتے اور
علماء کے اقوال میں نظر اور بحث کرنا انہوں نے
پسند نہ کیا اس امر میں وہ اپنی نسبت بدگمان
ہے اور اپنے آپکو اس امر کے لائق نہ سمجھتے اور اپنی
ایمہ کے حق میں یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ بڑی
عالی رتبہ تحقیق پر تھے۔ اور ان کے دل
ان کی طرف بہت مائل تھے۔ × × ×
انہوں نے اس قاعدہ تخریج (بات سیرات نکالنی)

حفظ المبسوط کان مجتہدا ای وان لم
لیکن له علم بروایۃ اصلا ولا یحدیث
واحد فوقع التخیج فی کل مذہب کثر
(حجة الله البالغة ص ۱۰۰ و غیرہ)

وہ ایک معنی کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہی ان کے دلائل کا بیان و سیاق خفی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح کر دیتے
ہیں اور بعض اوقات ترجیح کرنے والے اپنے اماموں کے فعل سکوت سے کوئی بات نکال لیتے
و علی ہذا القیاس۔ ترجیح اسی فعل کا نام ہے اور اس بات کو جو نکالی جاتی ہے قول مخج نکالی
ہوئی بات کہا جاتا ہے اور اسکو یون بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بات فلا نے مجتہد کے مذہب یا
قول اصول سے نکالی ہوئی ہے اور ان لوگوں کو جو ایسی بات نکالتے ہیں مجتہد فی المذہب کہا
جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول میں مراد ہے جسے کہا ہے کہ جسے کتاب مبسوط
یا دکرئی وہ مجتہد ہے۔ یعنی اگرچہ اس کو ایک روایت یا حدیث کا علم بھی ہو اس طور پر ترجیح
سب مذاہب میں ہو چکی ہے۔

اور جناب مدوح اس کتاب میں صفحہ ۶۶ فرماتے ہیں کہ بخلاف ان مسائل کے جنہیں
و منها رای مبانی ضلت فی ہوا دینا
الافہام و ذلت الاقدام و طففت الافلام
انی وجدت بعضهم یزعمون ان ہذا لا
فرقتین لا ثالث لہما اہل الظاہر و اہل
الراۃ وان کل من قاس و استنبط فہو
من اہل الراۃ کلا و اللہ بل لیس المراد بالکوا
نفس الفہم و العقل فان ذلک لا ینفک من
احد من العلماء ولا الراۃ الذی لا یعتد

فہم چوک گئی اور قدم پہل گئے اور قلم تیر گئی
میں ایک یہ کہ ہے کہ میں نے بعض علماء کو اس خیال پر
پایا ہے کہ اہل سنت کے بیان و وہی فرقہ میں
اہل ظاہر اور اہل الراۃ تیسرا کوئی فرقہ نہیں ہے
اور جسے قیاس یا استنباط مسائل کیا وہ اہل الراۃ
ہو گیا۔ اور درحقیقت سجد ایسا ہرگز نہیں ہے
اور رائے سے صرف سمجھ اور عقل مراد نہیں
اس سے تو کوئی بھی عالم خالی نہیں اور نہ وہ رائے

اعلیٰ سنتہ اصلاً فانہ لا یتخذہ مسلم
التبۃ ولا القدرۃ علی الاستنباط
والقیاس فان احمد واسحق بل الشافعی
ایضاً لیسوا من اهل الرائی بالاتفاق و
ہم یستنبطون ویقیسون بل المراد من
اهل الرائی قوم توجہوا بعد المسائل
المجموع علیہا بین المسلمین او بین جمہور
ہم الی التخریج علی اصل جل من
المتقدمین فکان اکثر اہم حل الظہر
اعلی الظہر والذالی اصل من الاصول دون
تبع الاحادیث والاثار والظاہری
من لا یقول بالقیاس ولا بالاثار الصحابۃ
والتابعین کذا ودوابن حزم وبنہا
المحققون من اهل السنۃ کا احمد و
اسحاق۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۶۳)

مراد ہے جو حدیث کی طرف مستند ہو ایسی رائے
کو تو کوئی بھی مسلمان نہیں لے سکتا اور نہ
استنباط و مسائل اور قیاس پر قیاس ہونے کا
نام رائے ہے۔ یہہ رائے تو امام احمد و اسحاق
میں بھی پائی جاتی ہے جنکو بالاتفاق اہل الرائی
نہیں کہا جاتا۔ بلکہ اہل الراے سے وہ لوگ
مراد ہیں جو اتفاقی مسائل کے بعد متقدمین و
متاخرین سے کسی ایک امام کے اقوال سے
تخریج مسائل کی طرف متوجہ ہوئے انکا کام غالباً
یہ تھا کہ ایک چیز کا حکم اسکی نظیر سے نکالیں اور
انکو اصول کی طرف رجوع کریں نہ یہ کہ احادیث
و آثار کی تلاش میں لگیں اور ظاہری سے وہ
شخص مراد ہے جو نہ قیاس کا قائل ہو نہ آثار صحابہ و
تابعین کا قائل ہو جیسے داؤد اور ابن حزم
تھے ان دونوں فرقوں اہل سنت کے مابین

تیسرا فرقہ محققین اہل سنت کا ہے جیسے امام احمد و اسحاق تھے (جو احادیث و آثار سے بھی تمسک
کرتے اور قیاس و استنباط کے بھی قائل تھے)۔

اس بیان سے ہماری دوسری دلیل کی بھی پوری تائید و تفصیل
ہوئی۔ اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ اہل حدیث کا "اہل حدیث" کہلانا اور دوسرے
لوگوں کو اہل الراے کہنا اس معنی و مراد سے نہیں جس سے دوسرے لوگوں کا حدیث
سے بے تعلق ہونا اور رائے محض غیر مستند بحديث پر چلنا مفہوم ہوا اور اس سے ان

لوگوں کی دل آزر دہی متصور ہو۔ بلکہ اس معنی و مراد سے ہے جبکہ دوسرے لوگ بخوشی تسلیم کرتے ہیں اور ان ہی معنی کی نظر سے وہ اصحاب طواہر کو اہل حدیث کہتے ہیں اور خود بڑی فخر کے ساتھ اصحاب الرائے کہلاتے ہیں۔

ہماری دلیل دوم اور اسکی مودیات کو ہماری غائبانہ دوست ایڈیٹر مہراج الاخبار جہلم غور سے ملاحظہ فرما دیں اور اپنی اس سوہنہ طنی سے جو مہراج الاخبار مورخہ ۱۰ مئی ۱۳۲۸ء میں ظاہر کر چکے ہیں وہ فرما دیں اسے منصب ریفاہیہ کو پیش نظر رکھ کر دشمنوں کو دوست بنائیں دوستوں کو دشمن نہ بنائیں و لنعم ما قیل

شیدم کہ مردان را و خدا
دل دشمنان ہم نکر دند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام
کہ با دو تانت خلافت جنگ

تیسری دلیل

نام میں اگر وہ بمعنی ہو یہ دعویٰ کیا کہ نہیں ہوتا اس کے معنی سے کے سوائے کسی دوسری میں پائے نہیں جاتے اور اسپر اس معنی کا اطلاق صحیح نہیں اس میں صرف یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ اس معنی کو اس شخص سے جس کا نام مقرر کیا گیا ہے تعلق ہے کہ دوسری سے بھی اس کا تعلق ہو۔

مثلاً کوئی اسلامی سوسائٹی اپنا نام محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے نام سے تو اس کا دعویٰ و مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ اس سوسائٹی کو محمدی مذہب سے تعلق ہے یہ دعویٰ و مقصود صریحاً نہیں ہوتا کہ اہل اسلام کی دوسری سوسائٹیاں جو اس شہر یا ملک میں قائم ہیں ان کو محمدی مذہب سے تعلق نہیں ہے۔

ہم اسے شہر لاہور میں اس وقت تین اسلامی سوسائٹیاں قائم ہیں۔ انجمن اسلامی۔ انجمن ہمدردی اسلامی۔ انجمن حمایت اسلام۔ اول کا اپنے نام میں یہ دعویٰ نہیں کیا دوسری

انجمن اسلامی نہیں۔ دوسری کا یہ دعویٰ نہیں کہ باقی میں ہمدردی نہیں تیسری کا یہ دعویٰ نہیں کہ دوسری دو میں حماقت اسلام نہیں۔ ایسا ہی باقی بائیسے اسکا کو سمجھنا چاہیے *

بھی وجہ ہے کہ نام اور وجہ تسمیہ کا تعریف کی مثل جامع و مانع ہونا ضروری نہیں سمجھا جاتا اور کسی نام کی نسبت اگر وہ بامعنی ہو کوئی یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ جس چیز میں اس نام کے معنی پائے جاوین اس پر اس نام کا اطلاق ضروری ہے اور جس فرد سے میں وہ معنی پائے جاوین اس پر اس نام کا اطلاق جائز نہیں ہے۔

بنائے علیہ خطاب ”الہدیہ“ کا قدیم ہونا اور خود کتب خفیہ و شافعیہ میں بھی الہدیہ متعل ہونا (جو دلیل اول میں بیان ہوا ہے) تسلیم نہ بھی کیا جاوے اور اس فرق اور وجہ تسمیہ الہدیہ کو جکا و کر دلیل دوم میں ہوا ہے نیز صحیحہ نہ سمجھا جاوے تب بھی یہ نام و خطاب دوسرے فرقوں کے الہدیہ نہ ہونے کی طرف مشعر اور ان کی دل آزر دگی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اس نام و خطاب کا مفہوم و مفاد صرف بھی ہوتا ہے کہ اس فرقہ کو حدیث سے کوئی تعلق ہے گو وہ تعلق دوسرے فرقوں کو بھی ہو۔ ان دلائل ثلثہ سے ہمارے دعویٰ کا کہ ”الہدیہ“ پُرانا خطاب ہے اور یہ دوسرے اسلامی فرقوں کی دل آزر دگی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک جز بخوبی ثابت ہوا۔ پہلی اور دوسری دلیل سے دونوں جز۔ اور تیسری دلیل سے جز دوم۔ اب ہم اپنے ناظرین (خصوصاً اپنے علاقائی بہائی سنیہ خفیہ سے) انصاف کے طالب و منتظر ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ اہل اسلام کی حالت ضعف و لغزش پر رحم فرما کر اور تنازعات جزئیہ سے جو فریقین کے نادان و ناعاقبت اندیش و کیلون کی جانب سے برپا ہو رہے ہیں نظر اڑھا کر ہمارے دعویٰ اور اسکے دلائل ثلثہ سے اتفاق رائے کریں گے۔ اور اس اتفاق ہی اس باب منازعت کو بند کرائیں گے *

اس مضمون کی تحریر اور گروہ عاملین کے لئے خطاب الہدیٰ کی تجویز سے ہمارا مقصود صرف باہمی اتحاد و امن قیام کرنا ہے اور تباہی بالاقاب کو کہ ایک فریق دوسرے کو دہائی و لاندہب یا غیر مقلد کہتا ہے۔ اور وہ دوسرا اسکو لہابی و بدعتی (دور کرنا۔ اگر ہمارے علاقے ہائی خفیہ وغیرہ اتباع فقہار سے گروہ عاملین بالحدیث کے لئے خطاب الہدیٰ پسند کر لیا جیسا کہ ان کے اکابر آئینہ مذاہب نے تسلیم و تجویز کیا ہو اسے تو جانب ثانی سے بھی اتحاد لقب سنی خفی یا شافعی جسکو وہ بڑے فخر کے ساتھ اپنا لقب ٹھہراتے ہیں بخوشی تسلیم کر لیا جائے گا۔ پھر کوئی کیسکو دہائی و لاندہب یا غیر مقلد کہے گا نہ کوئی کیسکو لہابی و بدعتی۔ چنانچہ اسوقت فریقین ایک دوسرے کو ان ہی مکروہ و ناجائز القاب سے یاد کرتے ہیں۔ اور فریقین میں امن و اتحاد قائم ہوگا اور ہر ایک فریق دوسرے کو اپنا باہمی سمجھے گا۔ اور ایک کا دوسرے کے مذہب سے بے جا مقابلہ موقوف ہوگا۔ فردعات جزئہ میں اختلاف رہا تو اسی صورت و پیرایہ میں ہے کا جیسا کہ سلف صالحین میں تھا۔

اس رفع نزع اتفاق کا جو نتیجہ ظاہر ہوگا وہ مخفی نہیں ہے۔ خصوصاً ایسی حالت اور ایسے وقت میں کہ اہل اسلام دین و دنیا میں تختانی درجہ انحطاط کو پہنچ گئے ہیں۔ اور باہمی تنازعات کے سبب ان کے جان و مال تباہ ہو رہے ہیں ایسی باہمی تنازعات اور ان کے انحطاط کا نتیجہ ہے کہ وہ اس وقت دوسری اقوام کی نظروں میں ذلیل و خوار ہیں اور بہت سی تکالیف کے زیر بار۔

مسلمانوں میں باہمی اتحاد ہونا اور اس اتفاق کے ذریعہ سے انکی دین و دنیا کو سرج ہوتا تو کیا ممکن تھا؟ کہ وہ ہندوؤں کے ماتحتوں سے جو تیان کہا دین مارین جاوین اپنی جو روپیہوں کی بے حرمتی کر این پھر وہی عدالتوں سے مجرم قرار پا کر جیل خانہ کو بھروسہ کرین۔ چنانچہ آج کل پنجاب و ہندوستان کے متعدد

بشہرون (ہوشیارپور - ٹوبہ ٹانہ - آبٹالہ - دہلی - آٹارہ وغیرہ) میں
ہوتا ہے ۱۰

یہی ہی باہمی تنازع ہے جا کا نتیجہ ہے جس سے بانی اسلام نے قرآن کی اس آیت
ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب حکم (انفال رکوع ۷۷)
میں جس میں ارشاد ہے کہ تم آپس میں جھگڑو
تھر بڑا دل ہو جاؤ گے اور تمہاری باؤ (عزت)

جاتی ہوگی۔ اس کی پیشین گوئی کی ہے۔ آج بھی اہل اسلام اپنا آپس میں ہالین اور پچھلے
تنازعات بیجا پر خاک ڈالیں اور فروعات جزئیہ سے منظر اوٹھا کر اصل اصول اسلام
کی نظر سے باہمی اتحاد پیدا کریں تو پھر ان کو وہی جمیعت وہی شوکت وہی عزت وہی ثروت
حاصل ہو سکتی ہے۔ جو کسی زمانہ میں مسلم تھی۔

ان مضامرو و منافع ہمارے اخوان دین الہدیث اور جنتیہ میں غور و انصاف
سے سوچیں تو ممکن نہیں ہے کہ ہمارے اس مضمون میں اور اسی قسم کے دوسرے مضامین
صلح آمیز میں نزاع کریں۔ اور ان کی تائید و تصدیق میں ایک آن بھی توقف کریں۔ گو
اس میں کوئی علمی یا مذہبی غلطی یا پورین۔

اسلام کی پولیٹیکل ہدایتیوں و تعلیموں سے وہ آشنا ہوں تو اس علمی یا
مذہبی غلطی کو بھی بالائے طاق رکھ کر نظر مصاحت وقت و مقتضائے حالت ہماری
اس قسم کی تجویزوں سے اتفاق کریں اور اس غلطی پر پہلو دوسرے وقت میں اور کسی
افر پر یہ میں متنبہ کریں۔ مگر جب تک توفیق رفیق نہ ہو یہ بات ان کے خیال میں
کب آتی ہے۔

ہمارے خیال میں ہمارے بہائیوں کو اس مضمون میں کوئی علمی یا مذہبی غلطی خالص
کی گنجائش نہیں۔ اس مضمون میں جو دعویٰ ہے اور اسکے دلائل یہ سب مسلمات ہیں یا اس
لائق ہیں کہ وہ انکو بلا چون و چرا تسلیم کر لیں۔ اس مضمون میں اسکا عذر ہر تو یہی ہے

کہ زمانہ حال کے اہل حدیث ان اہل حدیث میں داخل نہیں ہونگا اہل حدیث ہونا ہمارے نزدیک مسلم ہے اور ہماری کتب مذہبی میں انکو اہل حدیث کہا گیا ہے۔ مگر یہ عذر ہمارے دعویٰ اور اسکو دلائل کے مخالفت نہیں ہے کیونکہ اس میں اہل حدیث زمانہ حال سے خاص کر بحث و تعرض نہیں ہوا۔ بعد ازاں اس عذر کا جواب ہمارے پہلے مضمون ”اہل حدیث قدیم ہیں یا جدید“ نقض میں سالا نمبر (جلد ۸) ادا ہو چکا ہے علاوہ برآں ایک جواب اسکا ہم اور دینا چاہتے ہیں جسکو آئندہ ”شیو“ میں شائع کرینگے وہ جواب انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہوگا کہ اس میں ہمارے بہائیدوں کو سر ہر مقال کی مجال نہ ہوگی۔

اس مضمون حال سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ اہل اسلام میں کوئی فتنہ اہل حدیث ہی کہلا چکا ہے جسکو مقلدین مذاہب مشہورہ خصوصاً حنفیہ نے اپنی اور دیگر اہل مذاہب اربعہ کے مقابلہ میں اہل حدیث کو خطاب سے یاد کیا ہے۔ اور یہ خطاب کسی دوسرے فرقہ کے حق میں (اس میں اہل حدیث زمانہ حال داخل ہوں خواہ خارج) استعمال کرنا انکی دل آزر دلی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ وہو المذعاب۔

سیرۃ چشم آریہ

یہ کتاب لا جواب مولف براہین احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی تصنیف ہے جو بغرض تحریر ریویو مصنف عالی ہمت نے ہماری پاس بھجوائی ہے اس میں جناب مصنف کا ایک ممبر آریہ سماج سے مباحثہ شائع ہوا ہے جو معجزہ شق القمر اور تعلیم دید پر بمقام ہوشیار پور ہوا تھا۔ اس مباحثہ میں جناب مصنف نے تاریخی واقعات اور عقلی وجوہات معجزہ شق القمر ثابت کیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں آریہ سماج کی کتاب (ودید) اور اسکی تعلیمات و عقاید (تناسخ و عینہ) کا کافی دلائل سے ابطال کیا ہے۔ ہم بجای تحریر ریویو اس کتاب کے بعض مطالب نقل اصل عبارت یہ طریقہ کرتے ہیں۔ وہ مطالب حکم مشک انت کہ خود بیویہ کہ عطار بگوید خود شہادت دینگے

کہ وہ کتاب کیسی ہے اور ہمارے ریویو کہنے کی حاجت باقی نہ رہے گی۔
مصنف باخبر نے مباحثہ کو پہلے ایک مقدمہ لکھا ہے اس مقدمہ میں اچھی ۱۱۱ کتاب
فرمایا۔ سمجھا چاہیے کہ جو لوگ شق القمر کے معجزہ پر حاکم کرتے ہیں انکے پاس صرف یہی ایک تہیاز
ہے اور وہ یہی ٹوٹا پھوٹا کہ شق القمر قوانین قدرت کے برخلاف ہے اس لیے مناسب معلوم
ہو کہ اول ہم انکے قانون قدرت کی کچھ تفتیش کر کے پھر وہ تاریخی ثبوت پیش کریں جو
اس قدر کی صحت پر دلالت کرتے ہیں سو جاننا چاہیے کہ نیچر کے مانتے والے یعنی قانون شد
کے پیرو کہلانے والے اس خیال پر زور دیتے ہیں کہ یہ بات بدیہی ہے کہ جہاں تک شان اپنی
عقلی قوتوں سے جان سکتا ہے وہ بجز قدرت اور قانون قدرت کے کچھ نہیں دیکھتا۔ مصنوعات
و موجودات مشہودہ موجودہ پر نظر کرنے سے چاروں طرف ہی نظر آتا ہے کہ ہر ایک چیز مادی
یا غیر مادی جو ہم میں اور ہمارے ارد گرد یا فوق و تحت میں موجود ہے وہ اپنے وجود اور قیام
اور مرتبہ آثار میں ایک سلسلہ انتظام سے وابستہ ہے جو ہمیشہ اسکی ذات میں پایا جاتا
ہے اور کبھی اس سے جدا نہیں ہوتا۔ قدرت جس طرح پر جبکا ہونا بنا دیا غیر خطا کے اسی
طرح ہوتا ہے اور اس پر جبکہ ہوگا پس وہی سچ ہے اور اصول ہی وہی سچ ہیں جو اس کے
مطابق ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ بلاشبہ یہ سب سچ مگر کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ قدرت
آپنی کے طریقے اور اس کے قانون اسی حد تک ہیں جو ہمارے تجربہ اور مشاہدہ میں آچکے
ہیں اس کو زیادہ نہیں۔ جس حالت میں الہی قوتوں کو غیر محدود ماننا ایک ایسا ضروری
سلسلہ ہے جو اسی سے نظام کارخانہ الوہیت وابستہ اور اسی سے ترقیات علمیہ کا ہمیشہ کے
لیے دروازہ کھلا ہوا ہے تو پھر کس قدر غلطی کی بات ہے کہ ہم یہ ناکارہ حجت پیش کریں کہ
جو امر ہماری سمجھ اور مشاہدہ سے باہر ہے وہ قانون قدرت سے بھی باہر ہے بلکہ جس حالت
میں ہم اپنے مہذبہ سے اقرار کر چکے ہیں کہ قوانین قدرتیہ غیر متناہی اور غیر محدود ہیں تو پھر ہمارا
یہ اصول ہونا چاہیے کہ ہر ایک نئی بات جو ظہور میں آوے پہلو ہی اپنے عقل سے بالاتر ہوگی۔

اسکو روکرین بلکہ خوب متوجہ ہو کر اس کے ثبوت یا عدم ثبوت کا حال جانچ لیں اگر وہ ثابت ہو تو اپنے قانون قدرت کی فہرست میں اسکو بھی داخل کر لیں اور اگر وہ ثابت نہ ہو تو صرف اتنا کہہ دیں کہ ثابت نہیں مگر اس بات کے کہ حق کے ہم ہرگز مجاز نہیں ہونگے کہ وہ امر قانون قدرت سے باہر ہے۔ بلکہ قانون قدرت سے باہر کسی چیز کو سمجھنے کے لیے ہماری بلکہ ہر فرد کی کہ ہم ایک دائرہ کی طرح خدا تعالیٰ کے تمام قرآن میں انبی و اہل بیت پر محیط ہو جائیں اور بخوبی ہمارا فکر اس بات پر احاطہ تام کرے کہ خدا تعالیٰ نے ہر ذرا دل سے آج تک کیا کیا قدرتیں ظاہر کیں اور آئندہ اپنے ابدی زمانہ میں کیا کیا قدرتیں ظاہر کرے گا۔ کیا وہ جدید در جدید قدرتوں کے ظاہر کرنے پر قادر ہوگا یا کوہلو کے بل کی طرح انہیں چند قدرتوں میں مقید اور محصور رہیگا جسکو ہم دیکھ چکے ہیں اور چہر ہمارا بخوبی احاطہ ہے اور انہیں میں مقید اور محصور رہیگا تو باوجود اس کے غیر محدود الوہیت و قدرت اور طاقبت کی یہ مقید اور محصور رہنا کس وجہ سے ہوگا کیا وہ آپ ہی وسیع قدرتوں کے دکھلانے سے عاجز آئیگا یا کسی دوسرے نام سے اس پر جبر کیا ہوگا یا اس کی خدائی کو انہیں چند قسم کی قدرتوں سے قوت پہنچتی ہے اور دوسری قدرتوں کے ظاہر کرنے سے اس پر زوال آتا ہے۔ بہر حال اگر ہم خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو غیر محدود مانتے ہیں تو یہ جنوں اور دیوانگی ہے کہ اسکی چند قدرتوں پر احاطہ کرنے کی امید کریں کیونکہ اگر وہ ہمارے مشاہدہ کے پیمانہ میں محدود ہو سکتیں تو پھر غیر محدود اور غیر متناہی کیونکر رہیں اور اس صورت میں نہ صرف یہ نقص پیش آتا ہے کہ ہمارا فانی اور ناقص تجربہ خدا انبی و اہل بیت کی تمام قدرتوں کا حد است کرے والا ہوگا بلکہ ایک بڑا بہاری نقص یہ بھی ہے کہ اسکی قدرتوں کے محدود ہونے سے وہ خود بھی محدود ہو جائیگا اور پھر یہ کہنا پڑیگا کہ جو کچھ خدا تعالیٰ حقیقت اور کثرت سے ہم نے سب معلوم کر لی ہے اور اس کے گہر اور رتہ ہم سمجھ پہنچ گئے ہیں اور اس کلمہ میں جہت کفر اور بے ادبی اور بے ایمانی بہری ہوئی ہے وہ ظاہر ہے حاجت بیان نہیں ہوا ایک محدود زمانہ کے محدود و مختار کو پورا پورا

قانون قدرت خیال کر دیا اور اس پر غیر تمام ہی سلسلہ قدرت کو ختم کر دینا اور آئندہ کوئی
 اسرار کہنے سے ناامید ہو جانا ان بہت نظروں کا نتیجہ ہے جنہوں نے خدا کے ذوالجلال کو
 جیسا کہ چاہیے شناخت نہیں کیا اور عجاظی فطرت میں نہایت منقبض واقعہ ہو سکے ہیں
 یا شک کہ ایک کنوینین کی مینڈک ہو کر یہ خیال کر رہے ہیں کہ گویا ایک سمندر نا پیدا کندار
 پر انکو عبور ہو گیا ہے تمام خوشامان عارفوں کی اور تمام حستین علم زدوں کی اس میں ہر
 کہ خدا تعالیٰ قدر توں کا کن رہ لایدرک ہر مین یہ نہیں کہتا کہ بے تحقیق اور بے ثبوت عقلی
 یا آزمائشی یا تاریخی کسی نہی بات کو مان کو کیونکہ اس عادت سے بہت سحر طرب پائیں کا
 ذخیرہ اکٹھا ہو جائے گا بلکہ مین یہ کہتا ہوں کہ خدائے ذوالجلال کی تعظیم کر کے اس کے لئے
 کاموں کی نسبت (جو ہماری محدود نظروں میں نئے دکھائی دیتے ہیں) بیجا مشابہت
 کر دیکھو جیسا کہ مین بیان کر چکا ہوں خدا تعالیٰ کی عجائب قدر توں اور نائق حکمتوں اور
 بیچ در بیچ اسراروں کے ابھی تک انسان نے بجلی حد بہت نہیں کی اور نہ اُس کے کو اسکی
 لیاقت و طاقت ایسی نظر آئی ہے کہ اس مالک الملک کے برابر اور ارہبیدوں کی ایک
 چوٹ سے رقبہ زمین کی طرح پیمائش کر سکے یا کسی ایک چیز کے جمیع خواص پر احاطہ
 کر دیکھو دم مار سکے مجھے ان صاحب وطن لوگوں کے آگے منطقی دلائل کی حاجت نہیں
 جو اپنے اوس پیارے مالک سے دلی محبت رکھتے ہیں کیونکہ مین جانتا ہوں کہ خود کو دہی منگی
 سچی محبت یہ طریق ادب سکھاوے گی کہ ذات جامع الکمال حضرت احدیت کے
 علم کے ساتھ اپنے محدود علم کو برابر جانتا اور اسکی ازلی ابدی قدر توں کو اپنے مشابہت
 یا معلومات سے زیادہ نہ سمجھتا بہت برا اور نالائق خیال ہے جو ادب و تعظیم اور عجز
 اور عبودیت کی حقیقت سے نہایت دور پڑا ہوا ہے لیکن مین ان خشک فلسفیان کو جو
 عشق الہی اور اسکی بزرگ ذات کی قدر شناسی سے غافل ہیں جہاں تک حقائق عقلی
 دہی گئی ہے بدلائل شافیہ راہ راست کی طرف منہ پیرنا چاہتا ہوں کیونکہ مین دیکھتا ہوں

کہ انکی روحانی زندگی بہت ہی کمزور ہو گئی ہے اور انکی بجا آزادی اور صفت ایمانی بہت ہی
 پر اثر انکے ارادے باطنی اور انکی دینی اولوالعزمی اور انکی اندولان حالت پر ڈالا ہے
 اور عجیب طور پر انہوں نے ضلالت کو صداقت کے ساتھ ملا دیا ہے۔ پھر ان فلسفیوں
 کی فہمائش کے لیے لکھنے ۴۵ فرمایا ہے۔ کہ قانون قدرت کوئی ایسی شے نہیں ہے
 کہ ایک حقیقت ثابت شدہ کے آگے ٹھہر سکے کیونکہ قانون قدرت خدا تعالیٰ کے ان
 افعال سے مراد ہے جو قدرتی طور پر ظہور میں آئے یا آئندہ آئینگے لیکن چونکہ ابھی خدا
 تعالیٰ اپنی قدرتوں کے دکھلانے سے تھک نہیں گیا ہے اور نہ یہ کہ اب قدرت
 نمائی سے بے زور ہو گیا ہے یا کسی طرف کو گھٹک گیا ہے یا کسی خارجی قارسے
 مجبور کیا گیا ہے اور مجبور آئندہ کے عجائب کاموں کو دستکش ہو گیا ہے اور ہمارے
 لیے وہی چند صدیوں کی کارگزاری یا اس سے کچھ زیادہ سمجھ لو چھوڑ گیا ہے اس لیے سارے
 عقلمند بڑا حکمت اور فلسفیت اور ادب اور تعلیم اسپین ہے کہ ہم چند موجودہ مشہور
 قدرتوں کو جن میں ابھی صدیوں کا اجمال باقی ہے مجبورہ قوانین قدرت خیال نہ کر
 بیٹھیں اور اسپر نادان لوگوں کی طرح ضد کریں کہ ہمارے مشاہدات سے خدا تعالیٰ
 کا فعل ہرگز تجاویز نہیں کر سکتا کیونکہ یہ صرف احمقانہ دعویٰ ہے جو ہرگز ثابت نہیں کیا
 گیا اور نہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ معنی مانا کہ مذہب نیچر کا لقیض نہیں ہے مگر یہ آپ
 کیونکر ہم سے تسلیم کر آتے ہیں کہ سب خواص نیچر پر انسان محیط ہو چکا ہے کیا اوسے کوئی
 دلیل ہی ہے یا نہ حکم ہی سے ہونہ بند کرنا چاہتے ہیں یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر تجاویز
 و مشاہدات جو آج تک قلمبند ہو چکے ہیں صحیح اور کامل ہوتے تو علوم جدیدہ کو قدم رکھتے
 کی جگہ نہ رہتی حالانکہ اب لوگ بھی کہا کرتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے
 کھلا ہے میں سوچ رہا ہوں کہ کیونکر ایسی چیزیں کامل اور قطعی طور پر بنیادیں
 یا بنیادیں الحق ٹھہر سکتی ہیں جنکے اپنے ہی کچھ لوگ انکشاف میں ابھی بہت سی منازل

باقی ہیں اور اس سچ در سچ معنائے بیان تک جھکا کر حیران اور سرگردان کر رہا ہے کہ بعض
 میں سے خالق ہستی کے منکر ہی ہو گئے (منکرین خالق کا وہی گروہ ہے جسکو سوسنکا
 کہتے ہیں) اور بعض ان میں سے یہ بھی کہہ گئے کہ اگرچہ خواص ہستی ثابت ہیں تاہم
 وہ بھی طور پر ان کا ثبوت نہیں پایا جاتا بان آگ کو بچھا دیتا ہے مگر ممکن ہے کہ کسی ارضی
 یا سماوی تاثیر سے کوئی چشمہ یا نیکاسر خاصیت سے باہر آجاوے آگ کو ٹھسی کو جلا دیتی ہے
 مگر ممکن ہے کہ ایک آگ بعض موجدیات اندرون یا بیرون سے اس خاصیت کو ظاہر نہ کر سکے
 کیونکہ ایسی عجائب باتیں ہمیشہ ظہور میں آتی رہتی ہیں جس کا یہ بھی قول ہے کہ بعض تاثیرات
 ارضی یا سماوی ہزاروں بلکہ لاکھوں برسوں کے بعد ظہور میں آتی ہیں جو نادقت
 اور بے خبر لوگوں کو بطور غارق عادت معلوم دیتی ہیں اور کبھی کبھی کسی زمانہ میں
 ایسا کچھ ہو رہتا ہے کہ کچھ عجائبات آسمان میں یا زمین میں ظاہر ہوتے ہیں جو بڑے بڑے
 فیلسوفوں کو حیرت میں ڈالتے ہیں اور پھر فلسفی لوگ انکے قطعی ثبوت اور شائبہ سے
 خیر اور منہدم ہو کر کچھ نہ کچھ تکلفات کر کے طبعی ماہیت میں انکو گھسیٹ دیتے ہیں تا ان کے
 قانون قدرت میں کچھ فرق نہ آجائے ایسا ہی یہ لوگ ادھر کی ادھر لگا کر اور نئی باتوں
 کو کسی علمی قاعدہ میں جبراً بٹھا کر گزارہ کر لیتے ہیں جب تک پر دار مچھلی نہیں دیکھی گئی
 تھی تب تک کوئی فلسفی اسکا قائل نہ تھا اور جب تک متواتر دم گئے کٹنے سے دم کٹے
 کتے پیدا نہ ہونے لگے تب تک اس خاصیت کا کوئی فدا سفر اقراری نہ ہوا اور جب تک بعض
 زمینوں میں کسی سخت زلزلہ کی وجہ سے کوئی ایسی آگ نہ بجلی کہ پتھروں کو گہلا دیتی تھی مگر
 لکڑی کو جلا نہیں سکتی تھی تب تک فلسفی لوگ ایسی خاصیت کا آگ میں ہونا خلاف
 قانون قدرت سمجھتے رہے جب تک اسپیرٹ کا آلہ نہیں نکلا تھا کس فلسفی کو
 معلوم تھا کہ عمل ٹرنش فوٹون آف بلڈ یعنی ایک انسان کا خون دوسرے انسان
 میں داخل کرنا قانون قدرت میں داخل ہے پہلا اس فلا سفر کا نام لینا چاہیے جو ایک

مشین سے بجلی کی کل نکلنے سے پہلے اس بجلی لگانے کے عمل کا قائل تھا۔

فلسفی آچم حق بین سخت نامینا بود۔ گرچہ بیکین باشد و یا بعلی سینا بود۔

یہاں ہر جگہ اور ہمیشہ مشاہدہ میں آتا ہے کہ جو لوگ خواہ مخواہ قانون قدرت کے پابند کہلاتے ہیں وہ اپنی رائے میں بہت کچھ سوچتے ہیں اگر دس بیس معتبر اور کثرت عقلمند اور ان کے ہم رتبہ آدمی کوئی عجیب بات ہمیشی کے طور پر یہی بیان کر دیں مثلاً یہ کہہ دیں کہ ہم ایک پتہ دار آدمی کو بچشم خود دیکھ آئے ہیں یا ایک پتھر میں سے شہد مخرج ہوتا ہے ہم نے دیکھا کیا بلکہ کہا ہے یا آسمان سے ہم نے پھول برستے دیکھے اور پھولوں میں سے سونا نکلا یا شاید کوئی واقعہ صحیح ہی پیش آوے جیسے آجکل کے بعض اخباروں میں شائع کیا گیا ہے کہ یورپ کے ایک ملک میں ایک پتھر میں سن دہائی برس میں پتھر میں ٹیڈیاں ہی ملی جو ہی ہن شاید ان کی ٹیڈیاں ہن جو چاند کے کرہ میں رہتے والے ہیں تو نے انہوں ایک فلاسفر صاحب کے دل میں ایک دھڑکا سا شرمع ہو جا لیگا تو یہ دھڑکا اور اضطراب اس کم بحث کا اس کے نقصان عقل اور خضم پر صیرم شہادت دیتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر سرمایہ اسکاٹن ہے کیونکہ کسی قطعی ثبوت میں انسان کہی تردد نہیں کر سکتا مثلاً اگر کسی زندہ آدمی کو دس بیس آدمی ملکر یہ کہیں کہ تو زندہ نہیں بلکہ مراد ہوا ہے۔ تو اس قدر کیا وہ دس ہزار آدمی کی شہادت سچی اپنی زندگی سے شک میں نہیں پڑے گا بلکہ بے شمار ہستی خاص کا مجمع ہی اپنے حلقی گراہوں سے اسکو اضطراب میں نہیں ڈالے گا کیونکہ اسکو اپنی زندگی پر پورا پورا یقین ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ فلسفہ میں جو واقعی دانا ہیں وہ تجارب فلسفہ پر بہت ہی کم یقین رکھتے ہیں کیونکہ ان کے معلومات وسیع ہیں اور انکو اپنے فلسفہ کی اندرونی حقیقت معلوم ہے۔

علامہ شارح قانون جو طبیب حاذق اور بڑا بہاری فلسفی ہے ایک جگہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے جو یونانیوں میں بہت قصبہ بہت مشہور ہیں جو بعض عورتوں کو اپنی دھنیں

عقیدہ اور مالک تہین بغیر صحبت مرد کے حمل ہو کر اولاد ہوئی ہے پھر علامہ ہر موضوع بطور
 رائے کے لکھتا ہے کہ یہ فقہیہ افتراء پر محمول نہیں ہو سکتے کیونکہ بغیر کسی اصل صحیح کے مختلف
 افراد اور مہندب قوموں میں ایسے وعادی ہرگز متروک نہیں ہو سکتے ہیں اور نہ عورتوں
 کو حرات ہو سکتی ہے کہ وہ زانیہ ہونے کی حالت میں اپنے حمل کی ایسی وجہ پیش کریں جس
 سے اور یہی کہتی ہیں کہ امین اور ہمین سببات ہر پرہیزگار ناچاہیے کہ خواہ مخواہ ایسی تمام
 عورتوں پر لانا کا الزام لگائیں جو مختلف ملکوں اور قوموں اور زمانوں میں دستور الحال
 گرد چلی ہیں کیونکہ طبعی قواعد کے رو سے ایسا ہونا ممکن ہے وجہ یہ کہ بعض عورتیں جو
 بہت ہی ناور الوجود ہیں اباحت علیہ رجولیت اس لائق ہوتی ہیں کہ انکی مٹی دوزخوں
 قوت فاعلی والفعالی رکھتے ہو اور کسی سخت تحریک خیال شہوت سرہنیش میں اگر خود بخود
 حمل ٹھہر گیا موجب ہو جائے مین کہتا ہوں کہ ایسے مقدمہ ہندون میں ہی مشہور ہیں
 سورج مٹی اور چاند مٹی خاندان کے انہیں مقصود پر بنیاد پائی جاتی ہے۔
 غرض میں خیال ہندون میں بھی پرانا چلا آتا ہے یہاں تک کہ رک وید میں
 لکھا ہے کہ ایک نیک بخت رشی کی لڑکی کو فقط اندر دوتا کی ہی توجہ سے حمل ہو گیا تھا
 اور ایسا ہی شمس و قمر سے ہی شرف آریہ کی پاک دہن لڑکیوں کو حمل ہوتا رہا ہے اب
 ان مقصود اور کہا نیوں کو جو بکثرت مختلف قوموں میں پائی جاتی ہیں یک مرتبہ درود
 اور باطل سمجھ کر باہر اعتبار سے ماقط کر دینا جتنا نہ طریق نہیں ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اگر ان
 مقصود کو انکے ذواہد سے الگ کر کے دیکھا جائے تو انکے نیچے وہی ایک دقیق خاص
 علم طبعی کا چھپا ہوا نظر آتا ہے جسکی طرف علامہ نے اشارہ کیا ہے اور سببات پر چند
 نہیں کرنی چاہیے کہ اگر یہ بات کچھ حقیقت رکھتی ہے تو ہر عام طور پر کیوں وقوع میں
 نہیں آتی کیونکہ اول تو یہ سوانح ایسے ناور الوقوع نہیں ہیں جیسے آجکل کے نئے فلسفی
 انکو خیال کرتے ہیں بلکہ مختلف قوموں میں ان کے آثار مسلسلہ وار چلے آئے

ہیں اگرچہ عبرانیوں میں تو صرف حضرت مسیح اس طرز کی پیدائش میں بیان کیے گئے ہیں لیکن یونانیوں اور آرمینیوں کی کتابوں میں اس کی نظیریں بہت پائی جاتی ہیں۔ اور حال کے زمانہ اور اس کے قریب قریب ہی بعض ممالک کی عورتیں حملدار ہو کر ایسا کچھ بیان کرتی رہی ہیں اب ان سب قصوں کی نسبت کو کسی منکر کی کیسی ہی رائے ہو مگر صرف ان کے نادر الوقوع ہونے کی وجہ سے سب دہنیں کیے جاسکتے اور ان کے ابطال پر کئی دلیل فلسفی قائم نہیں ہو سکتی بلکہ اکثر یونانی فلسفی (آسمانوں کے ماننے والے) اور انہیں ہر سے اقل اطول اور ارسطو ہی اس بات پر متفق ہیں کہ حادث چیزوں کی مبادی آسمانوں کی حرکتیں اور ان کے مختلف دورے ہیں۔ اسی جہت سے علمی اور فنی چیزوں کی حکم اور حال مختلف ہوتے ہیں اور اسی بنا پر ان کے مذہب کے رو سے ممکن ہے کہ ایک دور میں ایسی عجائب چیزیں یا عجائب شکلوں کے جانور پیدا ہوں کہ نہ تو دورہ سابق میں اور نہ دورہ لاحق میں انکی نظیر پائی جائے غرض نادر الظہور اشیا کا سلسلہ اس وضع عالم کو لازمی ٹپا ہوا ہے۔ اور علامہ موصوف نے اس مقام میں ایک تقریر بہت ہی عمدہ کہی ہے وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ سب انسان ایک نوع میں ہونے کی وجہ سے باہم مناسب الطبع واقع ہیں مگر پھر بھی ان میں سے بعض کو نادر طور پر کبھی کبھی کسی کسی زمانہ میں خاص خاص طاقتیں یا کسی اعلیٰ درجہ کی قوتیں عطا ہوتی ہیں جو عام طور پر دوسریں میں نہیں پائی جاتیں جیسے مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض نے حال کے زمانہ میں تین سو برس سے زیادہ عمر پائی ہے جو بطور خارق عادت ہو اور بعض کی قوت حافظہ یا قوت نظر ایسے کمال درجہ کو پہنچی ہے جو اسکی نظر نہیں پائی گئی اور اس قسم کے لوگ بہت نادر الوجود ہوتے ہیں جو صدہ یا ہزاروں برسوں کے بعد کوئی فرد ان میں سے ظہور میں آتا ہے اور چونکہ عوام الناس کی نظر اکثر امور کثیر الوقوع اور متواتر الظہور سے ہوا کرتی ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ عام لوگوں کی نگاہ میں جو باتیں کثیر الوقوع اور متواتر

الطہور ہوں وہ بطور قاعدہ یا قانون قدرت کے مانی جاتی ہیں اور انہیں کی سچائی پر ہر
 اعتماد ہوتا ہے اس لیے دوسرے امور جو نادر الوقوع ہوتے ہیں وہ بمقابلہ امور کثیر الوقوع کے
 نہایت ضعیف اور مشتتبہ بلکہ باطل کے رنگ میں دیکھائی دیتے ہیں اس لیے جو امور عام کیا بلکہ
 خاص کو بھی ان کے درمیان شکوک اور شبہات پیدا ہو جاتے ہیں سو بڑی غلطی جو حکما
 کو پیش آتی ہے اور بڑی بہاری ٹھوکر جو اون کو آگے قدم رکھنے سے روکتی ہے یہ ہو کہ وہ کثیر
 الوقوع کے لحاظ سے نادر الوقوع کی تحقیق کے درپے نہیں ہوتے اور جو کچھ ان کے آگے
 چلے آتے ہیں ان کو صرف تصور اور کہانیاں خیال کر کے اپنے سر پہ سے ٹال دیتے ہیں حالانکہ یہ
 قدم سے عادت الہیہ جو امور کثیر الوقوع کے ساتھ نادر الوقوع عجائبات بھی کہی جاتی ہیں
 میں آتے رہتے رہتے ہیں اس کی نظیریں بہت ہیں جنکا مکملنا موجب تقویٰ ہے اور حکیم بقول
 نے اپنی ایک طبی کتاب میں چند چشم دید بیماریوں کا بھی حال لکھا ہے جو نادر عدد طبی اور تجربہ
 اطباء کی رو سے ہرگز قابل علاج نہیں تھی مگر ان بیماروں نے عجیب طور پر شفا پائی جس کی نسبت
 انکا خیال ہے کہ یہ شفا بعض نادر تاثیرات ارضی یا سماوی سے ہے۔ اس گلہ ہم اس قدر
 اور کہنا چاہتے ہیں کہ یہ بات صرف نوع انسان میں محدود نہیں کہ کثیر الوقوع اور نادر الوقوع
 خاص کا اس میں سلسلہ چلا آتا ہے بلکہ اگر غور کر کے دیکھیں تو یہ دوسرا سلسلہ ہر ایک نوع
 میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً نباتات میں سے اک کے درخت کو دیکھو کہ کیسا تنو اور نہر ناک ہوتا ہے
 مگر کبھی مدتوں اور برسوں کے بعد ایک شتم کی نبات اس میں پیدا ہو جاتی ہے جو نہایت شیریں
 اور لذیذ ہوتی ہے اب جس شخص نے اس نبات کو کبھی نہ دیکھا ہو اور معمولی قدر میٹھی کو دیکھا
 آیا ہو یہ شک وہ اس نبات کو ایسا طبیعی کی نقیض سمجھے گا ایسا ہی بعض دوسری نوع کی پھل
 میں بھی دور دورہ امر کے بعد کوئی نہ کوئی خاصہ نادر طور میں آجاتا ہے۔ پھر اس مقدمہ
 کو ختم کرنے کے بعد اہل اعتراض مخالفین کا ہر جزہ شق القر قانون قدرت کے مخالف ہو کر
 تاریخ و کائنات میں اس پر نہاد و پائی نہیں جاتی۔ پہلو عقلی جواب دیا ہے اور سچا مقدمہ

اس کا قانون قدرت کے مخالفت نہ ہونا ثابت کیا ہے اس کے بعد اسپرٹار بھی شہادت کا ثبوت دیا اور بھیم نے کہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے عالم اور علمانیہ طور پر یہ دعویٰ مشہور کر دیا تھا کہ میرے ماتھے پر سورج و قمر و شفق القمر واقع ہیں اکیلا ہے اور کفار نے اس کو کچھ حوروں دیکھ ہی لیا ہے مگر اس کو جاوہر قرار دیا ہے اس دعویٰ میں کچھ نہیں ہے تو پھر کیوں مخالفین آنحضرت جو اسی زمانہ میں تھے جن کو یہ خبریں گویا بقارہ کی آواز سے پہنچ چکی تھیں چپ رہے اور کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مواخذہ نہ کیا کہ آپ نے کب جان کر دو ٹکڑے کر کے دکھایا اور کب ہم نے اس کو جاوہر کہا اور اس کو قبول سے موافقہ پایا اور کیوں اپنے مرنے دم تک خاموشی اختیار کی اور سو نہ بند رکھا یہاں تک اس عالم سے گزر گئے کیا انکی یہ خاموشی جو ان کی مخالفانہ حالت اور جو نفس مقابلہ کے بالکل برخلاف تھی اس بات کا یقین نہیں دلاتی کہ کوئی ایسی سخت مدد تھی جسکی وجہ سے کچھ بول نہیں سکتے تھے مگر کچھ ظہور نیچائی کے اور کون سی مدد تھی یہ حجبہ مکہ میں ظہور میں آگیا تھا۔ اور مسلمان ابھی بہت کمزور اور غریب اور عاجز تھے پھر تعجب یہ کہ انکے بیٹوں یا بیویوں نے بھی انکار میں کھپ کر زبان کشائی انکی حالانکہ اونپر واجب و لازم تھا کہ اتنا بڑا دعویٰ اگر افتراء محض تھا اور صدقہ کو سون میں مشہور ہو گیا تھا اس کے رد میں کتابیں لکھتے اور دنیا میں شائع اور مشہور کرتے اور جب کہ لاکھوں آدمیوں عیسائیوں عربوں یہودیوں مجوسیوں وغیرہ میں سرور و گلہنے کی کسی وجوہات نہ ہوئی اور جو لوگ مسلمان تھے وہ علمانیہ نہ تھے اور بیویوں کی روبرو چشم دید گواہی دیتے رہے جنکی شہادتیں آج تک اس زمانہ کی کتابوں میں مندرج باقی جانی ہیں تو یہ صریح دلیل اس بات پر ہے کہ مخالفین ضرور شفق القمر شہادہ کو چکے تھے اور رد لکھنے کے لیے کوئی بھی گنجائش باقی نہیں رہی تھی اور یہی بات تھی جس نے انکو منکرانہ شہادہ و غوغا سے چپ رکھا تھا سو جب کہ اسی زمانہ میں کثرت و مخلوقات میں شفق القمر معجزہ شیعہ ہا گیا مگر ان لوگوں نے غلبت زدہ ہو کر اس کے مقابلہ پر دم

بھی نہ مارا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے مخالفین اسلام کا چپ رہنا شق الہ کے ثبوت کی دلیل ہے نہ کہ اس کے ابطال کی کیونکہ اس بات کا جواب مخالفین اسلام کے پاس کوئی نہیں کہ جس دعویٰ کا رد انہیں ضرور نہ لکھنا چاہیے تھا اور انہوں نے کیوں نہیں لکھا انحضرت کوئی معمولی درویش یا گوشہ نشین نہیں تھے تاہم عذر پیش کیا جائے کہ ایک فقیر صالح مشرب جس نے دوسرے مذہب پر کچھ حملہ نہیں کیا چشم پوشی کے لائق تھا بلکہ آن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عام مخالفین کا جہمی ہونا بیان کرتے تھے اس صورت میں مطلق طور پر چوش پیدا ہونے کے وجوہات موجود تھے۔ ماسوا کہ یہ بھی کچھ ضروری معلوم نہیں ہوتا کہ واقعہ شق القمر چرچہ پد کیلئے کچھ زیادہ نہیں تھا ہر ایک دلالت کے لوگ اطلاع پا جائیں کیونکہ مختلف ملکوں میں دن رات کا قدر لغات اور کسی جگہ مطلع ناصات اور پرغبار ہونا اور کسی جگہ ابر ہونا ایسا ہی کبھی اور ایک وجوہات عدم رویت ہو جاتے ہیں۔ اور نیز بالطبع انسان کی طبیعت اور عادت اس کے برعکس واقع ہوئی ہے کہ سردی آسمان کی طرف نظر لگائی ہے بالخصوص رات کے وقت جو سونے اور آرام کر لیا اور بعض مومنون میں اندیشہ کا وقت ہے ایسا التزام بہت بعید ہے۔

کچھ ان سب باتوں کے بعد ہم یہ بھی لکھتے ہیں کہ شق القمر کے واقعہ پر ہندوؤں کی سنہرتا بون میں بھی شہادت پائی جاتی ہے مہا بہارت کو دہم پر ہمیں پاس جی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھیل گیا تھا اور وہ اس شق القمر کو اپنے بے ثبوت خیال سے پسوا مٹر کا معجزہ قرار دیتے ہیں لیکن پٹت دیانند صاحب کی شہادت اور یورپ کے محققوں کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ مہا بہارت وغیرہ پڑ ان کچھ قدیم اور پرانے نہیں ہیں بلکہ بعض پرانوں کی تالیف کو تو صرف آٹھ سو اور نو سو برس مہا ہے اب قرین قیاس

ہے کہ مہا بہار تہہ یا سکا واقعہ بدیشا بدہ واقعہ شوق القمر جو معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا
 لکھا گیا اور بسوا مقرر کا نام صرف بیجا طور کی تعریف پر دیا کہ قدیم سے ہندوؤں کی انج
 بزرگوں کی نسبت عادت ہو دیر کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی شہرت
 ہندوؤں میں مولف تاریخ وراثت کی وقت میں بھی بہت کچھ پہلی ہوئی تھی کیونکہ اس نے
 اپنی کتاب کے مقالہ بار دوم میں ہندوؤں سے یہ شہرت یافتہ نقل لیکر بیان کی ہے
 کہ شہر دہار کہ جو قبل دریا کے پہنیل صوبہ مالوہ میں واقع ہے اب اسکو شاید دہار انگری
 کہتے ہیں وہاں کاراجہ اپنے محل کی چہت پر بیٹھا تھا ایک باہرگی اوس نے دیکھا کہ چا
 دو ٹکڑے ہو گیا اور پھر مل گیا اور بعد تفتیش اس راجہ پر کہل گیا کہ یہ نبی عربی صلی اللہ علیہ
 وسلم کا معجزہ ہے تب وہ مسلمان ہو گیا اس ملک کے لوگ اوس کے اسلام کی وجہ یہی
 بیان کرتے تھے اور اسے گرد و فراخ کے ہندوؤں میں یہ ایک واقعہ مشہور تھا جس
 بنا پر ایک محقق مولف نے اپنی کتاب میں لکھا۔ تہہ حال جب آریہ دیس کے راجوں
 تک یہ خبر شہرت پا چکی ہے اور آریہ صاحبوں کے مہا بہار تہہ میں درج بھی ہو گئی
 اور شہادت دیا منہ صاحب پر انوں کے زمانہ کو داخل زمانہ نبوی سمجھتے ہیں اور قانون
 قدر کی حقیقت بھی کہل چکی تو اگر اب بھی لالہ مرید صاحب کو شوق القمر میں کچھ
 مائل باقی ہو تو انکی سمجھ پر ہمیں بڑے بڑے ہندوؤں میں گئے۔

پھر صفحہ ۸۸ اریہ کے اصول تناسخ پر دل چسپ بحث کی ہے پھر صفحہ ۹۱
 سے ۹۲ تک اریہ کے اصول اعتقادات اور دیکھ کی تعلیمات کے معیم نہونے پر بحث کی ہے
 جو ملاحظہ ناظرین کے لائق ہے

جو صاحب ان مباحث سے حظ اٹھانا چاہتے ہیں وہ اصل کتاب بتیمت عم حبیب
 مصنف کے جو نادیاں سنلے گورداس پور میں مقیم ہیں طلب فرما کر ملاحظہ فرمادیں۔
 اور حمیت و حمايت اسلام تو ایسا ہی ہے کہ ایک ایک مسلمان اس کتاب کے دس

دس مین میں شہر حرید کر ہندو مسلمانوں میں تقسیم کرے۔ امین ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اصول اسلام کی خوبی اور اصول مذہب آریہ کی برائی زیادہ شہرہ پاگیگی۔ اور اس سے آریہ سماج کی ان مخالفانہ کارروائیوں کو جو اسلام کے مقابلہ میں وہ کرتے ہیں روک ہوگی۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کتاب کی قیمت سہ سو دس روپے بقایفٹ مرزا صاحب سراج منیر وغیرہ کے جلد چھپنے اور شائع ہونے کی ایک صورت پیدا ہوگی۔

تیسرے سنا ہے کہ ہفت تک سراج منیر کا طبع ہونا عدم موجودگی کے سبب غیر التوازمین ہے اور اس کو مصارف طبع کے لیے آمدنیت سرمہ چشم آریہ کا انتظار ہے۔

چوتھے سنا ہے تو مسلمانوں کی حالت پر کمال افسوس ہے کہ ایک شخص اسلام کی حمایت میں تمام جہان کے اہل مذہب سے مقابلہ کے لیے وقت اور فدا ہو رہا ہے پھر اہل اسلام کا اس کام کی مالی معاونت میں یہ حال ہے۔ شاید ان خام خیالوں کو یہ خیال ہوگا کہ مرزا صاحب اپنے دس ہزار روپیہ کی جائداد جبکہ انہوں نے مخالفین اسلام کو مقابلہ پر الغاص دینے کے لیے رکھا ہوا ہے فروخت کر کے صرف کر لین تو چھپا کر وہ انکو مالی مدد دینگے ان کا واقعی یہی خیال ہے تو ان کا حال اور یہی منوس کے لائق ہے۔ اس منوس پر بھی انکا یہی حال رہا اور انہوں نے بہت جلد سرمہ چشم آریہ کو ہاتھ لگا دیا۔ تاہم اہل مصارف طبع سراج منیر کے لیے روپیہ مہیا نہ کر دیا تو ہم کو ان کے حال پر پشیمانا ہونا پڑے گا۔ اے خدا تعالیٰ تو ایسا نہ کر مسلمانوں کو دل بہت سماعت ہمدردی عطا فرما آمین ثم آمین۔

بقیہ مضمون

نقض و تہاجر

(جو نمبر تین میں ناقص رہا ہے)

یہ بات محتاج ثبوت نہیں ہے کہ نقض و تہاجر باہمی تراجم کے مخالف ہے جبکہ اس آیت (نمبر ۴) میں مغز ارشاد ہے۔

(۵) اور خداے تعالیٰ نے فرمایا ہے ”خدا کو پوجو اور اس کا شریک کسی کو نہ بناؤ“

واحد و الله لا شريك له شيتا قالوا لا احسانا و ديني القبر والميتة والمساكين الجاهل
ذی القبر والجار الجنب المصالح الجنب
الاسبیل وما ملکت ايمانکم ان الله لا یحب
کانت محتکاً لحوک (مسلم ص ۷۰۷)

اور قرابت والون - اور یتیموں - اور
مسکینوں - اور مسکینوں سے جو نزدیک
ہوں اور جو دور ہوں اور مسافروں
اور غلاموں سے جو کو غم مالک ہوں
کر و خدا ان سے خوش نہیں جو شکیر
ہو اور بخیر کرے۔

یہ حکم احسان ایسا عام ہے کہ مذاق اہل ایمان تشریف یوں و مسکینوں وغیرہ کے علاوہ کفار و کفار و قرابت یوں وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے و محتاج بیان نہیں ہے کہ تہاجر اس احسان کے مخالف ہے کیونکہ خوش خلقی سے کلام کرنا و خندہ پیشانی سے ملنا احسان کا اولیٰ درجہ ہے۔

اس قسم کی بیہودہ عموماً قرآن میں جن سے عموماً اہل ایمان کے ساتھ (جن میں گنہگاروں میں بھی داخل ہیں) پر احسان کا حکم ہے جو نقض و تہاجر کے صریح مخالف ہے اور اس مضمون کی احادیث نبوی و آثارِ سلفی بہت ہی کثرت سے وارد ہیں اور انجبہ چند احادیث و آثار کی نقل پر اقتصار کیا جاتا ہے۔

(جنین اہل معاصی ہی شامل ہیں اور وہ زیادہ تر ترشح کا محل ہیں) کو باہم جسم و پیار کرنا واجب کرتی ہیں اور باہم بغض و تہا جہ سے مانع ہیں۔

(۴۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین شے اور ہر مسلمان اپنی ہوتی کہ

کلامی حلال نہیں ہے۔ ایک دوسر کو
میتا ہے تو ایک اور سو نہیں پیتا ہے دوسرا
اور ہر آن دونوں سے اچھا وہ ہے
جو پہلے سلام کرے

عن أبي جريحٍ بالاضاري قال قال رسول الله
صلعم لا يحل لأحد أن يهجر أخاه فوق
ثلاث ليال يتقيان فيعبر من هذا ويحضر من
وحيينهما الذبيبة بالسلاطمة ربحاً مسلماً

ایک روایت میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ میں نے

تین دن سے اوپر ترک کلامی کی اور وہ
مر گیا تو آگ میں داخل ہوا۔

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم من هجر فوق ثلث
فمات دخل النار (احمد وابوداود وصححه ٢٦٤)

آفر ایک روایت میں فرمایا ایک برس تک بہائی سرگرمی کلامی کرنا اپ

ہے۔ جیسے اس کی خزن ریزی کرنا۔

عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هِجْرَانِ
سَنَةِ فُتُو كَسْفَتِ مَر (أَوْدُودُ) ٢٣٦

(۲۱) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ظن سے بچو ظن ٹہری جہنم

ثبات ہو اور کسی کی نیکی اور بدی تلاش
 نہ کرے اور کسی کو ضرر دینے کے لیے
 کوئی چیز کے دامن نہ بڑھاؤ اور اسپینر
 سے عداوت قطع کلاسی (یا بدگوئی) نہ کرے
 اور خدائے بندے کیس میں بہائی

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله
والطريقان المظنون أنهما حديثان في الحديث
ولا يجتمعوا ولا يشاخصوا ولا يتأسسا ولا
يتباغضوا ولا يتدابروا أو كونهما عباد الله
أخونا يا بخاري ٤٩٢ مسلم ١٣١٧ جلد ٢

موجودہ

(۷) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا نے حکم بھیجا ہے

عن عیاض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال ان اللہ اوجی الی ان ذوا الضمیر حتی
لا یفر احد علی احد ریاض الصالحین
(مسلم جلد ۲)

کہ تم آپس میں فروتنی اختیار کرو اور ایک
دوسرے پر غرور نہ کرنا یعنی اپنے آپ کو
اس سے اچھا نہ سمجھو ۔
(۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ
علیہ وسلم لا یدخل الجنة من کان
فی قلبه مثقال ذرۃ من کبر فقال
رجل ان الرجل یحب ان ینکون ثوبه
حناناً وتعلہ حننا قال اللہ تعالیٰ حیل
یحب الی جمال الکبر بطراحتی و غمط الناس
تومئذی جلد ۲ و مشکوٰۃ ج ۲ و مسلم ج ۲

فرمایا ہے بہشت میں نہ جائیگا جس کے دل میں ذرہ کی برابر کبر ہوگا ۔ کسی نے عرض
کیا یا رسول اللہ یہ تو سب کوئی چاہتا ہی
کہ میرا کپڑا اچھا ہو اور میری جوتی اچھی ہو
آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ یا جمال ہر وہ جمال
(خوبصورتی) کو پسند کرتا ہی یعنی خوبصورتی
تجربہ نہیں ہے تجبر نہ ہو کہ حق کے سامنے
اتراوین اور لوگوں کو حقارت سے
دیکھیں ۔

من الی ہريرة قال قال رسول صلی
المسلمہ اخو المسلم لا یخونہ ولا ینکبہ
ولا یخذلہ کل المسلم علی المسلم احرام
عرضہ مالہ و دمنہ التقویٰ ہما الحب
المع من الشران یحقر خاہ
(مسلم و ترمذی ج ۱ جلد ۲)

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہی
نہ وہ اس کی خیانت کرے نہ اسی سے
جھوٹ کہے نہ اسکو ذلیل کرے مسلمان کا
مسلمان پر بھی کچھ (اگر وہ خون و مال)
حرام ہے پر ہر گز کسی کا محل دل پر انسان
کو برا نہ ہونے کے لئے یہی کافی ہے
کہ وہ مسلمان بھائی کو حقیر سمجھو ۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص کسی گناہ کے سبب دوسرے کو برا جانتا ہے اور
اسکو برا سمجھتا ہے اس سے ترک کلامی کرتا ہے وہ اپنے آپ کو اس سے بدتر جانتا ہے اور

اور اس پر فخر کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اسکی مثل کسی گناہ کا مرتکب سمجھو تو اسکو ایک گناہ کے سبب مطلقاً برا نہ جانے اسکو اپنی مثل مبتلا گناہ سمجھ کر ترس کہائے اور پیار کے ساتھ اسکو گناہ سے ہٹائے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا قول جو نمبر (۲۱) پر منقول ہو گا ہمارے اس بیان کا بھی پورا موید ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا سلف شاخین نے کسی سے کسی گناہ کے سبب ترک کلامی کی ہے تو فخر و تکبر سے نہیں کی اور نہ اس اعتقاد سے کہ وہ شخص ایک گناہ کو سبب مطلقاً برا ہو گیا ہے اپنی ترک کلامی صرف فی نفسہ و صلوٰۃ و ہدائیہ تھی چنانچہ ان احادیث کے جواب میں اسکی تفصیل ہو چکی ہے *

(۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان کے مسلمان پر چہم حق بہن ملے تو سلام کرنا۔ دعوت کرے تو اس کی دعوت قبول کرنا۔ کچھ پوچھے تو

خیر خواہی کی بات کہنا۔ چھینک مار کر حمد کہے تو محبت کی دعا دینا۔ بیمار ہو تو پوچھنا۔ چائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا *

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق المسلم علی المسلم ست اذا لقته فسلم علیہ واذا عطش فحمد للہ فشمہ واذا مرض فعلمہ واذا مات فاتبعہ (مسلم ۱۱ جلد ۱)

ان احادیث میں جو مومن اور مسلم

کا ذکر اور اس کے حقوق کا بیان ہے یہ گناہگار اہل ایمان کو بھی اپنے عموم سے شامل ہے جو شخص گناہگار اہل ایمان کو مذہب خارج کا مقلد ہو کر دایرہ ایمان و اسلام کے خارج کر دے یا مذہب معتزلہ کے موافق اپنے ایمان میں توقف کرے وہ ان دلائل کتاب و سنت کے جوابدہ ہو گا جو ہم نے کفر و کفر میں ۱۱ جلد چہارم بیان کر چکے ہیں *

(۱۱) آنحضرت نے فرمایا ہے کسی نیکی کو ہٹا دینی تو ہزارہ سمجھو اور نہیں تو یہی

عن ابی ذر قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سہی کہ اپنے بہائی (یعنی مسلمان) کو

لا تخف من المعروف شيئاً ولو ان تلقى
اخاك بوجه طلق صحيح مسلم جلد ۲

خندہ پیشانی سے ملو۔

(۱۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس ایک شخص نے حاضر ہونا چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اون دیا اور اس کے

آننے سے پہلے فرمایا کہ یہ شخص بُرا ہے

جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھا تو آپ نے خندہ پیشانی

اور خوش خلقی سے اس سے بات کی وہ

چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا

کہ اسے حضرت پہلو تو آپ نے اس کی

نبت ایسا کہا اور جب وہ آیا تو اس سے

خندہ پیشانی و انبساط سے خطاب فرمایا۔

آپ نے جواب دیا کہ اسے عائشہ

تو نے مجھے بدخلق یا بدگو کہ پایا ہے

قیامت کے دن سب سے مجھے درجہ

میں وہ شخص ہوگا جسکو لوگ اُسکی بدخلقی یا

عن عائشة ان رجلاً استاذن على
النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان الله
ليس فبئس اخو العشرة فلما اجلس
تطلق النبي صلى الله عليه وسلم في وجهه
وانبسط اليه فلما انطلق الرجل قالت
عائشة يا رسول الله قلت له كذا وكذا
ثم تطلقت في وجهه وانبسطت اليه
فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
متى عاهدتني فحاشا ان شر الناس
عند الله منزلة يوم القيمة من تركه
الناس انقام شره - (بخاری ص ۵۹۵)

بدگوئی سے بچنے کے لئے چھوڑ رکھیں۔

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر کو فرمایا ہے خدا سے ڈر جان

کہیں ہو اور بدی کے پیچھے پہلائی کو

لگا اس سے تو بدی کو مٹا دے گا اور

لوگوں سے اچھے خلق کے ساتھ میل

جول رکھ۔

عن ابی ذر قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان الله
يحب ما كنت واتبع السنة الحسنة
تتمها وخلق الناس بخلق حسن -
(ابن ماجه والترمذي ص ۱۰۰)

عن عائشة قالت دخل رمضان اليهود
على رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقالوا السام عليكم ففهمتها فقلت
عليكم السام واللعنة فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم من كان منكم
فان الله يحب الرفق في الامور -
(بخاری) وفي رواية قال يا عائشة
ان الله تعالى يرفق بمحب الرق و يعطي
على الرفق ما لا يعطي على العنف (مسلم)
وفي رواية عليك بالرفق و اياك
والعنف (الفتح) (مسلم) (مشکوۃ)
وعن جرير بن عمار عن الرفق يحوم الخير
(مسلم) (مشکوۃ)

نے جواب میں کہا کہ تم ہی پر موت اور
لعنت ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ان کو سخت گوی سے منع کیا اور
فرمایا اسے عائشہ نرمی کر خداوند تعالیٰ سے
نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اور ایک حدیث میں
ہے خدا تعالیٰ رفق ہے وہ رفق (نرمی)
پسند کرتا ہے۔ نرمی پر وہ عنایت کرتا ہے
جو سختی پر نہیں کرتا۔ ایک حدیث
میں فرمایا اسے عائشہ نرمی اختیار کر دو گویا
کوچ اور بریر کی شہین جو نرمی و محروم ہونے پر
سے محروم رہا۔ اور ظاہر ہے کہ جو لوگ
بغض و تہاجر اختیار کرتے ہیں ان کی
مسلمان گناہگاروں کے ساتھ نرمی و
آسانی نہیں ہوتی جب وہ ان سے بولیں گے سخت کہیں گے اور جب انکو دیکھیں گے
تہر کی نگاہ سے دیکھیں گے +

(۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آپس میں درستی نماز و روزہ

صدقہ سے بہتر ہے اور آپس میں فساد
دین کو مؤذ نے والا ہے اور ایک
حدیث میں فرمایا کہ حسد اور بغض جلی
اشتون کی مرض تم میں جلی آئی ہیں بغض
مؤذ نے والی چیز ہے میں یہ نہیں کہتا کہ

عن ابی الدرداء قال قال رسول الله
عليه وسلم الاخيركم بافضل من
درجة الصيام والصدقة والصلاة
قال قلنا بلى قال اصلاح ذات البين
وفساد ذات البين هي الحالقة -

راہِ بوداؤد والزمذی ص ۸۳ جلد ۲
 وعن الزہری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 الیکم داعی الامم قبلکم الحمد والبغضاء
 ہی الخالفة لا اقول تخلق الشعر وکن تخلق
 الدین راجعہ الترمذی ص ۸۳ جلد ۱

بال کو منڈتا ہے وہ تووین کو منڈ
 ڈالتا ہے۔

(۱۹) حضرت علی المرتضیٰ کا قول
 ہے۔ لوگون میں ایسے ہو رہو جیسے
 پرندوں میں شہد کی مکھیاں ہیں
 جو اپنے پیٹوں میں برکت (شہد) ہی کو
 اوکو حقیر سمجھیں۔ تم لوگوں کے
 ساتھ زبانوں اور جسموں سے ملے رہو
 اور عملوں سے اور دلوں سے (ایسے)
 اگر وہ بد عمل بر اعتقاد ہوں (جدا رہو
 ہر ایک کو اس کا بدلے گا جو اس نے
 کمایا۔ اور ہر شخص قیامت کے دن
 اس کے ساتھ ہوگا جس کو اس نے دل

عن علی قال کونوا فی الناس کالثقلۃ
 فی طیرانہ لیس من الطیر شی الا وہو
 یستضعفہا و یعلیہ الطیر ما فی
 اجوافہا من البرکۃ لم یفعلوا ذلک بہا
 خا اطوا الناس بالنسکۃ واجسادکم و
 ذایلوہم باعمالکم و قلوبکم فان لم یمنع
 الکثیر ہو یوم القیمۃ مع من حب (دارقطنی)

سے دوست رکھا یعنی اس کے دلی اعتقاد اور اعمال کو پسند کیا۔
 (۲۰) حضرت ابو الدرداء صحابی کا قول ہے ہم ایسے لوگوں سے ہنس ہنس

وینکر عن ابی الدرداء انما لکشر فی وجوہ
 اقوام وان قلوبنا لتلعنہم و لتقلیہم
 (بخاری ص ۹۰۵)

باتین کر سکتے ہیں جن سے ہمارے دل
 خوش نہیں ہوتے یا ان کو لعنت کرتے
 ہیں۔

راٹھم کہتا ہے وہ لوگ ایسے ہی ہوں گے جنہیں حضرت ابو درداء نے
 کوئی وجہ محبت نیائی لعنت ہے ان کے مناسب حال سمجھی جب ایسے لوگوں سے سوا
 صالحین کے مدارا و خوش خلقی و خندہ پیشانی سے بات کرنا ثابت ہی تو مسلمان

اہل معاصی سے مدارۃ و خوش خلقی و خندہ پیشانی سے بات کرنا کیون جائز نہیں؟
سلف صالحین کے خیال اور اس زمانہ کے متدینوں کے حال کی وہ رباعی کیا
عمدہ حکایت ہے جو مصنفہ (۱۳۱) منقول ہو چکی ہے:-

رشتہ دم کہ مردان را بہ خدا - آنکہ

(۲۱) حضرت مسیح ارشاد فرمایا کرتے لوگو! ذکر الہی کے سوا ہمت نہ بولا کرو

اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے
اور سخت دل خدا سے دور ہو جاتا ہے۔ پر
تم کو علم نہیں ہوتا۔ اور تم لوگوں کو گناہوں کو
ایسا نہ سمجھو کہ گویا تم خدا ہو (یعنی اپنے
آپ کو گناہوں سے پاک اور گناہگاروں کو
واصل جہنم سمجھنے والے) تم اپنے گناہوں کی
طرف ایسا دیکھو کہ گویا تم بندے ہو (یعنی
جو گناہ کرتے اور عذاب الہی سے ڈرتے

ہیں)

انہ بلغہ از عیسیٰ بن مریم کا یہ قول لا
تکثروا الکلام بغیر ذکر اللہ فتفسد
قلوبکم فاذا القلب القاسر عبید
من اللہ ولکن لا تعلمون ولا تنظروا
فی ذنوب الناس کا تمہارا یہ اپنے نظروں
کی ذنوب کا تمہارے عبید فافضنا الناس
مبتلی ومدا فادخروا اهل البلاء و
احمد واللہ علی العافیتہ -

(موطا امام مالک ۳۸۷)

تمام لوگ دو ہی قسم کے ہیں ایک مبتلا گناہ۔ دوسرے گناہوں سے عافیت میں۔
پس تم مبتلاؤں پر ترس کھاؤ۔ اور خود گناہوں سے عافیت میں ہو تو اس پر خدا کا
شکر سجالاؤ (نہ یہ کہ اپنی عافیت پر اتر آؤ اور لوگوں کو حقارت سے دیکھو
اور جہنمی بناؤ)۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ ارشاد اس ارشاد آنحضرت صلعم کے

موافق ہے جو ابو ذر غفاری کو اپنے
فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے عیوب معلوم ہوں

عن ابی ذر بنی حدیث طویل قلت
اوصی یا رسول اللہ - قال لیحجز عن

وہ مجھے لوگوں کی عیب بینی سے
روکین

ما لعلم من نفسك -
(شعب الایمان بیہقی و مشکوٰۃ ص ۴)

ان ہی ارشادات انبیاء علیہم السلام مرحومہ ہے جو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کو
ان کے پیر نے فرمایا تھا۔ جسکو شیخ علیہ الرحمۃ نے رباعی ذیل میں بیان کیا ہے۔
مرا پیر دانائے مرشد شہاب دواندرز فرمود پر روئے آب
یکے آنکہ پر خویش خود بین مباحش دگر آنکہ بر غیر بد بین مباحش
آپنے اس ارشاد کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام کا عمل ایسا تھا کہ آپ لوگوں
کی کہلم کہلی اور چشم دید پڑائیوں سے چشم پوشی کر لیتے اور صرف انکے ایمان بیان پر
حسن ظنی فرما کر اس برائی سے انکو بڑی کرتے۔

صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ حضرت مسیح نے ایک دفعہ کسی کو چوری کرتے ہوئے

دیکھا تو اس سے کہا۔ کیا تو نے چوری
کی ہے؟ وہ بولا خدا کی قسم ہے جسکے
سوا کوئی دوسرا معبود نہیں میں نے
چوری نہیں کی تو آپ نے صاف فرما دیا
کہ میں خدا تعالیٰ پر ایمان لایا اور میں نے
اپنے آپ کو اس گمان میں چھوڑا تو روایا

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ائی عیسیٰ بن
مریم رجلا یسرق فقال لہ عیسیٰ
سرقیت قال کلا والذی لا الہ الا هو
فقال عیسیٰ امنت باللہ وکذبت نفسی
(صحیح مسلم ص ۲۶۰ ج ۱)

اس معاملہ میں علیہ السلام کی وجہ ہمارے خیال میں وہی اہل ایمان پر حسن ظنی

نہ ایسا ہی امام نووی نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے جو ہماری نظر سے بعد تخریر توجیہ مذکور گذرا۔ آپ تو انہیں
قال القاصی ظاہر الکلام صدقت من حلف باللہ تعالیٰ وکذبت ما ظہر لی من ظاہر قمتہ
فلعلہ اخذ مالہ فیہ حق او باذن صاحبہ ولم یقصد الغصب والاستیلاء وظهر لہ
من مدد اللہ اخذ شیئا فلما حلف لہ اسقط ظنہ ورجع عنہ (شرح مسلم ص ۶۶)

ہے اور اپنے نفس پر بدگمانی۔ انہوں نے اس شخص کی قسم درگاہ تو حید سے یہ سمجھا کہ جو ہم نے اس شخص پر چوری کرنے کا گمان کیا تھا وہ بڑا گمان تھا۔ اسپرینیک گمان بھی ہو سکتا تھا کہ جس چیز کو اس نے لیا تھا اسکے لینے کا باجارت مالک یا اوزر و جد وہ مستحق و مجاز تھا۔

یہ تو آپ کی اہل ایمان کے آگے فروتنی اور حسن اخلاقی ہے آپ نے خنزیر پر جیسے حیوانات سے تنجاطب کیا ہے تو اس میں بھی اپنی خوش خلقی اور حسن کلامی کو ترک نہیں کیا۔ جس میں اہل ایمان کے لئے صاف ہدایت و نصیحت ہے کہ وہ اپنے ہم جنس انسان خصوصاً اہل ایمان سے تو خوش کلامی سے پیش آویں۔ ان کو خنزیر سے بدتر نہ سمجھیں۔ جیسا کہ آج کل متدینوں کا عمل ہے۔ موطا میں یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم خنزیر کو بلے

عن مالک عن یحییٰ بن سعید بن عیسیٰ بن مریم لقی خنزیرا فقال له الفند بسلام فقیل له تقول هذا خنزیر فقال عیسیٰ بن مریم انی اخاف ان اعود لسانی المنطق بالسوء (موطا ص ۳۸۷)

حضرت مسیح کا یہ قول کہ تم لوگوں کے گناہوں کو ایسا نہ دیکھو کہ گویا تم رب ہو آنحضرت کی آج کل کے متدین اہل تباغض کے عین حال ہے وہ واقعی دوسرے گناہ نگاران اہل ایمان کو ایسے غضب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ گویا وہ خود خدا تھا رہیں اور انکو جہنم کے سوا کہیں جگہ نہ دیکھیں۔ اور اپنے گناہوں سے وہ ایسے آنکھ بند کئے ہوئے ہیں کہ گویا وہ جنت کے مالک ہیں۔ ایسے خود مینوں کا مال اس شخص کا حال ہر جگہ ذکر

(۴۲) اس حدیث نبوی میں ہے کہ نبی اسرائیل میں دو شخص دوست تھے ایک بڑا عابد تھا دوسرا کتا تھا کہ میں تو گناہگار ہوں وہ عابد گناہگار کو گناہ سے روکتا تو وہ جواب میں کہتا کہ تو مجھے میرے رب کے سپرد کر ایک دن اُس نے اُسکو ایک ایسے گناہ پر پایا جسکو اُس نے بہت بڑا سمجھا تو اُس سے منع کیا اسکے جواب میں گناہگار نے وہی کلمہ کہہ دیا کہ کیا تو میرا محافظ ہے؟ اس پر اس عابد کو غیظ آیا اور اس نے اُسکو یہ کہہ دیا کہ قسم ہے تجھے خدا نہ بخشے گا۔ اور تو دوزخ میں داخل ہوگا۔ خدا نے ان دونوں کی طرف ملک الموت کو بھیجا اور اُنکو اپنے پاس بلا لیا اس پر اس گناہگار کو تو فرمایا تو میری رحمت سے بہشت میں داخل ہوا اور عابد کو کہا کہ تو میری رحمت کو میرے بندے سے روک سکتا ہے

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از رجلین کان فی بنی السریک متھابین احدهما مجتہد فی العبادة والاخر یقول مذهب فجعل یقول قهر عانت فیہ فبقول خلنی وربی حتی وجع یوما علی فنب استغفر فقال اغفر فقال خلنی وربی البعث علی رقیبا فقال واللہ لا یغفر اللہ لك ایداً ولا ید خلک الجنة فبعث اللہ الیہما ملکاً فقبض ارواحہما فاجتمعا عندہ فقال للمذنب الممحل الجنة برحمتی وقال للاخر استطیع ان تحظر علی عبدی رحمتی فقال لا یا رب فقال اذہبوا بہ الی النار۔

(مشکوۃ بروایت احمد ص ۱۹۷)

اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اُسکو جہنم میں لے جاؤ۔ ہمارے متدین بھائی اس حدیث کو عبرت کی آنکھ سے دیکھیں اور حضرت مسیح کی اس نصیحت پر عمل کریں۔ بعض حضرات متدین اس خود بینی کے علاوہ غیر کے مبتلا بن جائیں۔ پر خوش ہوتے ہیں اور اس بلا سے انکی مخلصی نہیں چاہتے۔ ان کے حال مال سحر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں ڈرایا اور فرمایا ہے کہ تو
 عن وائلہ بن الاسقع قال قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تظہر الشامتہ لاختیک فی جمہ
 اللہ ویتلیک - ترمذی ص ۲

بستلا کرے گا۔

اس قسم کی احادیث و آثار اور بہت ہیں جن کے عموم
 یا خصوص سے مسلمانوں پر عموماً اور گناہگار مومنوں پر خصوصاً ترہم
 اور ان سے خوش خلقی اور کشادہ پیشانی سے میل جول کی فضیلت
 ثابت ہے جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل دین تراجم
 و خوش خلقی و حسن معاشرت و طلاقیت چہرہ ہے نہ غضب و
 بغض و ہاجرت و بدگوئی و ترکش روی جو صرف ضرورت کے
 وقت بعض مواقع میں سلف صالحین کی استعمال میں آئی ہے۔ اسی نظر سے
 امام نووی نے اس طریق میل جول کو تمام انبیاء اور سلف صالحین
 طریق شہیرایا ہے چنانچہ کتاب ریاض الصالحین میں بصفیہ
 (۲۱۶) فرمایا ہے۔

لوگون سے میل جول رکھو۔ اور ان کے جمعہ جماعتوں اور نیک مجلسوں

میں اور ان کے ساتھ ذکر کی مجلسوں میں
 حاضر ہونے اور ان کے بیماروں کی عیادت
 کرنے اور ان کے جنازوں میں شریک
 ہونے اور ان کے محتاجوں کو سحر احسان
 کرنے اور ان کے نادانوں کو راستہ بتانے

الباب السبعون فی فضل الاختلاط
 بالناس و حضور جمہم و جماعتہم و مشاہدہ
 الخیر و مجالس الذکر معہم و عیادۃ مریضہم
 و حضور جنازاتہم و مواساتۃ محتاجہم و
 ارشاد جہالہم و غیر ذلک من مصالحہم

لمن قد رعى الامام المعرف والتهى من
 المنكر فجمع نفسه عن الايذاء وصبر
 على الاذى اعلم ان الاختلاط
 بالناس على الوجه الذى ذكرته هو
 المختار الذى كان عليه رسول الله
 صلى الله عليه وسلم وسائر الانبياء صلوات الله و
 سلامه عليهم وكذلك الخلفاء الراشدون
 ومن بعدهم من علماء المسلمين و
 اخبارهم وهو مذهب اكثر التابعين و
 من بعدهم وبه قال الشافعى واحمد
 واكثر الفقهاء رضى الله رضى الله
 عنهم اجمعين - قال الله تعالى وتعاونوا
 على البر والتقوى والايات فى
 معنى ذكرته كثيرة معلومة -
 (مرايض الصالحين ٢١)

ایسے ہی اور نیک کاموں کے افضل
 ہونے کا بیان - اس شخص کے حقین
 جو اچھی بات کا لوگوں کو حکم کری اور بری
 بات سے منع کرے اور لوگوں کو تکلیف
 رسائی سے نفس کو روکے - اور لوگوں
 کی تکالیف اپنے نفس پر سہاری -
 ایسے طور پر لوگوں سے میل جول ایسا
 طریق ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم اور تمام انبیاء رحمہم اللہ
 عفا عنہم ارشادین اور ان کے سوا اور
 صحابہ و تابعین اور ان سے پچھلے
 علماء مسلمین اور برگزیدہ صالحین -
 اور یہی اکثر تابعین کا مذہب ہے اور
 تبع تابعین کا اور یہی امام شافعى اور
 اور امام احمد اور اکثر فقہاء کا

قول ہے *

اس مذہب پر دلیل وہ آیت قرآن ہے جس میں ارشاد ہے کہ نیک کی اور
 پرہیزگاری پر لوگوں کی مدد کرو - اور اسباب میں سے آیات ہیں جو لوگوں کو
 معلوم ہیں *

راقم کہتا ہے انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوم سے (کفار تھے خواہ مؤمنین
 گناہگار) ملے جگے رہنا - ان سے جدا ہونا - اور ان کے جفاؤں پر تحمل کرنا اور

کمال خلق و ملاطفت و اخلاص و محبت سے ان کے ساتھ پیش آنا ایسا یقینی اور
 پرہیزگار ہے جیسا کہ انبیاء کا وجود یا ان کی نبوت۔ جس میں کسی مسلمان کو جو انبیا
 پر ایمان اور کتب سماوی خصوصاً قرآن مجید میں نظر رکھتا ہو شک و
 تردید نہیں ہے *

قرآن میں بہت سے انبیاء کا حال منقول ہے کہ ان کی قوم نے ان کو
 زبان سے بُرا (مجنون کا ڈب وغیرہ) کہا ماقصود سے مارنے کا قصد کیا بلکہ بعض
 انبیاء کو قتل ہی کر دیا پھر بھی انبیاء نے ان کے جفا پر سہارا کیا اور یا قوم یا قوم
 کہ ملاطفت و خوش خلقی سے ان کو جواب دیا *

صحیحین کی حدیث میں ایک نبی کے حال کی حکایت ہے کہ ان کو قوم نے
 مار کر خون آلودہ کر دیا وہ اپنے پہرہ سے
 خون پونچھتے اور یہ کہتے تھے کہ خدایا
 میری قوم کو تو معاف کر وہ مجھے جانتے
 (پرہیزگارتے) نہیں *

عن عبد الله بن مسعود قال قال كان
 انظر الى النبي صلى الله عليه وسلم
 يهكي نبيا من الانبياء وضربه قومه
 فادموه وهو يمسح الدم من وجهه
 ويقول اللهم غفر لقومي فانهم لا يعلمون
 (بخاری ص ۹۹ و مسلم ص ۲۱۰)

اس طریق انبیاء اولین و آخرین
 اور سیرت سلف صالحین کو دیکھنے اور

ان آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور آثار سلف اور مذاہب و اقوال ائمہ
 کی طرف خیال کرنے سے صاف طور پر اور آسانی سے یقین ہو سکتا ہے کہ
 جو آیات قرآنیہ میں (جن سے اہل تباعض تمسک کرتے ہیں) ظالمون اور
 کافرون سے محبت نکلتی اور بغض و بیزاری ظاہر کرنے کا حکم ہے وہ عام نہیں
 ہے کہ ہر ایک کافر کو ہر ایک موقع و ہر حالت میں شامل ہو ایسا ہی جو احادیث
 و آثار تمسک بہ ان حضرات میں آنحضرت و صحابہ و تابعین کا بغض اہل معاصی

سے کام و سلام ترک کرنا پایا جاتا ہے وہ بھی ہر موقع و ہر شخص کے لئے عام
عمل و متاثر نہ تھا۔ بلکہ اس حکم قرآنی اور عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
و صحابہ تابعین کے لئے خاص خاص مواقع اور خاص خاص محفل تھے جو
ان آیات قرآنی و احادیث کے جواب میں بضمین نمبر ۸ جلد ۸ و نمبر ۳ جلد ۹
بیان ہو چکے ہیں *

عام حکم اور عام طریق جیسے اگلے اور پہلے انبیاء اور ان کے صالحین
اتباع چلے آئے ہیں یہی خوش خلقی و حسن معاشرت اور صبر و تحمل سے
اختلاط اور کشادہ پیشانی سے کس و ناکس کی مدارا ہے *

پس جن لوگوں نے صرف بعض موقع پر بعض اشخاص سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا سلف صالحین کی ترک کلامی پیش نظر رکھ کر ہوتا
بعض وہاں جس کو دین بڑا لیا ہے اور اس کے مقابلہ صد اعمال و خصوص
قرآن و حدیث سے اٹھ بند کر کے باہمی عفو و تراحم و خوش خلقی و ملاطفت و خندہ
پیشانی کو بیدینی قرار دیا ہے۔ ان لوگوں نے تہوڑے حصہ قرآن و حدیث و آثار
کو لے لیا ہے اور اکثر حصہ کو پس پشت ڈال دیا ہے اور آیت اقوامون ببعض
الکتاب و تکفرون ببعض اور حفظت شئیاً و غابت عنک اشیاء کا
سورہ و مصداق بنکر دیکھا ہے۔ عمننا اللہ دایا ہم و یاخذ بیدنیا و یدہم
اجمعین *

اس مضمون میں ہمارے اصلی مخاطب ہمارے عینی بہائی احمدیث
پنجاب ایترس ہیں۔ اور انہی پر ہکو زیادہ افسوس ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل
کرنے کے مدعی اور قال اللہ و قال رسول اللہ سے شغفل ہو کر اپنے عینی بہائیوں
احمدیث (چہ علاقائی اخوان خفیہ وغیرہ اہل تقلید) سے صرف بعض جزئی امور پر

۱۔ جیسے خطبہ جمعہ یا عیدین میں عربی عبارت کا ہندی زبان میں ترجمہ کرنا یا نہ کرنا
 (و علیٰ ہذا القیاس) ملاقات و سلام و کلام ترک کر بیٹھے ہیں اور عیدین کی اجتماعت
 علیحدہ کر رہے ہیں اور اس مہاجرت اور علیحدگی کو کمال ایمان سمجھ رہے ہیں۔
 وہ اس خیال میں پچھے ہیں تو وہ ہم کو کم سے کم ایک آیت یا ایک حدیث
 یا کسی صحابی یا تابعی کی ایک روایت ایسی دکھا دیں جس سے صراحت
 یا اشارۃً بہہ ثابت ہو کہ ”خدا تعالیٰ کی رحمت سے اسکا غضب غالب ہے۔“
 و لہٰذا وہ اپنے بندوں خصوصاً مسلمانوں کے باہمی بغض اور سرپرستوں یا بھپوٹ
 میں (جو کاسب کسی کا کوئی ایک گناہ ہو) انکے باہمی تراحم و محبت سے (جس کے
 اسباب و مقتضیات صدہا حسنات توحید اسلام۔ نماز روزہ وغیرہ میں) زیادہ
 خوش ہوتا ہے ”یا یہ کہ“ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے پیروں کے نزدیک
 جرثومات (کوئی عمل نیک یا بد) اصول میں۔ اور کلیات (ایمان و عقاید اسلام)
 فروع میں و لہٰذا انکے نزدیک جرثومات (ایک آدھ گناہ) کی رعایت کلیات
 (ایمان اسلام اہمات حسنات) کی رعایت سے مقدم ہے۔ ”یا یہ کہ“ ہر شخص
 سے اس کے کفر یا فسق کے سبب بہر حال بغض و مہاجرت واجب ہے کسی سے
 عفو و مسامحت و مداراۃ جائز نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 و انبیاء و سابقین اور ان کے اتباع و سلف صالحین نے کسی گناہگار کے ساتھ
 عفو و مسامحت و خلق و مداراۃ کا معاملہ نہیں کیا، ”یا یہ کہ“ بعض لوگوں سے
 بعض منکرات کے سبب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ و تابعین نے
 ترک کلامی کی ہے وہ صرف ظاہری طور پر اور بنظر تنبیہ و ہدایت و مسامحت
 وقت نہ تھے بلکہ وہ ترک کلامی دلی بغض و عداوت کے سبب سے اور بطور حدود
 عقوبت تھی۔ آنحضرت اور ان کے پیروں نے ان لوگوں کو ان منکرات کے

سبب اسلام سے خارج کر کے محض بغض و عقوبت کے لائق سمجھا تھا۔ انکی کسی نیکی ایمان و اسلام کو لحاظ نہ کیا کہ ان کو لائق عفو و مسامحت نہ جانا تھا۔

جب تک وہ ان مضامین سے کوئی ایک مضمون کسی آیت یا حدیث یا قول صحابی یا تابعی سے ثابت نہ کریں گے وہ آنحضرت یا صحابہ و تابعین یا ائمہ مجتہدین کے کسی موقع کی ترک کلامی سے اپنے بغض و تہاجر کے جواز پر استدلال نہیں کر سکتے۔

ان آیات سے وہ استدلال کرینگے تو غلط وہ اس کلام کے جوہم ان آیات کے جواب میں کر چکے ہیں ان آیات کی نسبت یہ کہا جائے گا کہ وہ آیات عموماً میں جنکے مخالف و معارض اور عموماً بھی موجود ہیں جو بغض و تہاجر کے مخالف جب ترجم و ملاحظت کے تحت ہیں۔ پھر دو قسم کے عموماً کی تطبیق سے جو تنویع سے ہو سکتی ہے وہی بات ثابت ہوگی جو ہم نے کہی ہے کہ حکم مہاجر و ترک کلام و سلام عام حکم نہیں ہے۔

سا و اگر وہ کسی خاص واقعہ سے (جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ و تابعین سے ترک کلامی پائی جاتی ہے) استدلال کریں گے تو اس کے

چند تنویع کی لغوی معنی قسم کرنا ہو۔ اصولیوں کی اصطلاح میں تنویع یہ ہو کہ دو مامون ہو ایک عام کو بعض افراد مخصوص کریں اور کسی کو بعض اور افراد سے مثلاً جن مخصوص ہیں کفار سے دشمنی کی مخالفت وار ہو جنہیں کفار سے وہ کفار را دین جو مسلمانوں کی تائید میں اور جن مخصوص ہیں کفار کی دشمنی کا جواز نکلتا ہے ان میں کفار سے وہ کافر را دین جو مسلمانوں کی محسن بنی ہو ان اس تنویع سے دو متعارض مامون میں تطبیق کرنا کتب اصول میں بیان ہوا ہے۔ چنانچہ مسلم میں کہا ہے ثم لا یجمع فی العاجلین بالتنویع۔

مقابلہ میں وہ خاص واقعات پیش کئے جانشینکے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ کی مرتجبین منکرات سے ملاطفت اور حسن اخلاقی ثابت ہوتی ہے۔ (چنانچہ کعب بن مالک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کی ترک کلامی کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاطب بن ابی بلتعہ سے باوجود ارتکاب جاسوسی و خبری کے ملاطفت سے پیش آنا اور حضرت عمرؓ کو ان کی مزاحمت و سختی سے روکنا ہم پیش کر چکے ہیں) (دیکھو رسالہ اشاعت السنۃ نمبر ۳ جلد ۹ صفحہ ۹۰) اور حضرت ابن الزبیر سے حضرت عائشہ کی ترک کلامی کے مقابلہ میں حضرت ابن الزبیر کا یہ قول کہ حضرت عائشہ کو مجھ سے ترک کلامی حلال نہیں ہے۔ اور خود حضرت عائشہؓ اس فعل پر افسوس و ندامت ہم پیش کر چکے ہیں (دیکھو اشاعت السنۃ جلد ۹ صفحہ ۸۷) (و علیٰ ہذا القیاس) اس سے بھی وہی بات ثابت ہوگی کہ یہ ترک کلامی عام حکم نہیں ہے بلکہ بعض مواقع اور بعض حالات سے مخصوص ہے۔

الحاصل ان عموماً قوانینہ اور واقعات خاصہ سے (جسکے مقابلہ و معارضہ میں دوسری عموماً اور واقعات ثابت ہیں) ان کا خیال و مقال ہرگز ثابت نہ ہوگا جب تک کہ وہ ان عموماً و واقعات کے ساتھ ان مضامین کو بھی ثابت نہ کرینگے جسکا ثبوت ہم نے طلب کیا ہے۔ اور بلا اثبات مضامین معروضہ بالا انکا اپنے معمولی بعض وہاب کو (جسکی تشریح ہم اشاعت السنۃ نمبر ۱ جلد ۹ میں بصرفہ ۳۴۴ کر چکے ہیں) دین تویم و صراط مستقیم ٹھہرانا اور اس کی تائید و ثبوت میں بن سچو سوچے الفاظ قرآن و حدیث و آثار کو مانتھ مارنا بجز اس کے کسی امر کا ثبوت نہ ہوگا کہ ان کو قرآن و حدیث سے بجز اوراق گردانی اور الفاظ خوانی کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم حسب اللہ و نصیحتہ لخلق ابدان کی خدمت میں پڑے ادب و انحرار سے متمسک ہیں کہ آپ بھی وہ غور و تامل و فہم و فکر سے کچھ کام لیں اور

ان آیات و احادیث و آثار کو جو ان کے متمسکات کے معارضہ میں ہم نے پیش
کئے ہیں اور ان کے نظائر کو جو قرآن و کتب حدیث میں اور بہت کثرت سے موجود
ہیں انصاف سے دیکھیں اور جانبین کے دلائل کا میزان عدل میں موازنہ
کریں اور ان میں تطبیق و توفیق کی صورت نکالیں۔ اس غور و تامل و فہم انصاف
و موازنہ و تطبیق کے بعد امید ہے کہ وہ اپنی معمولی تباعض و تہاجر کو چھوڑ دین کے
اور آپس میں ترک سلام و کلام وہ اسی حد تک اور اسی غرض سے کریں کہ جس
حد تک اور جس غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین و صحابہ
تابعین نے کی تھی (جو ہم اشاعت السنۃ نمبر ۱۴ جلد ۸ میں بصفر ۵۶ و
صفر ۵۷ و نمبر ۳ جلد ۹ بصفر ۵۶ و غیرہ عرض کر چکے ہیں)۔

ہمارے علاقائی بہائی خفگیہ و غیرہ مقلدین اہل سنت بلکہ اہل تشیع وغیرہ
اہل اسلامی ملت بھی ہمارے خطاب کے احاطہ سے خارج نہیں ہیں۔
ان لوگوں کے حق میں جو ہم اپنے عینی بہائیوں اہل حدیث
سے جانتے ہیں وہ ہم نمبر ۱۲ جلد ۱۱ و نمبر ۳ جلد ۹ میں عرض کر چکے ہیں کہ
”وہ کسی اسلامی فرقہ کو (اہل سنت کہلاتے ہوں خواہ اہل بدعت) دین سے
خارج نہ سمجھیں اور ان سے بغض و عداوت اختیار نہ کریں۔ گو ان کے بعض
عقائد و اعمال کو بڑا سمجھیں اور خصوصاً خفگیہ و شافعیہ وغیرہ کو تو وہ اپنی مثل
اہل سنت سمجھیں ان کو بدعتی و مشرک کہنے سے احتراز کریں۔ چنانچہ ان کے
پیشوائے طریقت اور امام مذہب حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ ایضاً الحق
میں وصیت فرماتے ہیں۔“

اس مقام میں علاوہ ہر ان ہم یہ کہنا بھی ضروری اور اپنا
منصبی فرض جانتے ہیں کہ ہمارے اہل حدیث بہائی اپنے علاقائی بھائیوں

حنفیہ کو (جوان کے ہم وطن و ہم جواریں) اسی محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں
اپنے عینی بھائیوں اہل حدیث کو دیکھتے ہیں اور ان کے اکابر مذہب
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اکابر اتباع کو اسی غلطی کی نگاہ
سے دیکھتے ہیں جس نگاہ سے وہ اپنے اہل حدیث امام بخاری و امام مسلم وغیرہ
کو دیکھتے ہیں گو ان میں ان میں بعض فروعات جزئیہ رفع الیدین و ائین الجہود و اذہ
فاتحہ خلف الامام وغیرہ میں فرق ہے۔

ہمارے تین مزاج بہائی جو اصول و فروع مذہب سے بے خبر ہیں اور صرف
سنی شامی باتوں پر ایمان لاکر حنفیہ کی بدگوئی اور ان کے آئمہ مذہب سے بدظنی کے
خوگر ہیں ہماری اس نا صحانہ التماس کو نہ کرنا چاہیے اور حیرت و تعجب
سے کہیں گے کہ صاحب اشاعۃ السنۃ نے یہ کیا غضب ڈالیا ہے کہ اہل حدیث
اور مقلدین حنفیہ کو یکساں کر دیا۔ اور امام ابو حنیفہ کو امام بخاری کا ہمسر بنا دیا۔
گیا آسمان و کجاریسمان، ہم لوگ حدیث پر عامل اور حنفیہ مقلدین حدیث کے تارک
بلکہ منکر۔ اور امام بخاری علم حدیث میں امام اور امام ابو حنیفہ قلیل الحدیث ہاکلام
حتیٰ کہ ان کی نسبت ہماری جماعت میں مشہور ہے کہ ان کو صرف شترہ صحیح حدیثیں
پہنچی ہیں، ولیکن اگر وہ صبر و تحمل سے ہماری پورے مضمون کو پڑھیں گے تو
اپنے اس تعجب پر افسوس کریں گے۔ اور اپنے ان خیالات کو جو حنفیہ اور ان کے امام
مذہب کی نسبت وہ رکھتے ہیں افترا و ہتانات سمجھیں گے اور ہماری وصیت کو افراط
و تفریط سے بری اور عین انصاف پر مبنی خیال کریں گے۔

نصیحہ و ان محبت الہیہ و اہل علیہ ہمارا مقصود یہ نہیں ہے کہ مقلدین حنفیہ
اور اہل حدیث اپنے فروعی مذہب اور حدیث صحیح پر عمل کرنے میں مساوی ہیں۔ بلکہ
اس سے ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ اہل حدیث اور مقلدین حنفیہ اصول عقائد میں

متفق ہیں کہ بعض فروعات میں مختلف ہیں۔ ان فروعات اختلافیہ میں بھی ان سب کا اصل اصول ایک ہے۔ مقلدین حنفیہ بھی اپنے فروعات میں ویسا ہی اتباع قرآن و حدیث کو پیش نظر رکھتے ہیں جیسا کہ عالمین بالحدیث، گو ان میں ان میں یہ فرق ہو کہ وہ بواسطہ مجتہدین قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں یہ بلا واسطہ +

(۴) جن احادیث پر مقلدین عمل و استدلال کرتے ہیں وہ غالباً انہی لوگوں کے نزدیک صحیح یا لائق عمل ہیں۔ اور احادیث معمول بہا الحدیث غالباً فریقین کے نزدیک صحیح و لائق عمل ہیں

(۵) قرآن و حدیث سے کسی مسئلہ کی دلیل نہ ملنے کے وقت وہ محض تقلید ائمہ پر اکتفا کرتے ہیں یہ اس وقت بھی کسی کی تقلید نہیں کرتے اپنی رائے سے بات کہتے ہیں وغیرہ پر عمل کرتے ہیں۔ ایسا ہی اور وجوہ فرق ہیں جن سے کوئی منصف مزاج یہ نہیں کمال سمجھتا کہ حنفیہ قرآن و حدیث سے متمسک نہیں ہیں اور ان کا اصل اصول الحدیث کو اصل اصول کے مخالف ہے۔

حنفیہ میں بعض لوگ ایسے ضعیفی اور ہٹ دھرم ہیں جن پر بعض احادیث کی صحت ثابت ہو جاتی ہے اور اس میں دعویٰ نسخ یا تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ مہذا وہ حدیث پر عمل کرنے کو ہڑاجاتے۔ اور حدیث کے مقابلہ میں تقلید کو واجب سمجھتے ہیں ایسے حنفیہ ہماری بحث و خطاب سے خارج ہیں بلکہ خود منصف حنفیہ ان کو خارج از بحث سمجھتے ہیں چنانچہ ہمارے زمانہ کے منصف مزاج حنفی مولوی محمد عبدالحی صاحب لکھنوی (جنکو ہم اسی محبت و عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس کو اپنے گروہ اہل حدیث کے اعیان و اکابر کو دیکھتے ہیں اور اپنے گروہ کو ان لوگوں پر جو ان کو ناظم الفاظ اہل بدعت وغیرہ سے یا کرتے ہیں سخت نفرت

و يعلم ايضا ان الحنفى لو ترك فى مسألة
مذهب امامه لقوة دليل خلافه
لا يخرج به عن ريقه التقليد بل هو عین
التقليد فى صورة ترك التقليد لا ترى
الى انحصام بن يوسف ترك مذهب
ابى حنيفة فى عدم الرفق ومع ذلك
هو معدود فى الحنفية ویدیه ما حکاه
اصحاب الفتاوى المتعمدة من اصحابنا
من تقليد ابى يوسف يوما الشافعى
فى طهارة القلتین والى الله المشتكى
من جهلة زماننا حيث يطعون على من
ترك تقليد امامه فى مسألة واحدة
لقوة دليلها ويخرجونه عن مقلديه
ولا عجب عنهم فانهم من العوام انما
العجب ممن تشبه به بالعلماء و
يمشی مشیهم کا الانعام -
(فوائد ہمیدہ)

کہتے ہیں اپنے رسالہ فوائد ہمیدہ فی تراجم الحنفیہ کے صفحہ ۲۹ میں امام عصام بن
یوسف شاکر و امام ابو یوسف کے نام میں رفع الیدین کرنے کی روایت نقل
کرتے کرتے ہیں کہ اس روایت سے
معلوم ہوتا ہے کہ اگر حنفی کسی مسئلہ میں
اپنے امام کا مذہب بلحاظ قوت دلیل
مذہب مخالف چھوڑ دے تو وہ اسکی
تقلید سے خارج نہیں ہوتا بلکہ اس
ترک مذہب میں (مبین دلیل قوی پر
عمل کیا جائے) عین تقلید مذہب اپنی
جاتی ہے (کیونکہ دلیل قوی پر عمل کرنا
عین ارشاد امام ہے) دیکھو امام
عصام بن یوسف مسئلہ رفع یدین میں
امام ابو حنیفہ کا مذہب چھوڑ دیا۔ اور
باوجود اس کے وہ حنفیوں میں شمار
ہوتے ہیں۔ اسی کا موید یہی جوہار ہے
معتبر اہل فتاویٰ نے نقل کیا ہے کہ
امام ابو یوسف نے ایک دن مسئلہ طہارت
قلتین میں امام شافعی کے قول پر عمل
کر لیا تھا۔ پس ہمارا کلمہ (یا فریاد) اپنی
زمانہ کراہیوں کی طرف سے خدا کی جناب میں ہے۔ کیونکہ وہ اس شخص کو جو بلحاظ
قوت دلیل کسی مسئلہ میں اپنے امام کی تقلید ترک کرے طعن کرتے ہیں اور اسکو اسکے

مقلدون سے نکال دیتے ہیں۔ ان کے اس فعل پر کیا تعجب ہے وہ تو عامی ہی ہیں تعجب تو ان لوگوں سے آتا ہے جو علماء بن بیٹھے ہیں اور جائوزوں کی طرح اون جاہلون کی چال چلتے ہیں۔

ولیکن یہ یاد رہے کہ ایسے ضدی حنفی اس ملک میں بہت کم ہیں ان کو سب کل حنفیہ بذنام نہیں ہو سکتے۔

ایسا ہی نصیحت مساواتہ تعظیم ائمہ سے ہمارا مقصود یہ ہیں کہ وہ سب ایرجہ کمالات و صفات میں مساوی ہیں۔ ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ وہ سب واجب التعظیم ہونے میں مساوی ہیں۔ گو بعض کمالات سے بعض ائمہ کو مزید خصوصیت ہے جیسے کثرت حدیث سے امام بخاری وغیرہ ائمہ حدیث کو خصوصیت ہے اور مزید قوت استنباط و اجتہاد سے امام ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ فقہاء کو و علی ہذا المقیاس ہے اور اس تفاوت صفات و خصوصیات سے کیسی تعظیم کے وجوب میں فرق نہیں آتا۔ اس تفصیل مقصود سے ہماری نصیحت کا انصاف پر مبنی ہونا ثابت ہوا۔ اور اس کے ضمن میں یہ بھی بیان ہوا کہ عموماً حنفیہ کو تارک یا منکر حدیث کہنا محض افتراء ہے۔ اور اس کا تفصیلی ثبوت جلد اول ضمیمہ ۱۰۱۰ میں موجود ہے جس کا خلاصہ رسالہ نمبر (۵) جلد (۹) میں منقول ہے۔

رہا ہمارے پہاٹیوں کا یہ کہنا کہ امام ابو حنیفہ قلیل احادیث ہیں اور ان کو صرف تترہیح حدیث میں پہنچی ہیں۔ اس کا پہلا حصہ تو منصفین حنفیہ کے نزدیک بھی مسلم ہے وہ صاف تصریح کر چکے ہیں کہ سچے ائمہ مجتہدین امام شافعی امام احمد بن حنبل اور ائمہ محدثین کی نسبت امام ابو حنیفہ کو احادیث کم پہنچی ہیں۔ امام سعید بن مسریٰ کتاب میزان صنفیہ، وغیرہ میں کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو وقت حدیث میں جمع نہ ہوئی تھیں اسلئے حدیث ان کو کم ملی۔ دوسرے اماموں کے وقت

حدیثین جمع ہو گئیں تو ان کو زیادہ مدبر آئین جسکو ہمارے زمانہ کے مصنف شفی
مولوی عسکری صاحب لکھنوی نے اپنی کتاب النافع الکبیر کے صفحہ (۱۸)
میں نقل و تسلیم کیا ہے اور یہ سب عبارتیں ہمارے ضمیمہ اخبار سفیر مطبوعہ ۱۳۲۵
میں منقول ہیں۔

مگر اس کا دوسرا حصہ محض افتراء ہے جسکا منشا ان لوگوں کی
بے علمی و ناہمی ہے۔ اس امر کا کوئی اہل عقل قائل نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ امام
ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں صحیح پہنچی تھیں۔

ان لوگوں کے اس افتراء کا منشا یہ ہے کہ ابن خلدون حضری نے
اپنی تاریخ العبرین کہا ہے (جسکو نواب صاحب بہاول نے اپنے رسالہ حطہ میں
بصفحوں ۳۴۴ نقل کیا ہے) کہ امام ابو حنیفہ کی روایت حدیث سترہ تک پہنچی ہے۔

جسکے صحیح معنی یہ ہیں کہ جو حدیثیں امام
ابو حنیفہ نے لوگوں کو سنائیں اور روایت
کی ہیں انکی تعداد سترہ ہے (اس ہمارے

فابو حنیفہ ثم یقال بلغت ردایۃ
الی سبعة عشر حدیثا و نحوہ -
(تاریخ ابن خلدون حطہ

بے علم بھائیوں نے یہ سمجھ لیا کہ جو حدیثیں امام ابو حنیفہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پہنچی ہیں ان کی تعداد سترہ ہے اور ان بھائیوں نے یہ سوچا کہ ایک شخص کا
لوگوں کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو روایت کرنا اور امر
ہے اور اس کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حدیث کا پہنچنا
دوسرا امر ہے۔ انہوں نے امر اول کو امر دوم سمجھ لیا اور لوگوں کو یہ سنایا اور بھجایا
کہ ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی تھیں۔ ان کے اس افتراء کا جواب خود
ابن خلدون کی اسی کلام میں موجود ہے جسکا ایک ٹکڑا یہ حضرات لے بھاگو ہیں
کلام سابق کے متصل ہی ابن خلدون نے کہا ہے (چنانچہ حطہ میں بھی

وقد تقول بعض المغضين المتعسفين
الى ان منهم من كان قليل البضاعة في
الحديث فلهذا قلت رواية ولا
سبيل الى هذا المعتقد في كتاب الايضة
لان الشريعة اغا توخذ من الكتاب
والسنة ومن كان قليل البضاعة
من الحديث فيعين عليه طلب رواية
والحمد والتشهير في ذلك لياخذ الدين
عن اصول صحيحة ويتلقى الاحكام عن
صاحبها المبلغ لها وانما قلل منهم من
قل الرواية لاجل للطاعن التي تعترضه
فيها والعلل التي تعترض في طرقها سيما
والجرح مستعم عند الاكثر فيه الاحتياط
الى ترك الاخذ بما يعرض مثل ذلك
فيه من الاحاديث وطرق الاسانيد
ويكثر ذلك فتقل مروايته لضعف
في الطرق -

(تاريخ ابن خلدون وحظه)

روایت میں کمی ہوئی +

بصفحة ۴۴ منقول ہے کہ بعض دشمنوں اور ظالموں نے یہ کہو اس کی ہے کہ آئیم
مجتہدین سے جس نے روایت
حدیث کم ہے اس کی بضاعت علم
حدیث میں کم تھی (یعنی اس کو
حدیث کم پہنچی تھی) اسی لئے اس نے
روایت بھی کم کی۔ اور حقیقت
اکابر آئیم کی جناب میں ایسے (بد)
اعتقاد کو کوئی راہ نہیں ہے۔ کیونکہ
شرعیّت کو کتاب و سنت سے لیا جاتی
ہے پھر جس امام شریعت کی علم حدیث
میں پونجی کم تھی اس پر واجب تھا کہ اسکی
طلب و تحصیل میں کوشش کرتا تاکہ
سیح اصول سے دین کو اخذ کرتا۔ ان
آئیم سے جس نے روایت حدیث کم
لی ہے اس نے امور دین کے سبب
جو صحت حدیث پر عارض ہوئے روایت
حدیث کم کی ہے اس کا اجتہاد احادیث
محل اعتراض کے ترک روایت پر
باعث ہوا ہے اسی وجہ سے انکی نقل

راقم کہتا ہے ابن خلدون نے جو اس قلت روایت کی علت بیان کی ہے۔ اس سے بہکو

اتفاق نہیں ہے (چنانچہ ضمیمہ سفیر ہند نمبر ۱۱ مطبوعہ ۱۲ مارچ ۱۸۶۸ء میں ہم اس امر کا اظہار کر چکے ہیں) ہمارا اتفاق ابن خلدون کی ایبات سے ہے کہ امام ابو حنیفہ کے تشریح احادیث روایت کرنے سے ہم سمجھ لیتا کہ ان کے معلومات بھی اس قدر قلیل تھے حتیٰ انصاف نہیں ہے۔

ابا اسید ہمارے ناواقف بہائی المحدث امام ابو حنیفہ کی نسبت یہ بات کہ ان کو صرف تشریح حدیثیں تھیں یہی نہیں کہہ سکتے۔ اور اس غلط بیانی سے باز آئیں گے۔

ایسا ہی ہم ان پر علاقائی بہائیوں حنفیہ سے اپنی معینی بہائیوں المحدث کے عقین یہ چاہتے ہیں کہ وہ ان کو فروعی اختلاف کے سبب دین سے خارج نہ سمجھیں اور بنظر اصول و عقائد ان کو اسی محبت کی نگاہ سے دیکھیں جس سے وہ اپنی بہائیوں حنفیہ یا اوعلاقائی بہائیوں شافعیہ وغیرہ مخالفین فی الفروع کو دیکھتے ہیں اور ان پر کتب اصول و فروع کثیر مراجعت فرما کر یہ خیال کریں۔ کہ ان کا کاربرد نے اہل قبلہ کی جو اصول و فروع دونوں میں ان کے مخالف ہیں (جیسے شیعہ خواجہ وغیرہ) تحفہ نہیں کی۔ اور صاف تصحیح کر دی ہے۔ کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے المحدث تو صرف بعض فروع میں ان کے مخالف ہیں جس کے خلاف ہمیں شک و خفاہات کی نسبت ان کے متشدد علماء نے بھی یہ کہہ دیا ہے کہ وہ ایسے خطا ہیں جن میں صواب کا

لا تکف احدنا من اهل القبلة۔

(شرح عقائد وغیرہ)

اذا استحل عزمہنا و مینا و مینا

قلنا مینا مینا صوابی یجمل الخطا مینا مینا

خصوصا مینا یجمل الصواب۔

(اشتباه وغیرہ)

کی مثل ہر چیز ایک جواب ملنی کی امید ہے۔

شاید ہمارے علاقائی بہائی حنفیہ پر عذر پیش کریں کہ جس حالت میں آج کل کے المحدث

ہو بدعتی و مشرک و بیدین سمجھتے ہیں تو ہم ان کو کیوں بیدین نہ کہیں۔ اس قدر کے جواب میں اولاً تو ہم یہ کہتے ہیں کہ بدگویی کے بدلہ بدگویی مردانگی نہیں قنوت و مروت یہ ہے کہ بدگویی کا جواب نکوئی سے دین ۛ

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مروی حسن الی من اسار
بنائے علیہ ہمارے علاقائی بہائی خفیہ کو جو اپنے اصول و فروع کی پابندی میں مناسب ہو کہ اگر کوئی نادان گروہ المحدث سے انکو برا بھی کہے تو اس کے بدلے وہ انکو برا نہ کہیں اور اس میں اپنے اسلاف کی پیروی کریں جو خواجہ جیسے مشہور و مکفرین خلائق اور فاضل جیسے مکفرین طبقہ اعلیٰ اہل اسلام کو کافر نہیں کہتے ۛ

اس الٹاس کو ہمارے علاقائی بہائی خفیہ معرض قبول میں جگہ دین تو ان کے اس جذبہ کے جواب میں ثانیاً ہم یہ گندارش کرتے ہیں کہ اگر ہمارے بہائی بدگویی کے بدلے برا کہنا چاہتے اور قصاص لینا ہی پسند کرتے ہیں تو خاص کر ان اشخاص گروہ المحدث کو جو انکو برا کہتے ہیں یا ان کے آئینہ فریب کی توہین کرتے ہیں جو کہنا چاہتے ہیں کہ ہیں۔ چندا لائق افراد کے سب گل گروہ پر بدگویی کا گمان نہ کریں۔ اور نہ گل گروہ کو برا کہیں ۛ
اس گروہ کے اکابر و خواص مذہب حنفی کے مقلدین اور انکی آئینہ کو برا نہ کہیں کہتے بلکہ ان کے بدگوئی اور طعنوں کو برا سمجھتے ہیں ۛ

شیخنا و شیخ انکل مولانا سید محمد زبیر حسین صاحب محدث دیوبند نے (فتح المسلمین بطول حیات) اپنے فتوؤں میں جو مقلدین کے رسائل میں درج ہو کر چپ چکو ہیں صاف فرمایا ہے کہ جو شخص پروان مذہب خاص کو مطلقاً گمراہ کہے وہ خود گمراہ ہے۔ اور آپ باتجربہ و توافق رائے اپنی شیخ مولانا محمد اسحاق مرحوم یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ جو شخص آئینہ مجتہدین کو برا کہے وہ چھوٹا رافضی ہے۔

نواب صاحب بہاول نے اسباب میں ایک سو چار صفحہ کا ایک مستقل رسالہ

تالیف کیا ہے جسکا نام "حلب المنفعة فی الذب عن الایمہ المجتہدین الاربوعہ" ہے اور اسکا خلاصہ مطالب اشاعت السنۃ نمبر ۶ جلد ۶ میں منقول ہو چکا ہے۔ اس میں اپنے طاعنین ائمہ مجتہدین کو جاہل شوریدہ کہا ہے۔ اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہم نص کے مقابلہ میں تقلید کو شرک جانتے ہیں مگر کسی مقلد پر کفر و شرک کا فتویٰ نہیں لگاتے۔ جسکا سروہی ہے جو ہم اشاعت السنۃ نمبر (۲۳) جلد (۹) کے صفحہ (۸۴) و نمبر ۱۱ جلد ۱۱ میں بیان کر چکے ہیں

اشاعت السنۃ سالہا سال سے پکار رہا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ وغیرہ ائمہ مجتہدین کی بدگویی بیدینی ہے اور مقلدین مذہبی حنفی وغیرہ کو کافر یا شرک یا عتی کہنا جائز نہیں ہے (۱) یہ غیر یقینہ بنیاد پر ہے اور اشاعت السنۃ نمبر ۶ جلد ۶ میں ان تصریحات کے ساتھ ہمارے علاقائی بھائی حنفیوں کو کب مناسب ہو کہ چند جہلاء کی بدگویی کے سبب کل مالکفہ پر بدگویی کا گمان کریں۔ اور سب کو برا کہیں آئندہ ان کو اختیار ہے۔ و ما علینا الا البلاغ

(۱) انیسویں جلد (۹)

"مشاورت کا مشورہ" اس مضمون ہم جگہ ہونے کو سب نہیں لکھ سکے۔ وہ چھپ چکا ہے بالفعل ہم ایک رسالہ کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں جس میں مشاورت کے متعلق ایک مختصر مضمون صریح ہے اور علاوہ برائے اس میں رسوم مروجہ شادی وغیرہ پر دلچسپ بحث ہے۔ وہ رسالہ غنچہ مرادی جسکے مولف ہمارے دلی دوست مولوی ابوالحسن ابراہیم صاحب ساکن آردہ ضلع شاہ آباد ہیں اور یقیناً ۴۷۶ پر بشمول محصول ڈاک مولف سے مل سکتا ہے

تخصیص سالہ علم الہی عقلی

(جسکا سلسلہ ممبر جلد ۹ شروع ہو)

بقیہ فصل اول باب اول

۸۔ اگر کوئی کہے کہ تم نہیں جانتے کہ گھڑی کیا چیز ہے یعنی اس میں بھید ہے مین تو بس نہیں کیا معلوم ہے کہ اس کا کوئی بنانیوالا ہے یا نہیں ایسے جواب یہ بنتی ہے کہ اس کا کوئی بنانیوالا نہ ہوگا کیونکہ گھڑی کی اتنی کاریگری معلوم ہے جس سے صاف بانی ثابت ہے۔ جانتا چاہئے کہ تا تک مت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں جب کوئی خلقت کے دیکھنے سے ثابت کرتا ہے کہ خدا ہے تو تا تک مت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔

فصل دوسری

بیان مذکور چلا جاتا ہے

۱۔ فرض کرو کہ اس گھڑی کے دیکھنے سے ہم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس سے اور گھڑیاں پیدا ہوتی ہیں تو دیکھنے والا ضرور تعجب کرتا کہ یہ کیسی عجبت سے کہ ایک گھڑی سے اور گھڑیاں بنتی چلی جاتی ہیں ایسے عجیب سے وہ اور بھی یقین کرتا کہ ضرور کوئی اس کا بانی ہے۔

۲۔ وہ یہ بھی سمجھا کہ اگرچہ ایک طور سے وہ پہلی گھڑی دوسری گھڑی کی بانی ہے تاہم اصلی بانی وہی ہے جس نے پہلی کو بنایا اور جتنی گھڑی اس سے نکلیں سبھوں کا بانی وہ ہے۔

۳۔ اگر وہ سوچے لگو کہ جیسا یہ گھڑی پہلی سے نکلی ہے وہ پہلی اور کسی سے نکلی اور یوں سلسلہ ہمیشہ جاری ہے اس سے ہرگز ثابت نہ ہوگا کہ کوئی بانی نہیں ہے یہ نتیجہ قائم ہوگا کہ کوئی بانی ضرور ہے اگر کروڑوں گھڑیوں تک یہ سلسلہ کوئی پہنچا دے یہ سوال ہوگا کہ ان کا بانی کون ہے؟ عقل یہ چاہتی ہے کہ یہ معلوم ہو کہ یہ حکمت جو گھڑی میں پائی

جاتی ہے کس سے نکلی کیونکہ حکمت بغیر حکیم اور کاریگری بغیر کاریگر اور ترتیب بغیر ترتیب کرنے والے کے نہیں ہو سکتی ہے سو یہ کہنا ایک گھڑی سے دوسری گھڑی کو بنایا کافی جواب نہیں ہے۔

۴۔ شاید کوئی کہے کہ یہ تو ایک دور ہے کہ اس سے پیشتر کروڑوں گھنٹوں میں نبی علی آلہ میں تو بھی عقل کو کچھ تسلی نہیں کیونکہ عقل چاہتی ہے کہ یہ حکمت کہاں ہے؟ آئی اس سلسلہ کو چاہو جتنی دور چاہو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ گھڑی بغیر ہائی کے ہے اور یہاں پر فقط یہ سوال نہیں کہ یہ گھڑی کہاں سے آئی بلکہ یہ سوال ہے کہ اسکی حکمت کہاں سے آئی حکمت ایسی چیز ہے کہ جو عقل سے علاوہ رکھتی ہے اور اگر کوئی مان بھی لیوے کہ یہ گھڑی دوسری گھڑی سے نکلی اور اسی طرح کروڑوں نخلین تو کیا ہو ابھی معاملہ ہے کہ حکمت تو ہے لیکن حکیم نہیں کاریگری ہے لیکن کاریگر نہیں ترتیب ہے لیکن کوئی ترتیب کرنا والا نہیں سونا تنگ مت والوں کے دعویٰ سے بھی نتیجہ نکلتا ہے جو کہ بالکل عقل کے خلاف ہے۔

دوسرا باب

الانادیل مذکورہ کو خلقت کے بیان میں

دلیل یہ ہے کہ حکمت سے حکیم اور کاریگری سے کاریگر اور ترتیب سے ترتیب کرنا والا ثابت ہوتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ جیسی گھڑی میں حکمت اور کاریگری ظاہر ہوتی ہے ایسی ہی خلقت میں ظاہر ہوتی ہے بلکہ اس سے زیادہ معلوم ہوتی ہے اب ہم اکیسے تلی چیز کی طرف کہ وہ اُنچھ ہے غور کریں گے اور اسکو انسان کے ایک اوزار کے مقابلہ میں کہ دور میں ہے رکھیں گے۔

اب دیکھو کہ جو مطالب اور حکمت دور میں ہیں وہی آگے میں بھی ہے۔

ہم عصر کو دو ستانہ نصیحت

ہمارے بعض حجاب بخوبی جانتے ہیں کہ باہم جنگ جدالی کو ہم ایک مدت سے ترک کر کر رہے ہیں۔ اصلاً
کی طرف توجہ دینا ایسی حالتیں ان لوگوں کو جو ہماری طرح اصلاح یا ریفارمیشن کو منصب پر نہیں
کتابت ہے کہ وہ ہم سے چشم چار رکھیں۔ اور وہ بھی ایسی امور میں نہیں چہرہ چار کرے کہ کنگڈ کیا
برگردن ہو کر کوئی اثر نہ کرے۔

ایک ہم عصر مرث سے ان امور کو ثابت کر نیکی درپے ہیں کہ مولف اشاعت السنۃ امام
ابو حنیفہ کا توہین کنندہ ہے اور اس کو نوح بن الفغانی کو نوح ابن مریم قرار دیا ہے۔ اور امام بخاری سے
وہ چونکہ ایک بکری کا دودھ پینے سے رضاعت کا فتویٰ دیتا تھا جس کو سب ان کا بخاری سے اخراج ہوا۔
ہر چند ہم ان کو بلا مخاطبہ تجاہد و دفعہ (نمبر ۸ جلد ۸ و نمبر ۹ جلد ۹) میں سمجھا چکے ہیں کہ ہم امام ابو حنیفہ
کی توہین کو بیدینی جانتے ہیں اور اس امام الاثنان کو بدل متقدمین۔ اور ہم نوح بن الفغانی کو
نوح بن ابی مریم قرار نہیں دیا۔ نوح بن الفغانی کی نسبت جو کچھ کہا ہے تعلیقاً و شرطیہ طور پر کہا ہے۔
اور امام بخاری نے بکری کا دودھ سے رضاعت ثابت ہونے کا فتویٰ نہیں دیا۔ بخاری سے اس کو اخراج کا سبب
ہی جو ثقات اہل سیر فی بیان کیا ہے۔ "ولیکن وہ صاحب نہیں تھا اور اپنی سی بدگمانی و غلط بیانی پر
اصرار کرتے ہیں۔"

و معہذا وہ اپنی بدگمانی و غلط بیانی کا اثبات ایسے بیان لائل سے کرتے ہیں جن میں نظر
کرنا چاہیے کہ ان کا جواب دینا محض لاطایل نظر آتا ہے۔ بلکہ تخیل میں ہم ان کا ایک بیان پیش کرتے ہیں
ہمیشہ ان کو الزام دویم (کفر و کفر و اشاعت السنۃ) نوح بن الفغانی کو نوح بن ابی مریم قرار دیا ہے" (کو جواب
میں نمبر ۸ جلد ۸ میں کہا تھا کہ ہم نوح بن الفغانی کو ابن ابی مریم قرار نہیں دیا بلکہ تعلیقاً و شرطیہ طور پر
کہا ہے کہ اگر یہ نوح وہ نوح ہے تو یہ شخص لائق اعتبار نہیں ہے اور شرطیہ میں امکان مقدم ضروری نہیں ہے
تعلیقاً بالاحال بھی جائز ہے۔ اس کو جواب میں آپ نے فرمایا تھا کہ
جہاں تعلق بالاحال نہ ہو ان مقدم کا وجود ضروری ہے" اس کو جواب میں ہم نے نمبر ۸ جلد ۸ میں

کھا تھا کہ اگر ہمارے قضیہ ان کان لوح بن الفرغانی ابن ابی یحییٰ علی الاعتمادیہ میں تعلق بالمال
نہیں اور تعلیق بالکین ہو اور ابن الفرغانی کا ابن ابی یحییٰ ہونا ممکن ہو مسلم ہے تو پھر اصل اعتراض کہاں
باقی رہا ہے اور اسکو ساتھ ہی بھی عرض کیا تھا کہ افسوس یہ فہم و علم اور یہ ہوس کتنی جینی اشاعت السنۃ
جس میں اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ آپ ہماری ہلکا پنیر موزہ کی نخلی ہوئی بات کو نہیں سمجھتے تو ہر ایک پر ہوس
کتنی جینی بن گیا ہے۔ اسکو جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ قضیہ ان کان لوح بن الفرغانی الخ میں حکم فرضی
تقدیری ہے نہ واقعی نفس الامری اور واقعی طور پر یہ قضیہ کا وہ ہے اور اسکی تائید میں اس عبارت مسلم کو
پیش کیا ہے کہ قال العلمۃ الدوالی کذب لثانی فی جمیع الاوقات لا اقیقۃ لایلزم منه کذبہ فی الاوقات
التقدیریۃ فالما اقیقۃ فی جمیع اوقات قدر (ای فرض) فیہا حمانۃ زیر ثابتہ کہ وہ نکات جہاں اوقات
الواقعیۃ مسلوۃ تہ عنہ جس سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرت نہ حکم کے معنی جانتے ہیں اور قضیہ طریقہ کے
کذب صدق کے معنی کو اقبہ ہیں اور نہ اس عبارت مسلم کو (اسکو انکو مدعا سہل کر برابر تعلق نہیں ہے)
منہ سمجھتے ہیں۔

لہذا ہم اب ان کو درپہرہ وہ بھی مخاطب نہیں بناتے اور انکی کسی بات کا جواب
نہیں دیتے جو تکالیف فہم ہے کہ وہ اپنی ہوس کی نخلی بات بھی نہیں سمجھتے اور بحث ایسے امور میں کہتے ہیں جس کوئی
شروع و نتیجہ مرتب نہ ہوا ہے خطاب کرنا اپنی اوقات کی غرض سے کرنا ہے آئندہ وہ ہم کو خطاب کیے بغیر بھی
تو ناچار ہم ان سے پرچہ کا مبادیہ شد کر دینگے۔ مان انکو اپنی غلط فہمی کا یقین نہ ہو تو ہم انکو کسی منصف
مسلم طرفین سے اس امر کا یقین دلانے کے ہیں۔ یہ امر منظور ہو تو ہم کسی منصف مسلم طرفین کا نام اور صورت
سوال پر منصف سے ظاہر کر دیں کہ رسالہ کریں +

ایک شخص جو ان اور میں جو محض اپنی غلط فہمی سے ہم پر ایک الزام جا کر معترض ہو رہا ہے
باوجودیکہ وہ ہمارے انکار و سبوتاژ پر حکو تحریری عہد ہو چکی ہے کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز جعل کو راہ نہ دینگا۔
آپ ضرور اپنا پرچہ میری پاس روانہ کیا کریں۔

ہم نے ایک شخص کی نسبت جو کہم دلسر و دست رکھتے ہیں اور وہ ہلکا لکھا تھا کہ انکو اپنی تصانیف
میں

کتنی کا التزام نہیں جسکو خیرین ناگس بھی سمجھتا ہے کہ ان میں تحقیق و عدم تحقیق دونوں کا دخل ہے اس لئے جو ان نے ہمارے اس فقرہ کا مطلب قرار دیا کہ اس شخص کی تصانیف
تحقیق و خیال ہیں اور پھر ہر اعتراض قائل کیا کہ یہ سب متنازعہ ہیں اور ان میں جو ان کا خیال و خیال کو مخاطب ہے وہ اس شخص کی کسی بھی چیز سے متنازعہ نہیں ہے بلکہ اس کا
مطلب یہ نہیں ہے کہ اس شخص کی تصانیف میں جو ان کا خیال و خیال کو مخاطب ہے وہ اس شخص کی کسی بھی چیز سے متنازعہ نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس شخص کی تصانیف
میں جو ان کا خیال و خیال کو مخاطب ہے وہ اس شخص کی کسی بھی چیز سے متنازعہ نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس شخص کی تصانیف میں جو ان کا خیال و خیال کو مخاطب ہے وہ اس شخص کی کسی بھی چیز سے متنازعہ نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس شخص کی تصانیف

اشاعت السنۃ النبویہ

صلی اللہ علیہ وسلم

نمبر ہفتم و ہشتم و نهم
جلد ہفتم

اطلاع

رسالہ اقتصاد فی سبیل الجہاد جسکی طرف بارہا سے ناظرین کی نگاہیں لگات ہی تھیں، مضمون دینی کا غدیہ پر محکمہ تیار ہے جسکی عام قیمت ۱۰ روپے اور خاص قیمت ۱۵ روپے ہے۔ اسکا مقصد مسلمانان اہل اسیات و ایشیا کی خدمت میں ہمارا اشاعت السنۃ کو اس کا ایک حصہ اشاعت السنۃ نمبر دو کے ساتھ وصول ہوا باقی بھی قریب نمبر اس کے ساتھ وصول ہوگا۔ اس رسالہ کا انگریزی ترجمہ بھی دولت مکہ پشکا ہے اس کے حصے میں صرف دلوں کی دیریں خریدنا اشاعت السنۃ اسکی قیمت و اجبی جلد ارسال کرنا اقتصاد اور دو کو جلد فروخت کرنا تو انگریزی ترجمہ کی جلد اشاعت ہو

التماس

مضمون نمبر دو کو جو موجود ہے ناظرین اپنے کرنا تو اسکا ساتھ یہ بھی یقین کر لیں کہ اس قسم کے مضامین عام مالت قوم کا صرف اردو میں شائع ہونا جلد اور کافی

فائدہ نہیں دیتا اور گزشتہ اور عمدہ داران کوشت کی طرح اصل مضامین پورے اور جلد ہی گزشتہ جو انگریزی میں ہوں۔ لیکن انگریز نہیں اس مضامین کی اشاعت دلوں میں موقوف ہو اور اشاعت السنۃ کوشت میں جلد دلوں میں خریداران معافین کو اپنی انگریزی میں ہر ڈالنے سے بخوبی نظر آسکتے ہیں۔ خریداران اشاعت السنۃ کا یہ حال ہے کہ بزرگ خلوت تقاضا کے جوابت کہ نہیں تو خرید جائے دلوں۔

پس کیا تو خریداران اشاعت السنۃ اس سرورہی اور ناہمدردی کو دور کریں اور جسکو ذمہ جو کوئی ہو وہ ارسال کریں۔ اس میں ہم انگریزی کا کام چلاؤنگو ایسا نہ ہو (اور امید بھی نہیں کہ ہو) تو اس سبب کہ بعض شخصو ان قوم اشاعت مضامین انگریزی کیلئے خاص چندہ جمع کر کے ایک فنڈ مقرر کریں جس سے انگریز کا کام ہو اور اسکو نفع و نقصان کے ہی لوگ مالک متقی رہیں جو چندہ دیں۔ اشاعت السنۃ کو اس سے کوئی خاص مصلحت نہیں جو لوگ اس سے بڑے بڑے مالک متقی

یعنی تمہاری یہ ایک نثر مضمون
اور نثری طرز کی کتاب ہے مضمون

فصل فی اثبات عقل ہے اور وجہ
انسان کی اصلاح جو اسمیٰ خیرات
اور مصلحت کے نام پر خطوط عربی
میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

برین عالمی اور جدید تصنیف کی
کیونکہ اردو کی پوری فصاحت
بلاغت و بشیرت عالم معانی
آنحضرت اور صحابہ کی عبارت
میں صریح و پرمع صاحب
مستوفی انشا کہنا یا عربی شکل
مشق کیا چاہیں انکو مانگو کہ

اس کتاب کو ضرور خرید لو اور پھر
دور رس کی اشاعت سے مراد نہ کہ
زندہ کر کے شرف و مدین حاصل
کر لینا اس کتاب میں ایک نئی
بینظیر غریبی پر مختصر تاریخ
حالات انحضرتؐ اور صحابہ پر
مشتمل ہے قیمت سی جلہ
مجموعہ کتابیں
المشتق

عبدالمجید

موجود رہا۔ اور انکی وہ طویل اور سادہ دیون کو صرف مذہبی سائل کی تعلیم و ترویج کا خیال یا خیال
 کسی کو پیدا نہیں ہوا کہ مذہب بلا استقامت اسباب حسن معاشرت چل نہیں سکتا۔ اور سلطنت وقت
 کے حضور میں انہما عقیدت اور ارکان سلطنت کے ارتباط و موانعت اسباب دنیاوی کی اعلیٰ سبب ہے۔
 اسی بنیادی میں وہ اپنی مسجد و مین مسجد بخاری کا درس کو دے رہے یا کسی حجرہ میں خلوت گزین ہو کر
 یا حتیٰ یا قیوم پڑھتے رہے اور کسی ہر مجملہ اعیان ملک یا ارکان سلطنت ارتباط و اتحاد کا تعلق پیدا نہیں
 اور نہ کسی کے آگے اپنی عقیدت اطاعت سلطنت کا اظہار کیا تو ان کے حریفوں نے جو مذہبی
 کے اسلامی بہانی تھے کہ مسلمانوں کی بدگوئی و مخبری کو وہ اپنی معاش کا ذریعہ سمجھتے تھے یا نہ دعویٰ
 مخالفت مذہبی کو سب سے اس گروہ کی بدگوئی کو اپنا دین خیال کرتے تھے (بعض اعیان ملک
 ارکان سلطنت کو یہ سمجھا یا کہ یہ لوگ اپنے درسون اور مجلسوں میں گورنٹ کے مخالف اور
 بیان کرتے ہیں۔ اور اپنی دولتیں گورنٹ کا انقض رکھتے ہیں اور اپنی خلوتوں میں گورنٹ کے
 حقیقین بدو کا کر تو ہر جلی ہذا القیاس۔ جسکا نتیجہ ایک مدت کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ یہ فرقہ عموماً متعصب
 سمجھا گیا اور عام عہدہ داران گورنٹ میں جو اس فرقہ کے اصول مذہب سے آشنا تھے یہ فرقہ
 بدخواہ سلطنت خیال کیا گیا۔ و بنا علیہ انکی مجلسوں اور خلوتوں کی نگرانی شروع ہوئی۔ اور انکی
 قوی اور مذہبی کاموں میں کس ناکس طرہ سے نہ ہمت ہونے لگی۔ اپنی اسلامی بہانیوں کو جو ضرر
 بعض معاملات میں انکو مخالف تھے (انھوں نے سہوہ تالیف پائے گئے۔ عبدالقون میں گورنٹ کے
 اسی اہتمام سے کیا کے سبب بلا حقیقی اس آئینہ پھر تو ان سے درس صحیح بخاری پھوٹنے اور طغیہ
 یامی یا قیوم بھولنے لگا اور انکی مذہبی ترقی کا بھی تہنزل ہو گیا۔

انکا اور انکے حریفوں کا یہ خیال کچھ اس قوم کے خادم و وکیل ایڈیٹر اشاعت السنۃ کو تعجب
 انکو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہندوستان کے تمام طبقات رعایا صرف ایک ہی فرقہ الہی دیش ہے
 جو اس سلطنت کے زیر سایہ رہنے کو بلجا امن و آزادی مذہبی اسلامی سلطنتوں کے زیر سایہ رہنے کو بھی
 نہیں جانتا ہے کیونکہ اس فرقہ کو جو اس سلطنت کے کسی اور سلطنت میں (اسلامی کیونہ ہو)

پوری آزادی حاصل نہیں ہو۔ تاہم یہی فرقہ برخواہ سلطنت تصور ہو کہ کمال تعجب کا عمل ہو اور ان
 آیات کا مصداق ہے در دہر جو میں کیو و انہم کا لفظ ہے۔ پری نہفتن رخ و اور کر شریہ نماز الخ۔
 اور پھر کا فرقہ الہیہ شکاکت ہو رہا اور اس مقام کا قولاً و عملاً جواب پیش کرنا اور یہی وجہ کمال افہام کا عمل ہو
 اس خیال پر کہ اپنے خواب غفلت میں ہو نیوالی قوم کو جگایا۔ اور ان اصول سمجھ کر طریقت کو جو دلائل شروع
 کیا۔ اور گورنر اپنی مہربانی گورنٹ سے جس کے شانہ فیض و برتریہ حافظت کا دروازہ تمام و فادار
 رعایا کے لئے کھیاں کھلائی اور اس کا ان بدالنت سے رابطہ ملاقات پیدا کیا۔ قوم کے
 وفادارانہ و مطیعانہ خیالات کو گورنٹ تک پہنچایا اور گورنٹ کی نظر غنائت شانہ کو توہم و حیرت
 متوجہ کیا۔ اور ان باب میں تعدد و مضامین اشاعت السنۃ میں روح سکے (جو وقتاً فوقتاً قوم اور گورنٹ
 میں عزت و اعتبار کی نظر سے دیکھی گئے۔) انہی مضامین کے سلسلہ میں بلکہ ان مضامین کا نتیجہ دل و
 یہ مضامین میں جو ممبر و غیرہ میں اب درج رہا ہو ہی ہیں اب ناظرین انصاف سے کہیں کہ یہ مضامین
 بلا ضرورت و خالی از فائدہ ہیں یا کثافت و ضرورت حضرت ہر سال کی اشاعت کی ضرورت ہو کر ہو کر
 اس تہذیب کو پیکر امید ہی ہمارے ان اہل بیت خصوصاً ان کو اکابر و رہبر اس ضرورت کا ثبوت کر ہونا
 تسلیم کر لیں۔ بلکہ خود بھی اشاعت السنۃ کی تقلید اختیار کر کے یا بجای ہی تم کی کارروائی شروع کر دیں۔
 و اطمینان بر حسین اپنی مجالس و جلسوں میں اور صنفین اپنی کتابیں یا میل میں اس قسم کے مضامین شائع
 کر چکے اور قولاً و عملاً گورنٹ پر اپنے سچے اور وفادارانہ خیالات ظاہر کر رہے ہیں سرکاری و غیر سرکاری
 کرنگیہ اور تمام لوگ گورنٹوں اور مقامی حکام وقت سے تعارف و روشناسی پیدا کر کے اپنی قوم
 حالات و سلیحانہ خیالات سے زبانی بھی اکو اکو گاہ کریں گے تب وہ آزادی سے اور بلا
 مزاحمت غیر اپنی تہذیبی خیالات کی اشاعت پر لوری و قادر ہوں گے اور قومی ترقی کو حاصل کریں گے۔
 ایشیائے مشرق نے قوم کو مذہبی و عام خیالات کو گورنٹ پر ظاہر کر دیا جس کا نتیجہ چندہ ظاہر ہو چکا جو اظہار
 علاوہ مذہبی و عام ہو گا کہ وہ تمام مقامی حالات قوم کو گورنٹ پر ظاہر ہو چکی ہوں گے یا اپنی لوگوں کا منصب جو تھائی
 مقتدر ہیں بھی بہرہ الی اب طرف توجہ ہوں معروضات میں بھی اشارت مستحسین اپنی اوقات تصانیف کو

فرقہ اہل حدیث

اور
گورنمنٹ

بشداً محمد ہر انچیز کہ خاطر میخواست آخر اندر پس پردہ تقدیر پر یہ
اشاعت السنۃ ممبر ۹ جلد ۹ میں جس مژدہ کی طرف اشارہ ہوا تھا وہ ۹ جنوری ۱۳۸۶ کو
جلو پذیر ہوا اور گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ پنجاب سے حکم نافذ ہوا کہ سہ کاری
کا قذات میں فقط وہابی کی استعمال کو منسوخ کیا جائے۔

اس حکم کی وجہ اور تفصیلی کیفیت یہ ہے کہ اشاعت السنۃ ممبر ۹ جلد ۹ میں
ایک مضمون شائع ہوا تھا جسکا ہیڈنگ (عنوان) یہ تھا: ”اہل حدیث کو وہابی
کہنے پر اعتراض“

اس مضمون میں اولاً یہ ثابت کیا گیا تھا کہ لفظ وہابی ایسے دو بڑے معنوں میں
مستعمل ہے جسے گروہ اہل حدیث کی بزرگوارت و نفرت ثابت ہے۔ اس کے بعد
یہ لکھا گیا تھا کہ لہذا اہل حدیث اپنے حق میں اس لفظ کی استعمال جائز نہیں جانتے۔ اور
اسکو لائبل لفظ خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ مومن لفظ کافر کو یا مسلمان لفظ کفار کو
اور اپنی مہربان گورنمنٹ اور خواص ملک سے وہ اصرار کے ساتھ یہ درخواست کرتے
ہیں کہ وہ اس لفظ سے اس گروہ کو مخاطب نہ کیا کریں۔ خصوصیت کے ساتھ ان کو
مخاطب کرنا ہو تو لفظ ”اہل حدیث“ سے جو انکا پڑا خطاب ہے چنانچہ مضمون ”اہل حدیث
قدیم میں باجدید“ جو اسی مضمون کے بعد درج رسالہ ہے مخاطب کیا کریں۔ ہر چند ہماری
مہربان گورنمنٹ (جسکو گروہ اہل حدیث سے بذلتی نہیں ہے اور وہ اس گروہ کو بھی
ویسا ہی خیر خواہ و صلح سلالت سمجھتی ہے جیسا کہ اور مسلمانوں کو) یہ لفظ اس گروہ کی

نسبت ان معنی کے ارادہ سے استعمال نہیں کرتی۔ صرف اس فرقہ کے اس نام سے مشہور ہونے کے سبب یہ لفظ ان کے حق میں بولتی ہے (چنانچہ گورنمنٹ پنجاب نے اپنے سرکلر مجریہ ۴۹- اکتوبر ۱۸۸۷ء میں اور گورنمنٹ مالکس، مغرب و شمال و اودھ اپنی یادداشت نمبری ۴۹ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۸۷ء میں اس امر کا اظہار کیا ہے) اور اسی طور پر بعض خواص ملک (جیگو گروہ الہدیت سے کوئی مذہبی وغیرہ علماء نہیں ہے) صرف شہرت عام کی نظر سے اس لفظ کو ان کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔

ولیکن چونکہ یہ لفظ ایک مدت سے بڑے معنی میں مشہور ہو چکا ہے اور جہاں کہیں گورنمنٹ کی تحریرات و احکام میں اس گروہ کے مخالفین اس گروہ کی نسبت یہ لفظ مستعمل دیکھتے ہیں۔ وہ ان اس لفظ کے یہی معنی وہ لوگ مراد قرار دیتے ہیں (گو گورنمنٹ کے ارادہ میں وہ معنی نہیں) اور انہی لوگوں کی تقلید و پیروی بعض افغان گورنمنٹ (جو گورنمنٹ کے اصول و پالیسی کا لحاظ نہیں کرتے) اختیار کر کے اس فرقہ کو اس لفظ سے یاد کرتے اور حقارت سے دیکھتے ہیں۔ لہذا یہ فرقہ گورنمنٹ کا دلی غیر خواہ گورنمنٹ سے اس درخواست کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ کہ گورنمنٹ اپنی غیر خواہ رعایا کی نسبت ایسے لفظ کا استعمال جبکہ وہ پسند و بد نیت لوگ بڑے معنی پر چل کرتے ہیں قطعاً ترک کرے۔ بلکہ اس مضمون کا سرکلر شہر و متداول کر دے کہ سرکاری احکام و تحریرات میں اس غیر خواہ فرقہ کی نسبت یہ لفظ قطعاً تحریر میں نہ آوے۔ اور اس فرقہ کو خصوصیت کے ساتھ مخاطب کرنا ہو تو بلفظ الہدیت (جو انکا پرانا خطاب ہے) اور بھروسے وہ اپنا قومی خطاب اور کوئی پسند نہیں کرتے) مخاطب کیا کریں۔

اس مضمون کی انگریزی وار دو میں خوب اشاعت ہوئی۔ اور اسکی انگریزی کاپی گورنمنٹ

۴۹۔ یہ تحریرات بعدینہا سالہ انگریزی نمبر ۱۱ میں۔ اور ان کا ترجمہ رسالہ اردو نمبر ۱۱

جلد ۹ میں منقول ہیں۔

پنجاب میں پیش کر سکے یہ درخواست کی گئی کہ کوفیت پنجاب خود بھی اس مضمون کی طرف
توجہ فرماتے اور کوفیت ہند کو بھی ایسی طرف توجہ دلا سکے ۴

اس درخواست کو ہمارے محل اور فیاض لکھنؤ کو راجہ پنجاب سر پال پرنسپل صاحب
بہارو باقاعدہ سنبھال کر پیش قبول فرمایا اور پھر وہی اور پھر دوسرے ساتھی کوفیت ہند کی
خودست میں ایسی قیادت کے لئے سفارش کی ۵

اسلام آباد کے حال پر ہم فراموش و عزیز و پیارا سے و گورنر جنرل لارڈ ڈفرن
بالتابہ لکھے بھی سر پال پرنسپل صاحب بالٹا جی کے لئے زمین سے اتفاق سے
نظم فرمایا اور سرکار کی کاغذات میں اس لکھنؤ کی استعمال سے منافعت کا حکم دیا
اس حکم کا منفعہ استعمال نقطہ جوابی کے ساتھ یہ بھی احتمال تھا کہ اس فرقہ کو
بجائے نقطہ جوابی کاغذات پر مقلد سے مخاطب کیا جاتا اور اس باب میں اس گروہ کے
بعض مہذب و اخون یا واقفون کے خیال و مقال پر جو اس گروہ کو لفظ غیبر
مقلد سے یاد کرتے ہیں (اعتقاد کیا جاتا) اس احتمال و خیال کی مدافعت کرنے
گروہ احمدیہ کے وکیل خاکسار اڈیٹر نے مقام محلہ سے اب استہشاو جاری کیا
جس کا مضمون تھا ۶

جو لوگ ہماری درخواست مندرجہ نمبر ۵ جلد ۵ سے متفق ہیں اور وہ اپنا مذہبی
خطاب "الہودیت" پسند کرتے ہیں۔ اور بجائے "الہودیت" جوابی "یا غیر مقلد کہانی کو
بڑا جانتے ہیں وہ اس مضمون کی ایک سطر اس استہشاو پر تحریر کر کے اس پر اپنا
دستخط ثبت کریں"

اس استہشاو پر الہودیت مختلف صوبجات ہندوستان پنجاب ممالک مغرب و شمال
داوودہ - مبنی - مدراس - بنگال ممالک متوسط (کے تین ہزار ایک سو چھتیس اعیان
اشخاص نے یہ ظاہر کیا کہ ہم لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی بڑا جانتے ہیں جیسا کہ نقطہ جوابی کو

گورنمنٹ پہلو اس لفظ کے ساتھ مخاطب کرنے سے بھی صاف رکھے اور ہم کو بجز اہلحدیث "کسی لفظ سے مخاطب نہ کرے" +

اُن استہشاد کو بھی جنہ پر ان اشخاص کے دستخط ثبت تھے اس درخواست کی تائید میں گورنمنٹ میں پیش کیا گیا اور علاوہ بران اشافہ السنہ کی پچھلی جلد دن اور تصانیف آنرا بیل سید احمد خان سے تہذیب الاخلاق اور جواب رسالہ ڈاکٹر نکر جنہین یہ بیان ہے کہ اہلحدیث لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی برا سمجھتے ہیں جیسا کہ لفظ دہالی کو۔ اور اس گروہ کا قدیمی خطاب اہلحدیث ہے اور ایک فتویٰ علماء حنفیہ زمانہ حال کو جس میں بحوالہ معتبرات مذہب حنفیہ یہ تصحیح ہے کہ اہلحدیث قدیم ہیں اور یہ خطاب ان کے لئے ہمارے فقہاء مذاہب سے تسلیم کیا ہے۔ اور اپنی پرائی کتب مذاہب میں ان کے حق میں استعمال فرمایا ہے "گورنمنٹ میں پیش کیا گیا جسکا اثر نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ گورنمنٹ کے نزدیک لفظ غیر مقلد بھی ویسا ہی دل آزار سمجھا گیا جیسا کہ لفظ "دہالی" سمجھا گیا تھا۔ اور اس گروہ کو اسکے استعمال سے بھی صاف رکھا گیا +

یہ امر گورنمنٹ پر ثابت نہ کیا جاتا تو گمان غالب تھا کہ اس فرقہ کا نام غیر مقلد قرار دینا دل آزاری کا باعث تھا +

رہا یہ امر کہ گورنمنٹ نے اس فرقہ کا خطاب "اہلحدیث" دیکھ کر مقرر کیا (جیسا کہ اُس مہینوں میں درخواست کیا گیا تھا) اسکی وجہ (جو سکریٹریان گورنمنٹ ہندو گورنمنٹ پنجاب کی زبانی تقریروں اور ان کے نیم سرکاری تحریروں میں بیان ہوئی ہے) یہ ہے کہ گورنمنٹ نے اس امر کو مذہبی معاملہ سمجھا اور اس کا تصفیہ خود ہمارے (اہل اسلام کے) اہی سپرد کیا اور یہ قرار دیا کہ جس خطاب سے یہ فرقہ اپنے آپ کو مخاطب کرے گا اور دوسری اسلامی فرقوں میں وہ خطاب مسلم ہوگا اسی خطاب کے ساتھ گورنمنٹ

کی طرف سے انکو مخاطب کیا جائے گا۔ چنانچہ اسے پی گڈ اٹل سکریٹری گورنمنٹ ہند ہوم ڈپارٹمنٹ اپنی نیم سرکاری چھٹی مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں سرکار (ایڈیٹر اشاعت السنۃ) میں تحریر فرماتے ہیں:

جس معاملہ سے آپکو تعلق ہے اس میں کامل طور و تمیز کرنے کے بعد گورنمنٹ ہند نے اتفاق رائے گورنمنٹ پنجاب یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ آئندہ لفظ وہابی کا استعمال موقوف کیا جائے۔

”گورنر جنرل باجلاس کونسل لفظ ”الہدیت“ یا غیر مقررہ نہیں کر سکتے“

x x x آپ فوراً سمجھ جائیں گے کہ چونکہ گورنمنٹ مذہبی معاملات میں بالکل غلط فہمی رہتی ہے لہذا اس پالیسی کے لحاظ سے گورنمنٹ اور کچھ نہیں کر سکتی۔ x x x

اگر کوئی مناسب خطاب عام طور پر قبول کر لیا جاوے گا تو گورنمنٹ ایسے منطوقہ خطاب کے استعمال کے متعلق اہل اسلام کی خواہشوں پر تائید کی نظر سے فوراً کرے گی۔

اسی کے قریب قریب ہے جو سٹر میکینزی ولس صاحب پرائیوٹ سکریٹری گورنر جنرل اور مشرف پوٹر نڈ صاحب سی ایس آئی فارن سکریٹری گورنمنٹ ہند اور مسٹر نیگ صاحب جنرل سکریٹری گورنمنٹ پنجاب نے متعدد وقتوں میں عند الملاقات خاکسار کو دوستانہ طور پر زبانی ارشاد فرمایا اور یقین دلایا تھا اور یہی اہر ہکو بعد غور و تامل حق قریب انصاف معلوم ہوا اور بقول ہمارے مہربان دوست سے پی گڈ اٹل ہکو بخوبی سمجھ میں آگیا کہ بے شک گورنمنٹ کی طرف سے کوئی خطاب مقرر ہوتا دوسرے فرقوں کے اعتراض کا موجب ہوگا۔ ہم خود جو خطاب اپنے لئے مقرر کرنا چاہتے اور ہمارے دوسرے اسلامی بہائی اس خطاب کو عموماً تسلیم کر لینگے تو گورنمنٹ کو اس خطاب کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا جب ہم نے اشاعت السنۃ نمبر ۴ و ۵ جلد ۹ میں ایک مضمون اس عنوان کا

کہ الہدیہ پریش کا خطاب "الہدیہ پریش" پڑانا خطاب سچہ اور یہ دو صورتیں اسلامی فرقوں کی دل آزاری کا موجب نہیں ہو سکتا شائع کیا (جب بین الکو کتبہ ستمبر ۱۹۹۷ء کی مضمون کا ثبوت پیش کیا گیا تھا) اور وہ مضمون عموماً اہل اسلام میں تسلیم کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ اور چونکہ ایک دو مضمون کے ہیکہ اس فرقہ سے پھیلنا ہے کسی نے اس پر اعتراض کیا اور جب گورنمنٹ کی طرف سے ہماری درخواست کا فیصلہ جواب وصول ہوا تو اس جواب کو ہمارے اہل اسلام میں مضمون میں اپنے اخبار وین میں پر زور یہ یاد رکھ کر ان اور ٹائیڈر وین کے ساتھ شائع کر دیا اور ان پر یاد رکھ کر میں اس فرقہ کو اسی خطاب "الہدیہ پریش" سے مخاطب فرمایا اور اس پر پبلک اہل اسلام کا اتفاق ظاہر ہوا (چنانچہ ان اخبار وین کے یاد رکھ کر سے بے غرضی چٹیا گورنمنٹ کے ذیل میں منقول ہوں گے) یہ امر ناظرین کو بخیر ثابت ہوگا) اور یہ امر گورنمنٹ پنجاب کو معلوم ہوا تو اس موقع جشن جوبلی پیر گوٹھ شہر سے اپنی تحریروں اور کاغذ وین میں اس فرقہ کو اسی نام "الہدیہ پریش" سے مخاطب کیا۔

چھٹی پراپوٹ سکریٹری گورنمنٹ پنجاب میں جو جواب اس درخواست الہدیہ پریش کے کہ ہزار ہفت گورنمنٹ پنجاب کی دعوت جوبلی میں شامل ہونے سے عزت بخشیں اور ان کی طرف سے ایڈریس مبارک کیا ولینا منظور فرما دیں وکیل الہدیہ پریش آڈیٹر شالہ کے نام موصول ہوئی ہے ہزار ہفت گورنمنٹ گورنمنٹ اس فرقہ کو اس خطاب الہدیہ پریش کو مخاطب فرمایا ہے درباری ٹکٹ جو ڈیپوٹیشن الہدیہ پریش کے شامل دربار ہونے کے لئے گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے وصول ہوا اس میں بھی الہدیہ پریش کے خطاب سے اس ڈیپوٹیشن کو مخاطب فرمایا ہے۔ عین دربار گورنری میں (جبکہ الہدیہ پریش کا ڈیپوٹیشن میں ہوا سکریٹری گورنمنٹ نے اسی خطاب سے اس ڈیپوٹیشن کو مخاطب فرما کر

پیش کیا۔ اس کارروائی کو فرشتہ سے پہلو اور بھی یقین ہوا کہ گورنمنٹ کا اس کروہ کے لئے خطاب اور الہدیہ پیش ہوا، از خود مستقر نہ کرنا اور اس تقرری خطاب کو اہل اسلام ہی کے سپرد کرنا عید و مناسبت و قرین صواب تھا، بکافی نتیجہ ناقابل اعتراض و بحق الہدیہ نہایت مفید ظاہر ہوا۔

لہذا فرقہ الہدیہ گورنمنٹ کے اس حکم سے اپنی کامل حقرسی کا متعرف ہے اور اپنے ہر و عزیز اور مسلمانوں کے خیر خواہ و ایسے لارڈ و فرل اور اپنے پیارے رحل اور فیاض لفت گورنمنٹ کو رزمہ چارپس اچھین کا تہ دل سے شکر گزار ہے اور بوجہ شکر یہ اس احسان اور احسانات سابقہ گورنمنٹ کے (جو شمول و دیگر علایا خصوصاً اہل اسلام اس فرقہ پر ہندول ہیں) اعلیٰ انخصوص احسان اداوی نہ ہی کے جس سے یہ فرقہ عام اہل اسلام سے بڑھ کر ایک خصوصیت کے ساتھ فائدہ اٹھا رہا ہے) الہدیہ لاہور نے جشن جوہلی کی تقریب پر کمال مسرت ظاہر کی۔ اور قیصر ہند کی بیجاہ سالانہ حکومت کی خوشی میں اہل اسلام کی مکلف ضیافت کی جہین روسا و شرفا۔ علما و عام اہل اسلام رونق افروز ہوئے۔ مولوی الہی بخش صاحب و گیل کی وسیع کوشی کے دو کمریوں وغیرہ خواص کے لئے مخصوص تھے باقی سات گھر سے عوام اہل اسلام کے لئے مقرر تھے اور کھانا ب کے آگے امیر تھے، خواہ فقیر رئیس تھے خواہ غیر رئیس یکساں پلاؤ۔ زروہ۔ قورما پیش کیا گیا۔

دبچے مہج سے ٹھیک ۱۲ بجے تک ان صاحبوں کو کھانا کھلایا گیا جنکو ٹھون کے ذریعہ سے بلایا گیا تھا۔ اسکے بعد چار بجے تک عام اہل اسلام ساکین و فقرا کو کھانا کھلایا گیا۔ آخری جماعت کو کچھ نقد بھی ملا۔

انجمن اسلامیہ کے کل ممبران حسین ذاب نوازش علی خان صاحب بہادر

پروگرامی اور جیسا کہ گورنمنٹ میں چھا گیا اسکے نام وصول ہوئی ہیں خطاب الہدیہ مرقوم ہے۔
وزارت سلاطین و کلاں کے راجہ کمار کے احکامات ہوں اور حضور بموجب نے انہماک کلف زبانی ہی فرمایا کرتے

سی۔ آئی۔ اسی لالیف پریذیڈنٹ انجمن اسلامیہ اور خان بہادر محمد رکت علی خان صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ لاہور۔ نواب غلام محبوب سجانی صاحب رئیس اعظم لاہور۔ اور خان بہادر سید عالم شاہ صاحب پشتر اکسٹرا سسٹنٹ کیشنر خصوصیت کے ساتھ مستحق ذکر و شکر یہ ہیں (اور انجمن جماعت اسلام کے کل ممبر اور انجمن ہمدردی اسلامی کے کل ممبر اور شہر کے علما اور دفاتر اور کچھ لوگوں کے لازم اس دعوت میں شامل ہو کر عزت افزائی جماعت الہودیت تھے اور جو صاحب ممبران انجمن ہمدردی یا انجمن اسلامی سے تشریف نہیں لاسکے وہ اس وقت سرکاری کاموں کے انتظام میں مصروف تھے۔ انہوں نے اپنی جگہ اپنے عزیزوں اور دیکھوں کو بھیجا اور بعض حضرات نے ازراہ کمال عنایت اپنی عدم تشریف آوری پر عذر فرمایا۔ (از انجملہ خصوصیت کے ساتھ مستحق ذکر حالی جناب نواب عبدالحمید خان صاحب بہادر سی ایس۔ آئی (جو عذر جاری کے سبب تشریف نہیں لاسکے) اور جناب فقیر شید جمال الدین صاحب آنرییری اکسٹرا سسٹنٹ کیشنر اور جناب شیخ سندھ خان صاحب آنرییری مجسٹریٹ لاہور ہیں) ان حضرات کے عذر کو جماعت الہودیت انکی تشریف آوری کی جگہ سمجھتی ہے اور ان حضرات کی دل سے شکوہ گزار رہی تھا دابل دعوت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں ہو سکا مگر عام ناظرین و حاضرین کے قیاس میں سات آٹھ ہزار اشخاص کا مجمع تھا۔

ہزار آنری لفٹ گورنر پنجاب سے بھی معذرتیں سکرٹریوں اور صاحبان کے اس دعوت میں شامل ہونے کی درخواست کی گئی تھی۔ مگر ہزار آنری سے اظہار مسرت و ممنونی کے بعد افسوس کے ساتھ یہ عذر تحریر فرمایا کہ ۱۶ تاریخ کو ان کے اوقات تقسیم ہو چکے ہیں لہذا اب حضور مدوح قبولیت دعوت کا کوئی انتظام نہیں فرما سکتے۔ اس دعوت کے مقام (سولوی الہی بخش کی کوشی) کے عین دروازہ کو سامنے سے

رات کے وقت ملاحظہ روشنی کے لئے نواب ہفت گورنر بہادر کا گز کرنا مقرر تھا اس جگہ الہدیت نے ایک بلند اور وسیع دروازہ بنایا جس پر سنہری و فون میں ایک طرف انگریزی میں یہ کلمات دعائیہ مرقوم تھے

The Ahl-i-hadis wish empress a long life.

ترجمہ الہدیت چاہتے ہیں کہ قیصرہ کی عمر دراز ہو

دوسری طرف لاجوردی رنگ سے یہ بیت اردو

دل سے ہے یہ دعائے الہدیت جشنِ جوہلی مبارک ہو

اس دروازہ سے ہفت گورنر اور ان کے مصاحبوں اور رئیسوں کی سواریوں کا گزر ہوا تو سب کی نگاہیں ان کلمات دعائیہ کی طرف رجحان پیدا ہوئی اور ہتھکڑیوں کی روشنی سے روز روشن کی طرح نمایاں تھی (لگی ہوئی تھی اور اکثر کی زبان سے کلمہ الہدیت جاری تھا)۔

اسی خوشی و مسرت و عقیدت سلطنت کے اظہار کے لئے اسی رات دس بجے اہل پنجاب کی مختلف سوسائٹیوں کے ایڈریس مبارکباد پیش ہوئے۔ ان میں سوین نمبر الہدیت کا ایڈریس جبکہ نقل حاشیہ میں ہے بذریعہ ڈیپوشٹیشن پیش ہوا

ایڈریس گروہ مسلمانان الہدیت

یہ ہے

بعض فوضی گنج کوئین و کٹوریہ ملکہ گریٹ برٹن قیصرہ منہد بارک الہدیت سلطنت ہا ہم ممبران گروہ الہدیت اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے حضور اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم

عالی میں جشنِ جوہلی کی دلی مسرت سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

(۲) برٹش رعایا سے ہندوین سے کوئی فرقہ ایسا نہ ہوگا جس کے دل میں اس

مبارک تقریب کی مسرت جوش دن ہوگی۔ اور اسکے بال بال سے صدای مبارکباد

ڈالتی ہوگی۔ مگر خاص کر فرقہ اہل اسلام جس کو سلطنت کی اطاعت اور فرمانبرداری

اس ریڈیس پر مختلف مذاہب ہندوستان و پنجابہ بیسی مدراس و بنگال وغیرہ اعیان
الہیہ کے منتظر تھے پر ڈیپوٹیشن میں صرف چند اشخاص و بارگورنری میں
حاضر ہوئے۔ چاکسار ریڈر اشاعت سنہ وکیل الہیہ میں۔ مولانا شیخ الہیہ
الہیہ و اعظمی جو اسی غرض شمولیت ڈیپوٹیشن میں تھے۔ ان کی توجہ کو دلی سے

وقت کی عقیدت ان کا مقدس مذہب سکھانا اور ان کو ایک فرس دینی قرار دینا ہو
اس الہیہ سرست اور اسے مبارکباد میں دیگر مذہب کی رعایا سے پیش قدم
علی الخصوص کہ وہ الہیہ بیف منجملہ اہل اسلام اس الہیہ سرست و عقیدت اور عقائد
برکت میں چند قدم اور بھی سبقت رکھتا ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ جن برکتوں
اور نعمتوں کی وجہ سے یہ ملک برطانویہ کا علاقہ بنویش ہو رہا ہے۔ ان الہیہ ایک
سب سے پہلے مذہبی آزادی سے یہ کہ وہ ایک خصوصیت کے ساتھ اپنا
نصیب اٹھا رہا ہے +

(۳) وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص کر ایسی سلطنت
میں حاصل ہے۔ بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی
سلطنتوں میں یہ آزادی حاصل ہے۔ اس خصوصیت سے یقین ہو سکتا ہے کہ اس
گروہ کو اس سلطنت کو قیام و استحکام سے زیادہ سرست ہے اور ان کے دل
سے مبارکباد کی صدا ایں زیادہ زور کے ساتھ اٹھ رہی ہیں +

ہم بڑے جوش سے دعا مانگتے ہیں کہ خدا اور ان کے مقررہ الہیہ
حکومت کو اور بڑھائے اور تادیر مذہب و الہیہ ان کے ساتھ تاکہ خصوص الہیہ
کی رعایا کے تمام لوگ حصد کی وسیع حکومت میں امن اور تہذیب کی
برکتوں سے فائدہ اٹھائیں +

شامل تھے جو وچھار چیرو عافیت قیصر ہند کے لئے مسجد شاہی لاہور میں جوہلی کے دن ہوا تھا۔ ایسا ہی ہندوستان کے دوسرے شہروں (دہلی - نقشبند آباد و ضلع احمدیہ وغیرہ) میں اس دعا کے لئے ان کا اجتماع ہوا۔

اس شکر یہ دست کے علاوہ الہیہ پیش لاہور کے ایک جلسہ عام میں جس میں دوسری اسلامی فرقوں کے لوگ بھی شرکت سے شامل تھے یہ رز ویشن پس ہوا کہ اس سال کا جو تازہ دم فرقہ الہیہ پیش پر ہوا ہے خصوصیت کے ساتھ ہنر کیلنسی لارڈ وڈ فرسٹ اور ہنر آئرز سرجنرل اسچمپین کا شکر یہ بھی ادا ہونا چاہئے۔ ہنر علیہ یہ قرا۔ پایا کہ ہنر کیلنسی لارڈ وڈ فرسٹ کا شکر یہ بڑی ایک مہم جو ریل کے سپر الہیہ پیش وغیرہ اعیان کل ہندوستان و پنجاب کے دستخط ثبت ہوں ادا کیا جائے۔ اور ہنر آئرز سرجنرل

اسی دن انجمن اسلامیہ نے مسجد شاہی لاہور میں بے شمار فقراء و مساکین کو مکلف کہا نا دیا۔ اور اپنی قیصرہ مہربان کا مالی شکر یہ بھی ادا کیا۔

انجمن اسلامیہ ہمیشہ ایسے کاموں میں حجت کیا کرتی ہو اور دوسری فرقوں اور سوائیٹوں کی استاد و رہنما ہے۔ کیونکہ وہ خود سابق الوجود ہے۔ اسکے بانی مہالی کٹری پر پرنسٹ وغیرہ اعیان سابق میں۔

خدا تعالیٰ اس انجمن اور اسکی برکت کو قائم رکھے اور اسکے بانیوں اور معاونوں کی بہتوں میں اور برکت دے۔

پیش نصیر آباد ضلع احمدیہ میں باجارت کرنل اسے ڈیپو رابرٹس صاحب مجسٹریٹ چھاؤنی نصیر آباد پرنسٹ میں الہیہ پیش کا بڑا مجمع ہوا جسکے صدر نشین مولوی محمد صدیق صاحب ساکن میرٹھ تھے اس مجمع میں ۱۰ بجے سے ۳ بجے تک دعا و نصیحت و فیوض ہوتی رہی۔ اور حضور ملکہ قیصرہ ہند کی عمر و قبال کے لئے جناب باری میں دعا کی گئی۔ (دیکھو راجپوتانہ گورنٹ احمدیہ مطبوعہ ۲۱ فروری ۱۸۸۷ء)

ایچین کا شکریہ بذریعہ ایڈریس اور اہو جکو الہدیت وغیرہ اہل اسلام پنجاب کا
ڈیپوٹیشن حضور مملوچ کھدست مین پیش کرے

اس میموریل اور ایڈریس کے مسودہ اس رسالہ کے ساتھ ناظرین کے پاس بھیجیں
تو میموریل کی تائید و تصدیق مین ایک عمدہ فلسفیک کاغذ پر یہ ایک سطر کہ ہم وفادار
رعایا سکنا سے فلان شہر اس میموریل الہدیت کے مضمون سے دلی اتفاق رکھتے ہیں
تحریر کر کے کل ہندوستان کے الہدیت وغیرہ اہل اسلام (جو مضمون میموریل
سے متفق ہوں) اپنی اپنی قلموں سے دستخط واضح بہ تفصیل خطاب ثبت
کرین

اور ایڈریس کی تائید مین ویسی ہی کاغذ پر اُسی مضمون کی ایک سطر لکھ کر پنجاب
کے اعیان و دستخط ثبت کرین اور ان سب دستخط شدہ کاغذوں کو اپنے وکیل ایڈیٹر
اشاعت السنہ کے پائلٹ واپس رسالہ کرین

ان دستخط شدہ کاغذات کو بشمول میموریل و ایڈریس جو مطلقاً کاغذ پر ارقام ہونگے
حضور گورنر جنرل اور نواب لفٹنٹ گورنر کی خدمت مین پیش کیا جائے گا
اب ہم دن چٹھیا گورنمنٹ کو جن مین مل آزار لفظ ”وہابی“ کے متعالیٰ
منع کیا گیا ہے نقل کرتے ہیں اور ان کے ذیل مین اہل اخبارات کے
ان رہبر کون کو جن مین اس حکم گورنمنٹ کی تائید اور اس فرقہ کے حق میں خطاب
الہدیت کی تسلیم و تصدیق پائی جاتی ہے نقل کریں گے اسکے بعد چٹھی پر ایڈیٹ
سکرٹری لفٹنٹ گورنر پنجاب کو جن مین اہل اسلام کے تسلیم خطاب الہدیت کے
مطابق گورنمنٹ پنجاب نے اس فرقہ کو اس لفظ سے مخاطب کیا ہے معرض نقل
میں لائیں گے

اخیر میں ان سرکاری اور ملکی تحریروں کے نتیجہ سے اپنے عینی اور

بین ہون چاہیے

ایکناہایت فرمان بردار نام

۱۰۰

ان طرف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

نمبر ۱۵۸۱ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۰۷ء

انچاسویں نمبر سکرٹری گورنمنٹ ہندوستان

پنام سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

سجواب ایچ پی نمبر ۱۰۴۷ مورخہ ۸ جون ۱۹۰۷ء کے مندرجہ حکم ہوا ہے کہ میں ایک اطلاع دین کہ گورنمنٹ ہندوستان نے ایچ ایس کوئل اپنا اتفاق سے سرکاریس یکھسین سے اس بارہ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ لفظ دہلی کا استعمال سرکاری کاغذات میں سہرو کیا جائے۔

اختیار دین کے ریکارڈ

ریکارڈ فٹن ہندوستان مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۰۷ء

گورنمنٹ ہندوستان نے ایچ ایس کوئل اپنا اتفاق سے سرکاریس یکھسین سے اس بارہ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ لفظ دہلی کا استعمال سرکاری کاغذات میں سہرو کیا جائے۔ اس کے نتیجے میں گورنمنٹ ہندوستان نے ایچ ایس کوئل اپنا اتفاق سے سرکاریس یکھسین سے اس بارہ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ لفظ دہلی کا استعمال سرکاری کاغذات میں سہرو کیا جائے۔ اس کے نتیجے میں گورنمنٹ ہندوستان نے ایچ ایس کوئل اپنا اتفاق سے سرکاریس یکھسین سے اس بارہ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ لفظ دہلی کا استعمال سرکاری کاغذات میں سہرو کیا جائے۔

لفظ سرکاری کا غذات میں استعمال نہ کیا جائے مندرجہ ذیل سرکاری کاغذات سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے:

اسکے بچہ پٹیاں گورنمنٹ کی نقل کی ہے اسکے بعد کہا ہے

ہم بارہ میں گورنمنٹ کا ولی شکریہ ادا کرتے ہیں اور اپنے تمام مہمان بہائیوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ جب ایک غیر مذہب کی گورنمنٹ نے براہ صلیح پسندی ایک اسلامی فرقہ کی نسبت اس لفظ کا استعمال کرنا پسند نہیں فرمایا جو وہ فرقہ اپنی نسبت دل آواز خیال کرتا ہے تو ایسی حالت میں کمال شرم کا مقام ہوگا اگر مسلمان اپنی باہمی خیالات اتحاد کو ایسی ایسی خفیف باتوں کے لحاظ سے بگاڑ بیٹھیں اور کسی ایسی لفظ کا استعمال اپنے بھائی بندوں کی نسبت کریں۔ جبکہ گورنمنٹ نے بھی ان کی نسبت لفظ تسلیم کر لیا ہے۔ ہم اس وقت زیادہ تر عوام کو اپنا مخاطب کرنا نہیں چاہتے بلکہ ہمت صاحبان اخبار اور دیگر مہذب ناظرین اخبار سے بڑے ادب کے ساتھ التجا کرتے ہیں کہ وہ بھی اس بارہ میں گورنمنٹ کی صلیح کل پالیسی کی تقلید کریں۔ اور بجائے دہلی کے جیش اہل حدیث کا لفظ اس فرقہ کی نسبت استعمال کیا کریں۔

ریمارک فریق ہند لاہور مطبوعہ ۱۵ جنوری ۱۸۸۷ء

جو صدور حکم گورنمنٹ سے پہلے اشاعت النسخہ کو مضمون الہدیث کا خطاب پر کیا گیا تھا گذشتہ سال ہم نے بارہ میں رسالہ اشاعت النسخہ کے ان مضامین سے اتفاق کیا تھا۔ جن میں پہلے اور گورنمنٹ کو اس امر پر توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ فرقہ الہدیث کی نسبت دہلی کا لفظ استعمال نہ کیا کریں جبکہ معنی مذہبی اصطلاح میں لائڈ اور پولیٹیکل اصطلاح میں

گورنمنٹ کی تحریر میں یہ اصطلاح نہیں لائی گئی۔ اس گروہ کو مخالفین مذہبی اصطلاح مقرر کی ہے۔ اور انہی

کی تقلید بعض واقف سرکاری عہدہ داروں نے کی ہے دیکھو صفحہ ۱۹۸ نمبر ۹

بعض کے مہین۔ اور کسی فرقہ کی نسبت کوئی لفظ ایسا استعمال نہ کرنا چاہیے جس سے اس کا دل دکھو۔ آج ہم نے رسالہ اشاعت السنۃ میں پھر ایک مضمون اس بارہ میں دیکھا جس میں ان خیالات پر بحث تھی کہ (۱) آیا یہ لقب الہدیٰ کا ان کے لئے قدیم ہے یا جدید اور نیز یہ کہ (۲) ان کی نسبت اس لقب کے استعمال کرنے سے نتیجہ تو نہیں نکال سکتا کہ دوسرے فرقے مسلمانوں کے الہدیٰ نہیں ہیں؛ چنانچہ اول ایک مفصل عالمانہ بحث پہلے شق کے متعلق کی گئی ہے جس میں نہایت مستند کتابوں کو مختلف حوالے دیکر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ لقب الہدیٰ کا ان کے لئے پُرانا ہے اور دوسرے حصہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ان کے اس لقب کے استعمال کرنے سے ہرگز یہ لازم نہیں آسکتا کہ دیگر اسلامی فرقے اہل حدیث نہیں ہیں اور نہ اس کے استعمال سے کسی اور فرقہ اسلام کے لوگوں کا دل دکھ سکتا ہے۔ بلکہ باجماع حالات موجودہ کے مسلمانوں کا پورا فرض یہ ہونا چاہیے کہ اپنے کسی فرقہ کی نسبت کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کریں جس سے ان کا دل دکھو اور باجماع اور از اتحاد رکھیں جو تمام مہادیون کی بنیاد ہے۔ اس بحث کے متعلق رسالہ موصوف نے یہ نہایت عمدہ استدلال کیا ہے کہ۔

اس کے بعد اس مضمون کو دلائل کا اشاعت السنۃ سے اقتباس کیا ہے اور اس کے بعد کہا ہے
استدراک کہ تو عام مسلمانوں سے متعلق تھا لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس بحث میں آج گورنمنٹ کو زیادہ تر مخاطب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ مختلف لوکل گورنمنٹوں کی توجہ جب کہیں اس معاملہ پر دلائی گئی تو انہوں نے علامہ اس بارہ میں معذرت کی کہ انہوں نے غلطی سے دہائی کا لفظ اس فرقہ کی نسبت لکھ دیا ہے۔ جس سے الہدیٰ صاحبان کی دل آزاری ہوئی ہے۔ پس جبکہ دہائی کے لفظ کو ترک کر دینا مسلم ہو چکا ہے تو ہم نہیں جانتے کہ کیا اس کے الہدیٰ کا لقب استعمال کرنے میں کوئی حائل ہے۔ گورنمنٹ کو ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ تو ایک بدیہی بات بھی جا چکی ہے۔

کہ نام اگر بامعنی ہو تو اس سے یہ دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ اس کے معنی جیسے کے سوائے کسی نین پائے نہیں جاتے۔ بلکہ ہم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر نام بامعنی ہوا اور جس کے اوصاف بالکل اس نام کے مفہوم سے متناقض بھی ہوں تاہم کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کو اس نام سے پکارا جائے جسے وہ پکارا جانا پسند کرتا ہے بشرطیکہ اس سے کوئی ضد نہ ہو بلکہ ضد کی حالت میں بھی کوئی شریف آدمی پہلو چڑھنے کے کوئی نام اس کے لئے پکارا جانا پسند نہ کریگا۔ مثلاً کسی مجلس کا نام خیر خواہ نہ ہو اور وہ بالکل بدیون کی بدخواہی کر رہی ہو تاہم جب کبھی اس کا تذکرہ کریں گے تو اسی نام سے کریں گے جو اس کے اپنے لئے پسند کیا ہے اسی طرح کئی اخبارات میں جن کے نام کا مفہوم اپنی تحریروں کے بالکل متناقض ہے مگر پھر بھی اگر کوئی مخالف شخص ان کا تذکرہ کرتا ہے تو اس کو ان کا نام اپنی الفاظ میں لینا پڑتا ہے جو انہوں نے اپنے لئے پسند کر رکھی ہیں ہر حال کسی موافق یا مخالف پہلو سے ہو کر دیکھا جائے تاہم کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ الہدیث کو ان کے ایسے لقب سے یاد فرمائے ہیں گرونت کو کسی قسم کا تذبذب یا تامل ہو۔ رفیق منہد کا ادھر خود ایک مشتہر جماعت شخص ہے اور اسی الہدیث

۳۲ ہمارے پیارے رفیق بجا می لفظ ملنے جتنیہ یا اہل فقہ استعمال کرتے تو مناسب تھا۔

کیونکہ الہدیث خود اہل سنت ہیں نہ اہل سنت کے مقابل و مخالف۔ ایک دفعہ پہلے

رفیق نے الہدیث کے مقابلہ میں اپنے اہل سنت ہونے کا دعویٰ کیا تو ادھر اخبار

مشیر قمر نے (باوجودیکہ ان کو فرقہ اہل حدیث سے قدرتی مخالفت ہے) اپنے اخبار

۶ جنوری ۱۳۸۵ء میں ہمارے رفیق پر بالفاظ ذیل اعتراض کیا۔ ”پھر رفیق لکھتا ہے کہ

ہمارے اور ان کے عقائد میں اختلاف ہے ہم سنت و جماعت ہیں وہ الہدیث“

کیا خوب آپ سنت جماعت ہیں تو کیا الہدیث سنت جماعت نہیں؟ اشارہ الہدیث تک

اثر صواب یہ ہی جانتے ہیں کہ غیر مقلد سنت و جماعت نہیں۔ واہری تری مملو“

صاحبان کے عقاید سے بہت سے امور میں اختلاف ہے مگر وہ خود اور یہاں تک اسکا
 علم ہے قریباً تمام مسجد اہل سنت و جماعت صاحبان کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ الہدیٰ
 یا کسی فرقہ کی نسبت بھی کوئی ایسا لقب استعمال کریں جو اس فرقہ کا دل دکھائے اور ایسے
 حالات میں جبکہ ہماری گورنمنٹ ایک بالکل بے لگاؤ اور نیوٹرل پالیسی والی گورنمنٹ ہو
 تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ الہدیٰ صاحبان کو اس لقب سے یا ذرائع کسی قسم کا
 تامل کرے جس لقب کو کہ وہ فرقہ اپنے لئے پسند کرتا ہے ۔

ہم کو تا حال معلوم نہیں ہوا کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی اعلان سرکاری کاغذات میں
 اس فرقہ کی نسبت الہدیٰ کا لفظ استعمال کئے جانے کی نسبت ہوا ہے یا نہیں ۔
 لیکن اتنا ہم ضرور کہہ سکتے ہیں کہ ایسا اعلان نہ صرف اس فرقہ کی خوشنودی کا باعث
 ہو گا جسکی طرف سے یہ درخواست کی گئی ہے بلکہ ایسا کرنا ہر طرح سے ہماری گورنمنٹ
 کی صلاح کل اور مرتجان فریمنج پالیسی کے لحاظ سے واجب اور لازمی ہے ۔

اس مضمون میں جبکہ ہم نے اقتباس کیا ہے وہ فیحیات کہی ہے تو اس پر شونہ ہونے
 اپنی اخبار ۲۴ جنوری ۱۹۷۸ء میں یہ سوال کیا ہے کہ ہمارا ہمدردانہ عنایت توضیح کر
 کہ اسکو الہدیٰ کے کون سے عقاید سے اختلاف ہے اور وہ کون سے عقاید
 ہیں جو الہدیٰ نے کتاب و سنت کے خلاف اختیار کیے ہیں ” لہذا ہم کو اپنی پیروی
 رہنمائی طالب اتحاد و توفیق سے امید ہے کہ اگر آئندہ وہ اپنے آپ کو وہ الہدیٰ کے
 مقابلہ میں ذکر کرنا چاہیں گے تو ان القاب و خطابات (خفیہ یا اہل فقہ یا پیران مجتہدین
 و فقہاء) سے ذکر کریں گے جسے ان کے ائمہ ذاب نے اپنے تئیں بمقابلہ اہل حدیث
 نوکر کیا ہے چنانچہ ہمارے اس مضمون میں جس کو آپ نے پسند
 کیا ہے اور اس پر ہمیں ریمارک لکھا ہے سو کہ کتب معتبرہ خفیہ نہ قبول
 ہو چکا ہے ۔

ریمارک رہبر ہند لاہور مطبوعہ ۲۶ جنوری ۱۸۸۶ء

ہم گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند کی دو چٹیاں چھاپتے ہیں جنہیں منظور کیا گیا ہے کہ آئندہ سرکاری کاغذات میں دہلی کا لفظ مسلمانوں کے اس گروہ کے لئے استعمال نہ کیا جائیگا جو اس چٹے میں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کو بجائے دہلی کے الٰہیڈیٹ پکارا جائے اور جبکہ گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا کہ آئندہ انکو دہلی لکھا جائیگا تو بگ کو لکھنا چاہیے کہ انکو دہلی کہہ دو لیکن جو مختصر میں اور گورنمنٹ نے یہ نہیں ظاہر کیا کہ ان کو آئندہ کس خطاب سے پکارا جائے گا لیکر گورنمنٹ چاہئے کہ کوئی خطاب ان کے لئے تجویز کر لیں اور ہمارے قیاس میں انکو اہل حدیث کہا کریں تو مناسب ہے فی الجملہ خط کتابت گورنمنٹ کی چھاپی جاتی ہو۔ اسکے بعد چٹیا گورنمنٹ کی نقل کی ہیں۔

ریمارک پنجابی اخبار لاہور مطبوعہ ۲۹ جنوری ۱۸۸۶ء

اہل حدیث

الٰہیڈیٹ یا غیر مقلد جبکہ مقلدون کے عرف عام میں دہلی کہتے ہیں عقاید و اصول میں مقلدون سے بہت شے جلتے ہیں اگر کچھ اختلاف ہے تو صرف فرقیات میں ہے۔ لیکن مقلد لوگ اس فرقہ کو عبد الواب نجدی سے منسوب کرتے ہیں اور عجب نہیں کہ ان کے حق میں کفر کا فتویٰ بھی دیتے ہوں ہم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی تحقیق کے بعد انہوں نے اپنی برائے قائم کی ہے بلکہ یہ اس باہمی مخالفت کو اکثر کا نتیجہ ہے جو اکثر مذہبی مباحثوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اس موقع پر ضروری نہیں سمجھتا کہ غیر مقلد یا الٰہیڈیٹ میں اور لفظ دہلی میں فرق بیان کریں۔ * * * مگر ہم و لائق کے ساتھ کہتے ہیں کہ الٰہیڈیٹ پر دہلی کا اطلاق بالکل صحیح نہیں

x x x x جب یہ قانون گورنمنٹ اور فٹ انڈیا اور گورنمنٹ پنجاب دونوں کے
پیشگاہ سے پاس ہو چکا ہو تو ہمارے ہم وطنوں خصوصاً فرقہ اہل اسلام کو الہدیٰ مشیخہ
کی نسبت ایسا دل آزار لفظ تقریراً و تحریراً استعمال نہ کرنا چاہیے۔ اگر کریں گے تو
ہم کو اندیشہ ہے کہ مبادا ایبل کے مقدمہ میں جو ابدی کرنی پڑے۔ بہتر یہی ہے
کہ عدالت کی کش مکش اور ایک معزز فرقہ کی دل آزاری سے اپنے تئیں باز
رکھیں۔

ریما رک مندرجہ بالا اخبار مطبوعہ یکم فروری ۱۸۸۹ء

اس رسالہ کے ایڈیٹر مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے الہدیٰ مشیخہ کے مفید منجلی
تجاویز کے ایک یہ تجویز بھی گورنمنٹ میں پیش کی تھی کہ فرقہ اہل حدیث کو لفظ
دوبلی سے مخاطب کرنا اس فرقہ کی دل آزاری کا باعث ہے۔ امید کہ سرکاری غذا
میں اس فرقہ یعنی الہدیٰ مشیخہ کی نسبت اس لفظ (دوبلی) کا استعمال نقلایا جاوے جو
گورنمنٹ نے ازراہ انصاف اور رعایا نوازی اس درخواست کو منظور فرمایا۔ اور
حضور گورنر جنرل نے باجلاس کونسل اس بارہ میں قطعی احکام صادر فرمائے کہ سرکاری
کافذات میں لفظ دوبلی کا استعمال نہ کیا جائے۔ سرکاری خط و کتابت جو اس
باب میں ہوئی ہے اسکی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہو۔
(اسکے بعد نقل چھپات کر کے کہا ہے)

مندرجہ بالا اخبار پرستہ ثابت ہو گیا کہ رسالہ اشاعت السنۃ اور اسکے ایڈیٹر کی تحریک گورنمنٹ
کو کقدر اعتبار ہے اور وہ تقریریں کیسی وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔
فرقہ الہدیٰ مشیخہ کے تمام اکابر و نوجوان جمیع علماء کو نواب سرکار علی حسین صاحب بہادر
گورنمنٹ گورنر صوبہ پنجاب کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ جنہوں نے اپنی قیمتی اور عمدہ
راہنمائی سے اس مسئلہ کو حل کر دیا۔ اور اسے منظور

لازؤ ڈفرن صاحب بہادر و ایسے و گورنمنٹ کا شکر گزار ہونا واجب بات ہے
جنہوں نے ازراہ انصاف ان کی اس درخواست کو منظور فرمایا

۱۸۸۶ء
ریمارک آف پنجاب لاہور مطبوعہ فروری ۱۸۸۶ء

کافذات سرکاری مین فرقہ غیر مقلدین کو وہابیوں کے نام سے

لکھنا شروع ہو گیا ہے

اعلم العباد و الفضل الفضلار جنابہ رشاد آب مولانا مولوی محمد حسین صاحب علامہ ثلوی
ثم اللہ لاہوری مالک و ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ لاہور کی درخواست پر صاحب مکرری
گورنمنٹ پنجاب نے بمنظوری گورنمنٹ ہند جو چہٹی جو ابا بنام مولوی صاحب صوف
ارسال فرمائی ہے خلاصہ اسکا ہم ذیل مین بدینہ ناظرین کرتے ہیں
(اسکے بعد چہیات گورنٹ کو نقل کر کے کہا ہے)

ہمارے واجب التعلیم مشوایان دین - یعنی امیہ گروہ مقلدین کو اس چہٹی کے مضمون پر
ذرا غور سے نگاہ فرمائی جائے کہ آیا گورنمنٹ کو (جکا دین و مذہب تم سے مخالف ہے)
کہا تاکہ نگہداشت و عزت و حرمت دین تمہارے کی مد نظر ہے - جسے اسی مین محمدی
کے پیروں اور اسی پیہر کی امت کہلائے والوں کی ایک جماعت کی (جکے پیرو اور
توابع مین سے تم بھی ہو) یہاں تک عزت افزائی فرمائی - کہ جو اپنے حقیقی رہبانوں
کی نورانی پشانیوں پر - تمہارے کاٹیکا لگایا تھا اسنے اپنے ملاحم خسرانہ سے
دور کر دیا - کیا اگر ذرا بھی غور سے نگاہ کر کے دیکھو تو یہ حکم تمہارے لئے - سبق
عبرت نہیں ہو سکتا - کہ غیر قوم مذہب والے تو تمہارے دین کی اس حد تک عزت
کرین اور تم اپنے باہم اکید و سرپے کے حق مین کفر و انجاد کے فتوے صادر کرو -

اور تحفہ کی نگاہ سے دیکھو۔ اور تھک انگیز و توہین آمیز خطابوں سے ایک دوسرے کو
بھاری کیا دوسرے بہانی کی تحفہ و توہین تمہاری اپنی ہی توہین و تحفہ نہیں؟
ایڈیٹر آفتاب پنجاب بھی کروہ مقلدین سے ہے لیکن اسکے نزدیک تو ایک دین کے
پیرو اور پیغمبر کی امت کو صرف چند مسائل فروعی کے مخالف کی وجہ سے اپنا دشمن
سمجھ بیٹھا اسکے مساوی ہے جیسے کوئی دانشمند عقل مجسم اپنے دوسرے بہانی کو بد
نسل و بد اصل کے نام سے پکار کر اپنی شرافت و نجاست ثابت کرنا چاہتا ہو خدا ہمارے
معزز بہانیوں کو ہدایت اور توفیق بخشے کہ اس جنون سے اپنی آپ کو پاک کر کے اتفاق
اتحاد ہو کر اپنا فرض اصلی سمجھیں اور اپنے ہاتھوں اپنی بیخ کنی سے باز آئیں۔
اس ریمارک پر آفتاب پنجاب کا دوسرا ریمارک مطبوعہ ۲ فروری ۱۸۸۶ء

الفاظ غیر مقلد کے خطاب سے الہدیث کا تحقیر
چھٹی محکمہ محترمہ سکرٹری گورنمنٹ پنجاب کے موصول ہونے پر ہم نے آفتاب کے کسی
پرچہ گذشتہ میں ریمارک کیا تھا جس میں فرقہ الہدیث کی نسبت ہم نے لفظ غیر مقلد کا
استعمال کیا تھا اس پر گروہ الہدیث کے واجب التعظیم مولانا مولوی محمد حسین صاحب
علامہ بیالوی و ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ لاہور کا ایک شفقہ کرامت طراز ہمارے نام
موصول ہوا جس میں جناب مدوح نے اس لفظ غیر مقلد کے استعمال پر اعتراض
فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ہر چند لغوی معنی میں یہ لفظ برا نہ ہو تاہم جن معنی
میں اصحاب مقلدین اس لفظ کو فی زمانہ استعمال کر رہے ہیں وہ بے شک الہدیث
کے لئے دل شکن سمجھا جاتا ہے۔ لہذا ہم بڑے ادب کے ساتھ جناب مدوح کفایت
میں متنبس ہیں کہ جہاں تک لفظ غیر مقلد کا استعمال ہماری قلم جزم سے ہوا ہے
وہ محض سہو و خطا تھا نہ عمدہ اور کسی ارادہ سے ہم اپنی اس غلطی کے واسطے

جناب مدوح سے معافی کے خواستگار ہیں ہر چند ہم خود گمراہ مقلدین سے ہیں لیکن پیشوایان فرقہ فریق ثانی کو ہم اس سے کم واجب التعظیم نہیں سمجھتے جیسے کہ علماء توابع حضرت ابوحنیفہؒ کو جہان تک ہمارا قیاس چلتا ہے یہ چند اختلافات فرعی۔ مثلاً آئین بالجہد و رفع یدین وغیرہ وغیرہ کوئی ایسے آہم امور نہیں جن کی بنا پر فرقہ اہل حدیث سے ہم اپنے آپ کو قطعاً الگ تہلک سمجھنے لگیں وحدانیت حق جل و علا۔ وحقیقت رسالت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب صاحب

بحیان متفق ہیں
ریکارڈ اخبار وزیر الملک مطبوعہ فروری ۱۸۸۶ء

الہدیٰ کو مشرودہ

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری نے بڑی کوشش اور سعی سے گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلائی کہ الہدیٰ کو واپسی نہ کھاجایا کرے چنانچہ درخواست منظور ہو گئی چٹھی کا ترجمہ ذیل میں مندرج کیا جاتا ہے۔ پھر بعد نقل چھپایا گیا ہے۔

ایڈیٹر ہم اس کوشش کی کامیابی دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں اور گورنمنٹ کے بھی شکور ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ عوام الناس بھی اس لفظ کو جیسے کہ گورنمنٹ نے مکرہ سمجھا ہے بڑا جانکر اسکا استعمال کریں گے۔ اور کسی خاص فرقہ کو اس سے ملقب کرنے میں تامل کیا کریں گے۔

ریکارڈ اخبار شخہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم فروری ۱۸۸۶ء

الہدیٰ کو واپسی کہنا منہل خبیث ہے

ہم اس عنوان پر گذشتہ شخہ ہند میں ایک مدلل آرٹیکل لکھ چکے ہیں۔ ایک تائید میں

آج ہم مندرجہ ذیل احکامات جو گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند نے صادر فرمائے
 ہیں منج کر تے ہیں اور عوام کو بتاتے ہیں کہ جس صورت میں جو گورنمنٹ ہند
 نطق و بالی کے استعمال کو الہود بریت کے حق میں لائیں قرار دیا ہے تو عوام مخصوص
 وہ گروہ جو اہل حدیث کو اس گروہ اور دل شکن لقب سے یاد کرتا ہے کہ منہ ہو
 ورنہ اسکا استعمال بخیر ارتکاب اور براہ کرم کے محسوب ہوگا جن کی تصبیح محبوبہ
 تشریف آیت ہند میں موجود ہے ۔ واعلمنا الا البلاغ ۔

(اس کے بعد چٹیا کی نقل کی ہے)

دیار گزراں نریمان ناگپور مطبوعہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۵ء

فرقہ الہود بریت یا جلاس سپریم گورنمنٹ

اس کے بعد چٹیا گورنمنٹ کی نقل کر کے کہا ہے

مژدہ باد اسے گروہ اہل حدیث کہ گورنمنٹ ہند نے تمہاری طرف توجہ کی اور تمہارے منج کو
 جو بہ باعث اطلاقی نطق و بالی کے ٹکڑے ہوتا تھا دور کیا اور سرکاری کاغذات میں اس گروہ
 نطق کے استعمال کو منع کر دیا۔ سبحان اللہ گورنمنٹ کو حالانکہ وہ غیر قوم ہے مگر اپنی عیال
 کے منج و دل آزاری کا کس قدر خیال ہے افسوس ہے کہ ہم قوم کو اسکا کچھ لگاؤ نہیں
 اپنی قوم کی دل آزاری کے درپے رہتے ہیں گروہ آپ اپنا بڑا کرتے ہیں بہر کیف
 ہم اپنی مہربان گورنمنٹ کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے
 اپنے معزز محمد صمد لوی ابو سعید محمد حسین صاحب اثر شاعر السنہ لاہور کا
 تہانیت ممنونیت کے ساتھ شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ کے حسن اہتمام سے
 یہ کارروائی سہل ہوئی محمد احمد ماجرو و عہدہ الناس مشکور ہوئی جزا ہم

السید خیر الخوارزمی

ریمارک اخبار خیر خواہ عالم دہلی مطبوعہ یکم فروری ۱۸۸۶ء

ایڈیٹر سالر اشاعت السنۃ کی چٹھی کا جواب بنام سکریٹری گورنمنٹ پنجاب اچکا ہے جبکہ خلاصہ یہ ہے کہ "مضمون گورنر جنرل باجلاس کونسل اپنا اتفاق رائے سے چارلس ایچسین سے اس بارہ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ لفظ "وہابی" کا استعمال کاری کا غذات میں سد و کیا جائے۔ مگر یہ بات ضرور لحاظ کے قابل ہے۔ کہ گورنمنٹ نے جو اس لفظ کی موقوفی کا حکم فرمایا ہے وہ کس خیال پر مبنی ہے۔ اس کا جواب بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہماری پولیشن گورنمنٹ کو مصالحت اور باہمی ترک دل آزاری ہر حال میں پسند ہے۔ پر حقیقت ہے ان مسلمانوں کی حالت پر جو کلمہ کے شریک ہو کر ایک دوسرے کو مشرک یا وہابی کہیں جو سخت ایذا پہنچانے والے القاب ہیں۔"

ریمارک سراج الاخبار جہلم مطبوعہ ۱۸۸۶ء

گورنمنٹ نے سرکاری کا غذات میں لفظ "وہابی" کے استعمال کو متروک کر دیا ہے کیونکہ پولیشکل محاورہ میں وہابی کا لفظ باغی سلطنت پر بولا جاتا ہے اور یہ اس قسم کی دل آزاری کا موجب تھا۔"

ریمارک اخبار جریدہ قزاق گاردراس مطبوعہ ۱۸۸۶ء

جب گورنمنٹ نے اس لفظ کو دل آزار اور لائیل تسلیم کر کے اسکے استعمال سے ممانعت کا حکم دیا ہے تو پھر ہمارے ویسی اور وطنی بھائیوں کو کب مناسب ہے کہ

وہ فرقہ بندی کو اس دل آزار لفظ سے یاد کریں۔

ریمارک پٹنہ انٹیڈوٹ گزٹ، ۱۸۸۶ء فروری

”محمدی“ اور اسی نام کی خسرابی

”وہابی“

مسلمانوں کے ”محمدی“ یا حائل بالحدیث فرقہ کو جسکو عیسائیوں کے قول کے رومی پورٹین محمدؐ بھی کہہ سکتے ہیں دوسرے فرقہ کے مسلمانان ”وہابی“ کے خطاب سے پکارتے ہیں اور اسکی وجہ سے انھوں اور بے دلیل گورنٹ میں ان کی بدنامی ہو گئی ہے۔ ہر شخص اس بات سے واقف ہے کہ ”وہابی“ کا لقب بالفعل صومنا اس شخص کے حق میں استعمال کیا جاتا ہے جو گورنٹ کا دشمن اور بدخواہ ہے۔ البتہ اس لقب کا اطلاق محمدیوں کی ذات پر نہیں ہو سکتا ہے۔ پورٹین عیسائیوں کو ”ڈیسنٹر“ اور شیعہ مسلمانوں کو ”رافضی“ کہنے سے رعبہ کہ ان کے مخالف اور بدین کہتے ہیں) اس درجہ کی تذلیل نہیں مراد ہے جتنی کہ محمدیوں کو ”وہابی“ کہنے سے ہم مولوی ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اخبار اشاعت السنۃ واقع لاہور اور گورنٹ پنجاب و گورنٹ ہندوستان کے اہل مراسلات کو جو اس مادہ میں ہوتے ہیں ذیل میں شائع کرتے ہیں جسکے دیکھنے سے یہ امر صاف ظاہر ہوگا کہ یہ لقب محمدیوں کے حق میں کبھی نہیں استعمال کیا جاسکتا اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ہم وطن خصوصاً ہمارے ہم مذہب لوگ آئندہ سے اس فرقہ کے حق میں وہابی کا لقب کبھی استعمال نہیں کریں گے۔ اس کے بعد چھ بیانات کو نقل کیا ہے۔

ریمارک اخبار چارٹرڈ پریس، ۱۸۸۶ء

ایڈیٹر اخبار ہندوستان اس پرچہ میں بالحدیث کا عنوان قائم کر کے چھ بیانات گورنٹ

نقل کیا ہے۔ اس کے بعد کہا ہے۔

جب گورنٹ نے اس لفظ کو دل آزار اور لائبل تسلیم کر کے اس کے استعمال پر ممانعت کا حکم دیا ہے تو پھر ہمارے ویسی اور ہونٹنی ہائیون کو اب مناسب چاہئے کہ وہ فرقہ المجدیث کو دل آزار لفظ سے یاد کریں ہمیں امید ہے کہ ہر قسم کے اہل اسلام آئندہ اس لفظ کا استعمال متکثر نہ کریں گے اور ایک فرقہ کی دل آزاری مٹ جائے۔ یہ سب کچھ کسی کو خراب الفاظ سے پکارتا ہے تو خواہ مخواہ اس کی دل آزاری ہوتی ہو۔

ریارک اخبار کوہ نور لاہور میں ۱۸۸۶ء

ہم ذیل میں نقل ہوئی سکریٹری گورنٹ پنجاب و چیف گورنٹ ہند موسمی مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر ریلوے اشاعت السنتہ منج کرتے ہیں۔ اس سے ناظرین پر واضح ہوگا کہ گورنٹ نے سرکاری کاغذات میں لفظ دہابی کا استعمال قطعاً موقوف فرما دیا ہے اور ممانعت لگائی گئی ہے۔ ایسی صورت میں ہمارے اپنے ایسی ہی ہون اور ہم وطنوں سے خواہ وہ کسی مذہب اور ملت کے کیوں نہ ہوں یہ سفارش کرنی کچھ بجا نہ ہوگی کہ وہ بھی آئندہ فرقہ المجدیث کو اس لفظ دل آزار جس سے اس کی ایک گونہ تکانت مقصود ہے کہی یاد نہ کیا کریں گے۔

نور پھارک انگریزی اخبار مولوی گزٹ لاہور میں ۱۸۸۶ء

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری کا شکریہ ہے کہ صرف انہی کی سعی جمیل سے گورنٹ آف انڈیا نے پنجاب اور تمام ہندوستان میں سرکاری خط کتابت سے لفظ دہابی کا استعمال آئندہ کے لئے منسوخ کر دیا ہے۔ گو دہابی کے لفظی معنی یہ ہیں کہ خدا کے احکام ماننے والا مگر چند ایسی وجوہات سے (جبکہ

ہیان ذکر کرنا نہ تو کچھ عمدہ نسبتہ اور نہ مفید ہے (اس لفظ کو اچھے معنوں میں نہیں
 لیا جاتا اس فرقہ کے لوگ عام مسلمانوں سے اپنی امتیاز نہیں چاہتے لہذا انکی
 درخواست ہے کہ آمینہ اس لفظ کے استعمال کو ان کی نسبت متروک کیا جائے
 گوشت کا اس درخواست کو منظور کرنا منصفانہ اور مناسب الوقت ہے

نقل چھپی پریسٹ سکرٹری گوشت نجاب حسین این فرقہ کو خط ابجدیہ
 مخاطب کیا گیا ہے

پیارے بہنہ جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب - پیشہ آج خلاصہ مکالمہ جو مجھ اور آپ
 مین ہوا صاحب لغت گوشت گوشت گوشت میں عرض کیا اور حسب ارشاد صاحب مدوح
 بیان کرتا ہوں کہ آنحضرت نے ابجدیہ کا ایڈریس کیا اس مرتبہ سے ۱۶ ماہ حال کو
 لینا منظور کیا ہے - شیک وقت اور مقام سے جہان ایڈریس لیا جائے گا من بعد
 مطلع کیا جاوے گا - دہرانی کر کے ایڈریس کی ایک نقل یا اگر ہمہ فارسی مین ہو تو اسکا
 انگلیزی ترجمہ کچھ عرصہ پیشتر میرے پاس بھیجا ہے -

(۲) و بارہ آپ کی خواہش ثانی سرچاپس ایچمین ابجدیہ کے کمال مزین
 مین کہ اوہلین سے ہزارانی سے دعوت مین شریک کرنا چاہا لیکن انہوں نے کہتے
 ہیں کہ وہ اس دعوت کے قبول کرنے سے معذور ہیں - کیونکہ آنحضرت کا

ایڈریس مولوی گزٹ کا یہ قول بہت صحیح ہے - ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہر عام
 مسلمانوں کو کسی خاص خطاب کے ساتھ متنازع کیا جانی جاری ولی آرزو ہو کہ سب کو حضرت مسلمان
 یا محمدی القاب سے مخاطب کیا جائے - ہمارا خطاب ابجدیہ کو پسند کرنا اسی حالت مین ہے کہ ہر
 عام مسلمانوں کو متنازع کر کے کوئی خطاب کرنا چاہیے چنانچہ سالہ ممبر ۹ جلد ۸ مین ہم اس مشورہ
 نصیح کر چکے ہیں جسکا فقرہ شرطیہ نمبر ۶ جلد ۹ صفحہ ۱۹۸ مین بھی منقول ہے +

وقت اور کاموں میں بالکل تقسیم ہو چکا ہے اور اسلئے وہ قبولِ دعوت کا انتظام نہیں فرما سکتے ۔

میں ہوں آپ کا صبا وق
جے آء ڈیو پ سمتہ
پرانیوٹ سکری
لفٹ گورنر پنجاب

ان تحریرات (ملکی و سرکاری) کا نتیجہ
ان تحریرات سے صاف اور یقینی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ لفظ ”وہابی“ کو گورنٹ
اور ملک نے دل آزار تسلیم کر لیا ہے ۔ اور بجائے اسکے اس فریق اہل اسلام کے
حق میں (جن کی نسبت یہ لفظ استعمال کیا جاتا تھا) خطاب ”الہدیت“
منظور فرمایا ۔

اس سے ہمارے عینی و علانی دو نو قسم کے اخوان اہل اسلام کو عبرت
و استقامت کا سبق لینا چاہئے ۔

ہمارے علانی بہائی (ضغیہ وغیرہ ابتداء فقہاء) تو اس سے سبق حاصل
کرین کہ آئندہ وہ اپنا اسلامی بہائیوں الہدیت کو کہی اس دل آزار لفظ ”وہابی“
سے یاد نہ کریں ۔ اور اس میں اپنی گورنٹ کی (جو باوجود غیر مذہب ہونیکے اپنی
رعایا کی منط و دلجوئی کرتی ہے) پیروی کریں ۔

ہمارے عینی بہائی الہدیت اس حکم گورنٹ کے غنیمت سمجھ کر اس پر کثافت و ہتھکڑ
کرین اور اس پر اپنے اسلامی بہائیوں کے ”وہابی“ کہنے کی کچھ پروا نہ کریں ۔ اور یہ
سمجھ لیں کہ اس لفظ کے استعمال سے انکو کچھ نقصان پہنچنے کا احتمال تھا اور
اسی صورت میں تھا کہ گورنٹ یا عہدہ دار ان گورنٹ اس لفظ کو ان کے حق میں

استعمال کرتے۔ سوچو اللہ جانتا رہا کہ گورنمنٹ نے اس لفظ کے استعمال کو اپنے
کارپانڈنس میں موقوف کر دیا۔ اور اس فرقہ کا عام اہل اسلام رہا یا کی لاشد و فادار
ہونا از سر نو ظاہر و شہر فرمایا۔

اسلامی رہائشیوں کے وٹابی یا اس سے بھی بڑھ کر پڑے الفاظ شری یا کبابی
کہنے سے انکا کیا ضرر و نقصان ہے جبکہ وہ درپے تدارک ہوں۔ اور یہ بھی
جان لین کہ عوام کا منہ بند کرنا بھی کوئی انسان امر نہیں ہے۔ عوام کو جس امر سے
روکا جاوے وہ بھگم "الانسان جریس علی مانع" اور اس پر اصرار کرتے ہیں یا
اسکو منع کرنے والے کی چڑ بنا دیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ایجوکیشن کے وکیل "اشاعت السنہ" نے گورنمنٹ سے صرف
اس امر کی درخواست کی تھی کہ سرکاری کاغذات میں انکو لفظ وٹابی سے یاد نہ کیا
جاوے نہ یہ کہ عام لوگوں کو اسکی استعمال سے روک دیا جاوے۔

بناظر علیہ ہمارے عینی بنائی ایجوکیشن کو ہرگز مناسب نہیں ہے کہ اپنے
اسلامی رہائشیوں کے وٹابی کہنے سے پٹرین ایس لفظ کے سبب کسی پر از اذیت
عرفی میں پائش کر دین ایسا کرنے میں عام صلح پسند اور اہل تہذیب کی نظروں
میں اچھی کم مصلحتی ثابت ہوگی اور گورنمنٹ کی نظروں میں بھی ان کی وہ وقت ہرگی
جو اس وقت ہے۔

ان سرکاری عہدہ داران سے کوئی شخص (اوپر ہواہ اعلیٰ) اس فرقہ
کے کسی فرد کو سرکاری احکام و تحریات میں وٹابی کہے تو اس کی اطلاع اپنی محمی
وکیل راڈیٹر اشاعت السنہ کو کرنا ضروری ہے۔ ایڈیٹر اشاعت السنہ اس عہدہ دار
کی (خواہ کسی صوبہ یا ضلع ہندوستان میں ہو) گورنمنٹ میں رپورٹ کریگا
اور اس عدول علی حکم گورنمنٹ کا مکمل تدارک کر اسے گا۔ یہ امر اس حکم گورنمنٹ کا

عین مقصود ہے۔ اور صاحب سکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔ لے از راہ فرط عنایت
خاکسار کو اس رپورٹ کر سنے کی زبانی بھی اجازت دی ہے۔
اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور اسکی تائید میں ایک اور مضمون
لکھتے ہیں جس میں جوہلی کے موقع پر اہلحدیث کی افکار و سرت واد اسے شکر علیہ السلام
پر دلائل شریعت کتاب السنہ و سنت سے شہادت کا بیان ہوا (اجورنارالاشیاء و لکھنے کا
پیشگی فرض مضبی ہے۔

اہل اسلام کی سرت موقع جوہلی پڑھنے کی شہادت

جوہلی کے موقع پر اہلحدیث و غیرہ اہل اسلام رعایا برٹش گورنمنٹ سے جو خوشی کی ہو
اور اپنی مہربان ملکہ قیصر ہند کی ترقی و ترقی و استحکام سلطنت کے لئے دعا کی ہو
اسکے جواز پر کتاب و سنت میں شہادت پائی جاتی ہے۔
اس مضمون میں دلائل کتاب و سنت کا بیان و غرض یہ ہے
ایک یہ کہ گورنمنٹ کو یہ یقین ہو کہ اس موقع پر مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے سچے
دل سے کیا ہے اور اپنے مقدس منصب کی ہدایت سے کیا ہے۔ صرف ظاہری
اور جھوٹی خوشاد سے کام نہیں لیا۔ و و مسرت یہ کہ ناواقف مسلمانوں کو (جو
کتاب السنہ و سنت میں نظر نہیں رکھتے۔ صرف بعض کتب فقہ کی پندرواتیوں
یا سنی شامی بالقرآن پر اعتقاد رکھتے ہیں) مسلمانوں کے اس فعل میں ہم
جواز اور مخالفت شریعت کا وہم و گمان پیدا نہ ہو۔
ہم اس مقام میں ہندوستان کے تمام اہل اسلام کے افعال و سرت

اٹھارہ عقیدت سے بحث کرنیکی گنجائش نہیں پاتے لہذا صرف ان افعال و اقوال پر جنہیں اہلحدیث نے اٹھارہ سرت و تادیر شکرِ سلطنت کیا ہے کتاب و سنت کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ اسی پر باقی اہل اسلام کے افعال و طرقِ مسرت کا قیاس ہو سکتا ہے۔

پس واضح ہو کہ جو کچھ اس موقع پر اہلحدیث نے کیا ہے وہ امور ذیل ہیں۔

(۱) ملکہ معظمہ کی تعظیم کرنا۔ اور تعظیمی الفاظ سے اسکو یاد کرنا۔

(۲) ملکہ معظمہ کی حکومت چھ سالہ پر خوشی کرنا اور اس خوشی میں مسلمانوں کو کھانا کھلانا۔

(۳) برٹش سلطنت کی اطاعت و عقیدت کو ظاہر کرنا اور اس کو غرض نہ بنی بٹانا۔

(۴) اس سلطنت کی برکات و احسانات (امن آزادی وغیرہ) کا محترف ہونا۔ اور اس پر ملکہ معظمہ اور سلطنت کی تعریف کرنا۔ اور شکر گزار ہونا۔

(۵) ملکہ معظمہ اور اسکی سلطنت کے لئے دعا و سلامت و حفاظت و برکت کرنا۔ و علیٰ ہذا القیاس۔

ان امور سے کوئی امر بھی ایسا نہیں ہے جسکے جواز پر شریعت کی شہادت پائی نہ جاتی ہو۔ تاہو آقافون کے دماغ میں شاید یہ خیال پیدا ہو کہ ملکہ یا سلطنت کا عیسائی مذہب ہے

لہذا اسکی تعظیم وغیرہ امور مذکورہ مسلمانوں کو جائز نہیں ہیں۔

اس خیال کے ابطال میں ہم ایسے دلائل کتاب و سنت پیش کرتے ہیں جن میں غیر مذہب کے لوگوں سے تعظیم وغیرہ امور کے ساتھ پیش آنا صاحب شریعت شہادت

ہے اور ساتھ ہی اسکے یہ کہہ دینا بھی واجب سمجھتے ہیں کہ ان امور میں ملکہ یا سلطنت کا مذہب عیسائی ہرگز پیش نظر نہیں ہے بلکہ صرف سلطنت اور اسکے برکات و فوائد

امن آزادی وغیرہ منحولہ ہیں۔ دنیا میں ایسا مسلمان کوئی نہ ہو گا جو اس سلطنت کو مذہب (عیسائی) کو اچھا سمجھتا ہو یا اس مذہب کے قیام و استحکام کے لئے دعا کرتا ہوں۔

امراول پر (بجلا امور مذکورہ) شہادت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلاطین غیر مذہب کو اپنے مراسلات میں تعظیمی الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ اور اقوام غیر کے وفود (ڈیپوٹیشنوں) کا اکرام کیا اور اپنے خلفاء اور جانشینوں کو ان کے اکرام و تعظیم کا حکم دیا۔

صحیح بخاری و مسلم میں حدیث ہے کہ روم کے بادشاہ ہرقل کو (جو عیسائی مذہب) تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام لکھا تو اس کو عظیم الروم کے خطاب سے یاد فرمایا۔

من محمد بن عبد اللہ ورسولہ الی
ہرقل عظیم الروم (صحیح بخاری ص ۵۷)
و مسلم ص ۹ ج ۲

ایسا ہی مصر و سکندریہ کے بادشاہ مقوقس کو (جو عیسائی تھا) اور فارس کے بادشاہ کسریٰ کو (جو مجوسی تھا) نام تحریر فرمایا تو لقب عظیم قبط اور عظیم فارس سے مخاطب فرمایا۔

من محمد بن عبد اللہ ورسولہ الی المقوقس عظیم القبط (ازالمع)
من محمد بن عبد اللہ ورسولہ الی کسریٰ عظیم
فارس (ازاد المعاد ص ۵۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں کو باوجودیکہ وہ آنحضرت کے ماتحت نہ تھے خود سر اور مستقل بادشاہ تھے عظیم کہنا۔ اہل اسلام کے اپنی ملکہ کو جبکہ ظل حکومت میں وہ رہتے ہیں منظم کہنے سے بڑیکر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قوم ثقیف کا (جو مسلمان نہ تھے) ڈیپوٹیشن آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مضیرہ بن شعبہ کو اذن دیا کہ وہ انکا

قدم علیہ وذل ثقیف فقال الغیر بن شعبہ
رسول اللہ انزل قومی علی فاکرم فقال رسول اللہ

لا ائتملان تکرم قومک (نزدالمعاد ص ۵۴)

اکرام کرے

قوم ملی کا ڈیپوٹیشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو روینف بن

ثابت نے انکو اپنے پاس بٹرایا یہ روینف بن
اون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس لیکر آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اور
اسکی قوم کو مرجا فرمایا۔

قدم علیہ وقد بلے فی ربیع الاول من سنۃ
تسع فائزہم روینف بن ثابت البلوی
حنۃ وقد ہم علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وقال ہوا عقی نقال لہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرجا بلے
بقومک (نزدالمعاد ص ۵۵)

اس اکرام و ملاطفت کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس
ڈیپوٹیشن نے اسلام قبول کیا۔

قوم صدرا کا (جو سلمان تھے) ڈیپوٹیشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس آیا تو حضرت سعد نے اجازت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو
اپنے گھرمیں اوتار ا اور اون کا

قدم علی رسول اللہ خمسۃ عشر حاکمہم زای
صدا) فقال سعد یا رسول اللہ دعہم فی دار علی
فنزہ علیہ فغیاہم واکرمہم (نزدالمعاد ص ۵۶)

اکرام کیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلفاء و جانشینوں کو فرمایا ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں منقول ہے کہ
ڈیپوٹیشنوں (یعنی مخالفین مذہب
کیون نہوں) کی ایسی ہی خاطر داری و تکریم
کیا کہ وہ بیے میں کرتا ہوں۔

اجیزو الوف بنو ما کنت اجیزوہم (صحیح
بخاری ص ۵۷)
ای اکرموہم بالضمیافۃ والتطیب لفقوسہم
والا غاتہم سواہم کا نوا مسلمین او کفاراً (غیر جاری)

جب مخالف مذہب ڈیپوٹیشنوں کے اکرام و تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے قول و فعل و تقریر سے ثابت ہے تو بارشاہ وقت جبکہ اہل اسلام رعایا اور ماتحت
ہوں تعظیم و تکریم کے ثبوت جو ازین کو شک کر سکتا ہے۔

جب مخالف مذہب ڈیپوٹیشنوں کے اکرام و تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے قول و فعل و تقریر سے ثابت ہے تو بارشاہ وقت جبکہ اہل اسلام رعایا اور ماتحت
ہوں تعظیم و تکریم کے ثبوت جو ازین کو شک کر سکتا ہے۔

امروم پر شہادت

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ روم (جو اسوقت عیسائی تھے) اب مغلوب ہو گئے ہیں پر چند سالوں میں وہ فارس پر (جو مجوسی تھے) غالب آئیں گے اور اس دن مسلمان خدا کی مدد سے (جوان عیسائیوں کو لپیگی) لمحوش ہوں گے خدا جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے وہ غالب ہے اور رحم والہ

لَمْ غَلِبَتِ الرُّومُ فِي أَمْنِ الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ
غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بَضْعِ سِنِينَ اللَّهُ
الْأَمْرُ مِنْ قَبْلِ وَمَنْ بَعْدُ يُؤْمِنُ بِنُظَرٍ
الْمُؤْمِنُونَ نَبْصَرُ اللَّهِ نَبْصَرُ مَنْ يَشَاءُ وَ
هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ - (روم ۱۶)

عامہ تفاسیر معالم وفتح البیان وغیرہ میں لکھا ہے کہ رومی (عیسائیوں پر فارسی مجوسی غالب آئے تو کفار کہ خوش ہوئے اور بولے کہ ہم بھی تم پر اسے مسلمانان) غالب ہوں گے۔ جیسے فارسی رومیوں پر غالب ہوئے ہیں۔ مسلمان یہ جانتے تھے کہ رومی فارسیوں پر غالب آئیں کیونکہ وہ اہل کتاب تھے اور اسلام سے قرب رکھتے تھے اور فارسی مجوس تھے جنہ کفار کہہ کر رہتے تھے جس پر یہ آیت اتری۔ یہ سنکر سنان بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت صدیق اکبر کفار کہہ سکے پاس جا کر بولے کہ تم خوش مت ہو بخدا رومی فارسیوں پر غالب آئے۔ گے۔ جب

قَالَ أَهْلُ التَّحْقِيقِ غَلِبَتِ فَارِسُ الرُّومِ فَفُجِحَ
بِذَلِكَ الْكَافَرُ مَكَّةَ وَقَالُوا الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ
كِتَابُ غَلَبُوا عَلَى الَّذِينَ لَهُمْ كِتَابٌ وَافْتَحُوا
عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا نَحْنُ أَيْضًا نَخْلِكُكُمْ كَمَا غَلِبَتْ
فَارِسُ الرُّومِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يَجُوبُونَ
أَنْ يَنْظُرُوا الرُّومَ عَلَى فَارِسٍ لَا نَمُ أَهْلُ
كِتَابٍ أَيْ نَصَارَى فَهَمُّ أَقْرَبَ إِلَى الْإِسْلَامِ
وَالْفَرَسِ مَجُوسٍ فَهَمُّ أَقْرَبَ إِلَى الْكَفَارَةِ فَشَرِّفَتْ
الْمُغْلِبَتِ الرُّومَ رَفَعَ الْبَيَانُ (ج ۳)
فَفُجِحَ أَجْمَعًا إِلَى الْكَفَارَةِ فَقَالَ فَرِحْتُمْ بِظُهُورِ الْخَوَافِكُمْ
فَلَا تَفْرَحُوا فَوَاللَّهِ لَيُظْهِرَنَّ الرُّومُ عَلَى فَارِسٍ
عَلَى مَا أَخْبَرْنَا بِذَلِكَ نَبَا ۛ ۛ ۛ فَرِحَ الْمُؤْمِنُونَ نَبَا ۛ ۛ ۛ

الروم علی فادیس قال السدی فتح النبئی والموہونین یظہرونہم علی المشرکین یوم بدر و ظاہر اہل الکتاب علی اہل الشرک (معالم مشاہدہ و مشاہدہ)	اس شہادت کے مطابق روم کو فارس پر فتح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمان بہت خوش ہوئے اسی قسم کی خوشی ہے جو مسلمانان
--	---

ہندوستان حکومت پنجاب سالہ فیصد ہند پر کی ہے کیونکہ حکومت فتح کا نتیجہ دلازمہ ہوا اور دونوں
کا حکم ایک ہے ۔

اور اس اثنا حکومت پنجاب سالہ فیصد ہند کو فتح ہوئی ہے (جیسا کہ برہما کی فتح) انودہ
بھی ویسی ہی فتح ہے جیسے روم کو فارس پر ہوئی تھی کیونکہ اہل کتاب کی بت پرستوں پر
فتح ہے نہ کسی مسلمان سلطنت یا ریاست پر پھر مسلمان اسپرکون خوشنیاں دناوین ۔ اور پھر
قرآن اور پیغمبر کی پیروی کیوں کریں ۔

آزادی مذہبی جو اس سلطنت میں مسلمانوں کو حاصل ہے وہ بجائے خود ایک مستقل
دلیل جو اہمیت ہے اس آزادی مذہبی کی نظر سے مسلمانوں کو اس حکومت پر اس قدر
سرت لازم ہے بقدر انکو اپنے مذہب کی سرت و محبت ہے ۔ خصوصاً اگر وہ المحدثین
کو جنکو بجز اس سلطنت کے اور کہیں ایسی آزادی حاصل نہیں ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطنت حبشہ میں (جو عیسائی تھی) اس آزادی
مذہبی کا حال سنا تو اپنے اصحاب کا کہ غلطی ہو کر اس سلطنت کے زیر سایہ رہنا پسند فرمایا
(جسکا بیان شہادت امر جہاد میں آتا ہے) پھر اس آزادی مذہبی کی نظر سے مسلمان
اس سلطنت کو (جہین انکو آزادی حاصل ہے) پسند کریں اور اسکی فتح و حکومت پر
اس خوشی سے (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کو فتح روم پر ہوئی تھی)
بڑھ کر خوشی کریں تو وہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو کیونکر
کہہ سکتے ہیں ۔

اور شاہدہ امر کہ اس خوشی میں انہوں نے اہل اسلام کو کہانا کھلایا یا دوسری عبارت میں
لیون کہو گزشتہ اپنا پہرا اور گورنٹ کو عیوش کیا سو اس کی بہتری پر کوئی طالب دلیل
نہوگا *

یہاں شاید ہمارے اسلامی ٹیلیوینٹ سوال کریں کہ آپ کے رسالہ اشاعت السنۃ نمبر (۱۰) جلد ۹
میں شادیوں کی دعوتوں کے متعلق ایک مضمون شائع ہوا ہے اس میں دہوم نام
کی دعوتوں کو جس میں فخر و ریاد نام آوری مطلوب ہو ممنوع لکھا ہے پھر یہ دعوت
جوبلی جمین سلسر فخر نام آوری مقصود تھی کیونکہ جائز ہو گئی۔ بہنو شاہدہ کہ ایک صاحب
جو اس دعوت میں تشریف لائے تھے یہ فرمایا بھی گئے ہیں کہ آہ تو مولوی صاحب
(خاکسار) شادیوں کی دعوت دھام والی دعوتوں سے منع کریں گے۔ اسکا جواب
یہ ہے کہ ان دعوتوں اور اس دعوت میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ وہاں ذاتی
فخر اور نام آوری مقصود ہوتی ہے یہاں فخر و نام آوری مقصود تھی تو قومی اور
اسلامی۔ یہاں شکر محسن گورنٹ (جسکا بیان شہادت امر چہارم میں ہوگا) کے علاوہ
فخر و نام منظور رہتا تو نہ کسی خاص ایک شخص کا بلکہ اسلام اور کل اہل اسلام
خصوصاً اہل حدیث کا *

اس دہوم دھام میں ہم نے گورنٹ پر یہ ثابت کرنا چاہا تھا کہ اسلام محسنوں کے
سرست میں شریک ہونا یوں کہلاتا ہے اور اہل اسلام اپنے محسن گورنٹ کے
ایسے شکر گزار ہیں *

لہذا یہ فخر و ریاد ہے تو اس ریاد کے شاہدہ ہے جو حج میں طواف کے وقت اگر اگر
چلنے میں پایا جاتا ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اعزاز و اظہار
توت جسمانی مسلمانانِ مدینہ کے لئے (جسکو کفار کو نے کہا تھا کہ مدینہ کے بخار نے
انکو ست کر دیا ہے) شروع فرمایا تھا۔ یا اس فخر کی مانند ہے جو حضرت ساجد

ان اشعار میں پایا جاتا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح
و حمایت میں اوہوں نے بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے منبر پر بیٹھ کر سنائے تھے *

امر سوم پر شہادت

اطاعت اور عقیدت سلطنت سے ہماری اور ہر مسلمان کی یہ مراد ہے کہ اس سلطنت
کی بغاوت نہ کریں نہ یہ کہ اپنے مذہبی اور عقاید اسلامی میں سلطنت کے تابع
ہو رہیں۔ سو اس معنی کی اطاعت و عقیدت سلطنت (غیر اسلامی کیوں نہ ہو)
کا حکم مخصوص قرآن و حدیث میں موجود ہے *

خدا تعالیٰ فرماتا ہے جس نے جسے مسجد الحرام کے پاس عہد کیا ہے جب تک
وہ عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو *

اور فرمایا اگر تمہارے بہائی تبیین
میں مدد چاہیں تو ان کو مدد دو مگر اس
قوم پر ان کو مدد نہ دو جن سے تم

الذین عاہدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا
لکم فاستقیموا لہم (اللہ تعالیٰ تعالیٰ) (برائۃ ۲۶)
وان مستصرکم فی الدین فعلیکم النصرا لعل
قوم بیکم و بینہم میناق واللہ بالعلون
بصیر۔ (انفال ۱۰۶)

عہد کر چکے ہو *

اور فرمایا عہد کو پورا کرو عہد سے سوال
ہو گا *

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو
عہد دے گا عہد پورا کرے گا وہ ہم
میرے سے نہیں رہے اور نہ میرے اس کے گروہ

واؤ فوا بالعہد ان العہد کان مستقلاً
(نبی اسرائیل علیہ السلام)
وین لا یفی لہدی عنہا عہدہ فلیس فی لہوت
منہ (سورہ مسلم)
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من قتل عہداً من عہدائنا

سے ہون۔ اور فرمایا جو شخص عہد و امان کے مار ڈالے گا وہ بہشت کی خوشبو نہ پائے گا باوجودیکہ چالیس برس کے فاصلہ سے اسکی

الجنة وان ربحها التوجه من مسيرة
الربعين عامًا۔
(مرقاۃ المفاتیح ص ۲۳۸)

خوشبو آتی ہے *

اور فرمایا عہد شکن کے لئے قیامت کے دن نشان کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائیگا یہ فلان شخص کا عذر ہے۔ اور فرمایا جو عہد دالے کو بلا جرم مارے اس پر بہشت حرام ہے *

ان الغادر یصیب لہ نواء یوم القیامت
فیقول ہذہ غدرتہ فلان بن فلان
متفق علیہ۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قل معاہد فی غیر کمنہ حرم اللہ علیہ الجنة
(مرقاۃ ابوداؤد ص ۲۳۸ ج ۲)

اور فرمایا میں عہد شکنی نہیں کرتا اسکی موافق حضرت فاروق نے اپنے جانشین کو وصیت فرمائی کہ عہد والوں کا عہد پورا کریں اور ان کی حمایت میں انکے مخالفوں سے لڑیں *

انی لا اخیس بالعہد (مرقاۃ ابوداؤد ص ۲۳۸ ج ۲)
وقال عمر بن الخطاب و اوصیہ بذمتہ اللہ
و رسولہ ان یوفی لہم بعہدہم وان یقاتل
من وراثتہم۔
(مرقاۃ المفاتیح ص ۲۳۹)

اور یہ بات بدلائل ثابت ہے کہ ہندوستان میں جلد رئیس و رعایا اہل اسلام برٹش گورنمنٹ کے عہد میں داخل ہیں۔ ان دلائل کی تفصیل ہمارے رسالہ اقتصاد فی مسائل الیچاؤ میں موجود ہے اس محل میں ان دلائل کی تفصیل مشکل ہے *

امر حاکم پر شہادت

کیکی دانتی غوبلی کا (مخالف مذہب کیون نہوں) مستتر ہے ہونا اور اسکی تعریف کرنا

اور اسکے احسان کا شکر گزار ہونا خدا کی ۔ اور اُسکے رسول کی ۔ اور ان کے سچے پیروان کی سنت ہے اور کتمان جن احسان کفرانِ نعمت ہے ۔

خدا تعالیٰ نے ان حبشیوں کی جو مسلمانوں سے دوستی رکھتے تھے قرآن میں

تعریف فرمائی ۔ اور یہودیوں کی جو

ان سے دشمنی کرتے تھے مذمت کی ۔

دوسری آیت میں بعض اہل کتاب

کی امانت داری کی تعریف کی ہے

حبشیا کہ بعض نادبہدوں کی شکایت

فرمائی ہے ۔

حضرت موسیٰ کو فرعون نے اپنی پرورش کا

احسان بتایا تو اوہ چونے لگے اس سے

انکار فرمایا بلکہ ایک اور وجہ سے اس

احسان کا جواب دیا جس میں صاف

دلائل ہے کہ احسان کا کفر کا بھی لائق

انکار نہیں ہے ۔ امام رازی نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے اس آیت سے معلوم

ہوتا ہے کہ کفر کے سبب کافر کا احسان نجات

باطل نہیں ہوتا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے

اسکا اور وجہ سے جواب دیا چنانچہ ہم نے

بیان کیا علماء کا اس میں اختلاف ہے بعض

تو کہتے ہیں کہ کافر منعم النعم کر نے سے

شکر یہ کاسحتی نہیں رہتا بلکہ وہ کفر کے

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا

الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً

لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يَقُولُوا إِنَّا نَصْرِي ذَٰلِكَ يَٰأَيُّهَا

مَنْهُمْ قَسِيصٌ مِنْ رِهَاغَا وَهُمْ لَا يُسْتَكْبَرُونَ (سورة احزاب)

وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ نَتَقَّ آمَنَهُ فَيَتَطَلَّعُ فِي دَعْوَةِ

الْبَيْتِ وَمِنْهُمْ مَنْ أَنْتَمَنْعَهُ بِدِينِهِ لَا يُؤَدُّ إِلَيْهَا

الْأَمَانَةَ عَلَيْهِ قَايِمًا (آل عمران ۷۶)

قَالَ الْمَرْيُوكُ فِينَا وَلِيَدُ أَوْلَبْتُ فِينَا مَنْ

عَمَلِكُمْ سَنَدِيرُ فَعَلْتُ فَعَلْتُكَ الَّتِي فَعَلْتُ أَنْتَ

مِنْ الْكَافِرِينَ - قَالَ فَعَلْتُهَا إِذَا وَ

أَنَا مِنَ الضَّالِّينَ -

وَعَلَّمَ أَنَّ فِي الْآيَةِ دَلَالَةً عَلَى أَنَّ كُفْرَ الْكَافِرِ

لَا يَبْطُلُ نِعْمَتُهُ عَلَى مَنْ عِيسَى الْبَيْتِ وَلَا يَبْطُلُ

مَنْعُهُ لَأَنَّ مُوَسَّى أَمَّا الْبَطْلُ ذَٰلِكَ بِوَجْهِ

أَخْوَعِ مَا بَيْنَنَا - وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ

فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا كَانَ كَافِرًا لَا يَسْتَحِقُّ

الشُّكْرَ عَلَى نِعْمَتِهِ عَلَى النَّاسِ إِنَّمَا يَسْتَحِقُّ

سبب سے امانت کا مستحق ہو جاتا ہے
دوسری یہ کہتے ہیں کفر کے سبب اسکا
شکر احسان باطل نہیں ہوتا گو وہ کفر کے
سبب ثواب اور اس قدر نیک جو مومنوں
کے لئے سزاوار ہے مستحق نہیں رہتا۔

الامانة بكفر * * وقال الاخر
لا يطل الشكر بالكفر وانما يطل بالكفر
الثواب والمدح الذي يستحقه على الايمان
والآية تدل على هذا القول الثاني -
(تفسیر کبیر ص ۳۱۱ جلد ۷)

یہ آیت اس دوسری گروہ کے قول کے لئے سند ہے :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو لوگوں کا (یعنی مومن ہوں خواہ کافر)
شکر گزار نہ ہو وہ خدا کا شکر گزار ہی نہیں
ہے۔ اور اسی کے موافق آپ کا عمل رہا
آپ نے کافروں کے احسان کا بھی

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
قال من لا يشكر الناس لا يشكر الله -
(ابوداؤد ص ۳۶ جلد ۲)

ویسا ہی شکر کیا ہے جیسا کہ مومنوں کا :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مطعم بن عدی کے ایک احسان کا اسکے کفر
میں مجاہدے کے بعد شکریہ ادا کیا اور
صاف فرمادیا کہ اگر مطعم زندہ ہوتا اور
مجھے ان بدر کے قیدیوں کی راجی کے لئے

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في
اسكيا بدر وكان مطعم بن عدى حيا فمكثني
في هواي لثقتهم له - (بخاری ص ۵۱۱)

کہتا تو میں انکو چھوڑ دیتا :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص شوہر زینب (بختیگر حضرت
سالتہ) نے کفر کی حالت میں مشرکین کے کہنے پر زینب کو طلاق نہ دی تو
آپ نے اسکا شکریہ ادا کیا۔ اور جب
اسکو بدر کے قیدیوں میں چھوڑ دیا تو
اس سحر یہ عہد لیا کہ زینب کو آپ کو یاس

ثم ذكر رسول الله صلى الله عليه وآله من بني عبد
شمس فاشي عليه قال حدثني فضيل بن واعد
خوفى لي - . (بخاری ص ۲۳۸)

وكان ابو العاص مصافيا لرسول الله
صلى الله عليه وسلم وساله المشركين ان
يطلق ترديد فاجاب فشكر له عليه السلام
ذلك ولما اطلقه من الاسر شرط عليه ان
يرسل ترديد الى المدينة فعاد الى مكة و
ارسلها فلما اقال الحق (قطا لاني مكتبة ج)

بہنچا اوسے اس نے اس عہد کا ایسا
کیا تو آپ نے اس پر اس کی تعریف
کی یہم واقعہ اس موقع پر ہوا کہ حضرت
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت
فاطمہ الزہراءؑ پر دوسرا شہنچ کرنا
چاہا تھا۔

ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حبشہ کے بادشاہ عیسیٰ (نجاشی) کا حال انصاف
قال اهل التقدير اتيمت قریش ان يفتنوا
المومنين عن دينهم فوشكل قبيلة علي من فيها
من المسلمين يؤذونهم ويعذبونهم فافتن
من افتن وعصم الله منهم من شاء و
منع الله تعالى رسوله بعد ابى طالب
فلما لم يرسول الله صلهم ما باصدا به ولم
يقدر على منعهم امرهم بالخروج الى الارض
المحشدة وقل ان بها ملكا صالحا لا يظلم
ولا يظلم عنده احد فاخرجوا اليه حتى
يجعل الله للمسلمين فرجا۔

دشمن مردم آزاری معلوم ہوا تو آپ نے
ہاں الفاظ اس کی تعریف کی کہ وہ
صالح یعنی ایسا بادشاہ ہے نہ وہ کسی پر
ظلم کرتا ہے اور نہ اس کے پاس کوئی
اوپر شخص کسی پر ظلم کرتا ہے۔ اور ان کو
جو کہ میں کفار کے ہاتھ سے تکلیف پاتے
تھے اس کی سلطنت میں جابرین کی
رضیت دلائی۔

(معالم التنزيل ف ۲۹)

ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ایک مشرکہ عورت کی کچال سے پانی
لیا تو اس کے شکر میں اس کو ستون وغیرہ
دیا اور اچھ کر دیا۔ اور پھر جب کہی اسکے آس پاس دیا و کیا تو اس احسان کی
نظر سے اس کی چوٹی پر لون کو بچا لیا جس کو

دیکھو یہ صحیح بخاری ص ۱۹۔

سب اس کی تمام قوم کو اسلام نصیب ہوا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اپنے حسن مشرک (امیر بن خلف) کے احسان کے عوض میں کہ اس نے مکہ مکرمہ میں دیکھا ہو صحیح بخاری ص ۳۸۸ اس کے مال و اسباب کی حفاظت کی تھی بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کو ہاتھ ہو سکتی جان بچانے میں کوشش کی و ایسی احادیث و آثار اور بہت ہیں جن میں غیر مذہب محسنوں کے احسان کا شکریہ ادا کرنا اور انکی سچی خوبیوں کا تعریف کرنا پایا جاتا مگر اس مقام میں ان کی تفصیل دشوار ہے ۔

شہادت امیر خیم

غیر مذہب کے حق میں دعامنع ہے تو صرف و عار مغفرت منع ہے سو بھی ایسے

بہ کفار کرمین و عار مغفرت کر نہیں دلائل قرآن و احادیث کا اختلاف ہے۔ قرآن

مجید میں بعض ایسا ہے کافروں کے لئے و عار مغفرت منقول ہے چنانچہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام منقول ہے کہ انہوں نے

فرمایا اے خدا ان بتوں نے بہت

لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ پھر بخاری میں ہے

میرا گناہان لیا وہ تو میری ہی لوگوں میں سے ہے اور جس نے زمانا تو اسکو معاف کر ڈالا

رحمہ اللہ

ایسا ہی حضرت مسیح علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ اپنے پوجنے والوں کے حق میں کہیں

گئے کہ خدا یا تو ان کو عذاب کنو تو وہ تیری

بندگی میں رہتے تیری قدرت میں ہیں اور اگر

ان تعذبہم فانہم عبادک وانظر لہم

فانک انت العزیز الحکیم۔

تو معاف نہ کری تو تو غالب ہو اور صاحب حکمت

باقی صفحہ ۲۴۱

شخص کے حق میں جب کافر پرنا اور دوزخی ہو چکا معلوم ہو۔ مغفرت کے سوا اور
 اسوہ زندگی یا سلامتی یا کسی اور پہلائی کی دعا شرعاً ممنوع نہیں ہے۔ اور اس دعا
 کی مانگت پر کوئی دلیل کتاب و سنت میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ دعا سلامتی کی
 اجازت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں پائی جاتی ہے جس میں اہل
 کتاب کے جواب سلام میں وہ علیکم السلام
 کا حکم ہے۔ جبکہ معنی اس صورت میں کہ

اذا سلم علیکم اهل الكتاب فقولوا وعليکم۔
 (بخاری ص ۹۴۰)

اہل کتاب سلامان کو السلام علیکم کہیں سام نہ کہیں ہی جتنے ہیں کہ تیسر ہی سلام ہو +
 بعض سلف صالحین نے اہل کتاب کو اس دعا بھی سلام کرنا جائز رکھا ہے چنانچہ امام
 نوہادی نے شرح صحیح مسلم میں نقل
 کیا ہے ان کے نزدیک وہ حدیث
 جس میں اس دعا سلام کی ہدایت اور
 سبب اول ہے +

وحی القاضی من جماعۃ اذ یجوز ابتداء
 بہ للضرورة والحاجة او سبب قول
 علقمة والنخعی عن الاوزاعی ان قال ان
 سلمت فقد سلم الصلحون وان ترکت فقد
 ترک الصلحون (شرح مسلم ص ۴۸۷)

قومین کے دیوبندین کو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کہا کہ اس دعا کا پانی تم کو
 حیاکم اللہ کہنا اور حیاکم اللہ کہنا
 اول میں ہو چکا ہے۔ دعا نہیں ہے تو کیا ہے +

محبابک و یقومک (نزد المعاد ص ۲۸)
 فحیاکم و اگر ہم (نزد المعاد ص ۲۸)

قاموس میں جو لغت عرب کی کتاب اور مجمع البحار میں جو خاص لغت احادیث کی
 کتاب ہے تحریر کرتے سلام اور قبا کہتے ہیں
 اور حیا کہتے ہیں اللہ کی قسم کہ میں اللہ کی قسم کہ میں اللہ کی قسم کہ میں
 تجھ کو زندہ رکھوں خوش رکھوں۔ باقی کچھ
 عمر زیادہ کر دو +

الغنیۃ السلام وحیاہ نجات والبقاء والملك حیالک
 ابقاک اللہ و ملکک (قاموس ص ۲۸) حیالک اللہ
 ابقاک اللہ و ملکک اوفی حیاک و سلام علیک
 الغنیۃ السلام حیالک اللہ ابقاک اللہ (مجمع البحار ص ۲۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو سراقہ بن مالک نے آپ کے گرفتار

کرنے کے ارادہ سے آپ کا تعاقب کیا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بددعا کی جس کے سبب اس کا گھوڑا اسپتھ پٹ تک زمین میں دبس گیا۔ اس نے کہا میں سمجھتا ہوں تھے بددعا کی ہے اب میرے لئے دعا کرو میں خدا کو ضامن دیتا ہوں کہ اب تمہارا تعاقب کوئی نہ کرے گا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے اس بلا سے نجات کی دعا کی تو اس کی نجات ہوئی اور پھر جو

وَاتَّبَعْنَا سِرَاقَةَ بْنَ مَالِكٍ فَقُلْتُ: إِنِّي نَبِيٌّ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَا تَخْشَى أَنْ يَكُونَ اللَّهُ مَعَنَا
فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُذِيتُ
بِهِ فَوَسَدَ إِلَى بَطْنِهَا فِي جِلْدٍ مِنَ الْأَرْضِ
فَقَالَ إِنِّي أَسْأَلُكَ دَعْوَتَهُ أَعْلَى فَادْعُوا لِي
فَاللَّهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الْغُلْبَ فَدَعَا
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَبَا
فَجَعَلَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَالَ كَفَيْتُمْ مَا هُنَا
فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَحِمَهُ -

(بخاری ۴۳۹، مسلم ۱۶۹ جلد ۲)

کوئی اس کو رستہ میں ملا اس کو واپس کیا۔

غزن پر چبھنے اور یہ کہتے تھے کہ خدا یا تو ان کو تہذیب دے یا ان کو نادان بن دے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب انہوں نے اپنے چچا ابو طالب کے لئے اس کے گزیر جانے کے بعد دعا پر مغفرت کی تو قرآن مجید

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ النَّظَرُ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
ضَرْبُهُ قَوْمٌ فَادْمَوْهُ وَهُوَ مَسِيحٌ لَدَمٍ
عَنْ وَجْهِهِ وَلَيَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي
فَانَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ بخاری ۴۳۹

ہے کہ وہ مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ وہ ان کے قراتت کریں انہوں جب ان کو یہ دعا پڑھ جائیں گی وہ لوگ

مکرم یا گیا کہ نبی اور مومنوں کو لائے نہیں۔
مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الْإِيمَانُ مَسْأَرَةً يَسِيرَةً يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ
أَوَّلَى قُرْبَى مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ يَفْضَحُ الْحَيْمَ

<p>آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ سے تکلیفیں پہنچیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حقیقین بد دعا کی جس کے سبب مکہ میں سخت قحط پڑا یہاں تک کہ لوگوں نے بڑیا اور مردار کھانا اس حالت کو پہنچا کہ ابوسفیان (جو اس وقت کافر اور آنحضرت کا جانی دشمن تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سائل ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم (قحط سے) مر رہی ہے خدا کی جناب میں ان کے لئے آپ دعا کریں اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور خوب بارش ہوئی اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا</p>	<p>باب اذا استشفع المشركون بالمسلمين عند القحط - ان قرئنا بطون الاسلام فدعى عليه النبي صلى الله عليه وسلم فاخذتهم سننه حتى هلكوا فيها واكلوا الميتة والعظام فجاء ابوسفیان فقال يا محمد حثت تامر بصلوة الرحموان قومك قد هلكوا فادع الله عز وجل فقرا فارتفعت يوم تاتي السماء بدخان مبين آلاية ثم حادوا الى كفرهم فذالك قوله تعالى يوم تبشش البطشة الكبرى يومئذ يمشرون اسباط عن مصور فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم</p>
<p>دو دفعی ہو چکا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ کے لئے دعا کی تھی تو اس بات کے علم سے پہلے کی تھی کہ وہ خدا کا دشمن ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو ابراہیم علیہ السلام اس سے بیزار ہو گئے۔ اسی اختلاف دلائل کی نظر سے مینے ممانعت دعا و مغفرت کو شرطی طور پر بیان کیا ہے اور اس اختلاف کا رفع بھی اسی تفصیل سے ہو سکتا ہے کہ جس کا ذکر کا کفر و خاتمہ ہونا اور اس کا دوزخی ہو جانا ظاہر ہو چکا ہو اس کے حق میں دعائے مغفرت نہ کریں اور جس کے خاتمہ کا حال معلوم نہ ہو اس کے لئے دعا کریں۔ اسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت مسیح اور اس نبی کا جس کو قوم نے لاداعا دعا مغفرت کرنا محمول ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ وعلمہ اتم۔</p>	<p>وما كان يستغفر ابراهيم لابيه الا مع عذره وعذراياه فلما تبين له انه عدو لله تبرأ منه ان ابراهيم كان حليما</p>

ہے اور اس سے پر سیکہ نکالا ہے کہ
مشرکین مسلمانوں سے مینہہ کے لئے
دعا چاہیں تو وہ اُن کے لئے دعا
کرین *

فَسَقُوا لِعِثِّ فَاطِبَقَتْ عَلَيْهِمْ سَبْعًا
شَكَالِئَامِ كَثُورَةُ الْمَطَرِ قَالِ اللَّهُمَّ وَاللَّيْثَا
وَلَا عَلَيْنَا فَاخْذِرْتِ السَّحَابَةَ عِزًّا
فَسَقُوا النَّاسَ حَوْلَهُمْ (بخاری ۱۲۱)

اب اس سے بڑھ کر اس دعا کے لئے اور کیا ثبوت بکار ہے ؟
اور اگر ہم ذرا غور و مامل سے کام لیں اور یہ خیال کریں کہ ہمارا اس سلطنت کے
لئے دعا کرنا ان برکات امن ازادی مذہبی و اسباب ترقی کی نظر سے جن سے
ہماری زمین و دنیا کو مدد پہنچتی ہے تو اس سلطنت کے لئے دعا برکت و سلامت
نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے ۔ کیونکہ یہ دعا و حقیقت اپنے ہی مذہب کی شہرت
کے لئے ہے جسکی ضرورت میں کیکو شک نہیں ہے *

ان شہادتوں سے ثابت ہوا کہ اہل حدیث نے ان امور ختمہ میں اور ایسا ہی
عام اہل اسلام نے ان امور و طرق انکھار مسرت میں جو اس قسم کے اُن سے
وقع میں آئے ہیں اپنی شریعت کا خلاف نہیں کیا بلکہ عین اتباع شریعت
کیا ہے *

شاید یہاں کوئی یہ سوال کرے کہ کتب فقہ میں کفار کے تہواروں پر
خوشی منانے کو کفر لکھا ہے اور اس پر حدیث مِّنْ تَشْبِیْهِ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ سے
استدلال کیا ہے ۔ اور حیرش بن جوبلی یہودیوں کی رسم ہے پیر اس موقع پر مسلمانوں کو
خوشی کرنا یا عیسائیوں کی خوشی میں انکو شریک ہونا کیونکہ کفر نہیں ہے اسکا جواب
یہ ہے ۔ کہ فقہاء نے کفار کے ان ہی تہواروں کی تعظیم کی خوشی کرنے اور انکی

بجائے ترمجہ جیسا کہ اس حدیث میں لکھا کہ ان کو الیہ جتے ہیں (یہ ہے جو کسی قوم سے صورت یا لباس کی نقل
میں مشابہت رکھو وہ اس قوم سے ہو جاتا ہے) *

خوشی میں مسلمانوں کے شریک ہونیکو کفر کھانا ہے جو کفار کے مذہبی تہوار ہون اور انہی مذہبی امور میں کفار کی مشابہت اختیار کرنے پر اس حدیث میں وعید وارد ہے دنیاوی امور میں کفار کی خوشی میں شریک ہونے کو نہ فقہار نے کفر کہا ہے اور نہ اس حدیث سے راگرا کو صحیح فرض کر لیا جاوے اسکا کفر ہونا ثابت ہوتا ہے اور جوبلی کا جشن مسلمانین پیورو نصاریٰ کی ایک دنیاوی رسم ہے اسکو مذہب پیورو نصاریٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہذا اسکی خوشی میں مسلمانوں کو شریک ہونا کفر نہوا +

فتاویٰ قاضی خان میں (جو فقہ مذہب حنفی میں ایک مشہور و مقبول کتاب ہے) لکھا ہے کہ کسی شخص نے نوروز کے دن (جو مجوسیوں کا مذہبی تہوار ہے)

کچھ خرید کیا پسین اگر اسکی نیت اس دن کی تعظیم ہے تو پک کفر ہے۔ اور اگر اسنے اپنے کھانے پینے کو انہ اسدن کی نیت سے (کچھ خرید کیا تو یہ کفر نہیں ہو اور اگر اسدن کی کو اسنے کچھ بیوی خرید بھیجا اور اس سے اس دن کی تعظیم کا ارادہ نہیں کیا۔ صرف لوگوں کو رسم و رواج کا اتباع کیا ہے تو یہ کفر نہیں مگر اس سے احتساب بہتر ہے۔ امام ابو جعفر کبیر سے مروی ہے کہ اگر کوئی بچا پانچ سال خدا کی عبادت میں بسر کرے۔ پھر نوروز کے دن مشرکوں کو اس دن کی تعظیم کی

مرجل اشتري يوم النور و شيعا لم يشتر في غير ذلك اليوم ان اراد به تعظيم ذلك اليوم كما يعظم الكفرة يكون كفرا وان فعل ذلك لاجل الشرب لا لتعظيم يوم النور فلا يكون كفرا۔ وان اهدى يوم النور و شيعا الى انسان شيئا ولم يرد به تعظيم اليوم و اما فعل ذلك على عادة الناس لا يكون كفرا۔ و ينبغي في هذا ما لا يفعله قبل ذلك اليوم ولا بعده ان يختار من التشبه بالكفرة و من الامام ابى جعفر الكبير اذا عبد الرجل خمسين سنة ثم ساء يوم النور و شيعا

الی بعض المشركين بيضة يريده تعظيم
يوم النيرة فقد كفر بالله وجط عمله
واذ اتخذ مجوسى دعوة لماق راس
ولاء اوجز ناصيته فاجاب مسلم و
حضر عوفه لا يكون كذا ولاولى
ان يفعل ولا يوافقهم على مثل ذلك
مسلم - (فتاوى قاضى خان ض ۷ ج ۲)

نیت سے کچھ بدینہ پیچھے تو وہ کافر ہوا۔
اور اسکا عمل باطل ہو گیا۔ اور اگر کوئی
مجوسى اپنے بچے کے سر منڈانے یا
پیشانی کے بال کٹوانے پر لوگوں کی دعوت
کرے۔ اور کوئی مسلمان بھی اس دعوت
میں حاضر ہو جائے تو یہ کفر نہیں۔ مگر
بہتر یہ ہے کہ مسلمان اس فعل میں

ان کی موافقت نہ کرے *

اور فتاویٰ صغریٰ میں ہر جاپہ شرح فقہ اکبر میں منقول ہے جو شخص نوروز

والفتاوى الصغرى ومن اشترى يوم النيرة شيئا لم
يكن يشتر به قبل ذلك ان اراد به
تعظيم النور وكفرى لا نعظم
عيد الكفرة وان اتفق الشراعو
لم يعلم ان هذا اليوم يوم النيرة لا
يكفر قلت وكذا اذا علم ان هذا اليوم
هو النور ومن اشترى لکنه اشترى لاسباب
اخر من حرم وث ضيافة ونحوها
فانه لا يكفر ومن اهدى يوم النيرة
الى انسان شيئا وادابه تعظيم
النور وما كفى -

کے دن ایسی چیز خرید کرے جسکو پہلے
خرید نہ کرتا تھا اسکے دل میں نوروز کی
تعظیم ہو تو وہ کافر ہوگا کیونکہ اس نے
کافروں کی عید کی تعظیم کی اور اگر
اسنے اتغافہ کچھ خریدا اور اسکو اس
دن کا علم نہ تھا۔ تو وہ کافر نہ ہو امین
(صاحب شرح فقہ اکبر) کہتا ہوں وہ
جانتا بھی ہو کہ یہ نوروز ہے مگر وہ اس
دن کوئی چیز کسی اور غرض سے خریدتا
ہے تو بھی وہ کافر نہیں ہوتا۔ اور اگر
اسدن کسیکو بطور تحفہ کچھ بھیجتا ہے اور
اس سے اسدن کی تعظیم کی نیت کرتا ہے

(شرح فقہ اکبر ص ۱۵۲)

تو وہ کافر ہو گا *

اور حضرت امام المحدثین میں لکھا ہے کہ صاحب جامع صغیر نے فرمایا انروز
کے دن ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو
بطور تحفہ کچھ بھیجے اور اس سے اس دن
کی تعظیم کا ارادہ نہ کرے صرف سرج
رسم کی پیروی کرے تو یہ کفر نہیں
ہے بلکہ بہتر یہی ہے کہ اس دن
یہ کام نہ کرے اس سے آگے یا پیچھے
کرے تاکہ اس قوم کا شاہد نہ ہو جو
اس دن آپس میں بدیدہ بھیتے ہیں۔ کیونکہ
انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

المسلم اذا اهدى يوم النذر الى مسلم
اخبر شيئا ولم يرد به تعظيم ذلك اليوم
ولكن جرى على ما اعتاده بعض
الناس لا يكفر ولكن ينبغي ان لا يفعل
ذلك في ذلك اليوم خاصة ويفعله
قبلا وبعدا لئلا يكون متشبها بهؤلاء
القوم وقد قال عليه السلام
من تشبه بقوم فهو منهم -
(مختر المحدثين)

فرمایا ہے جو کسی قوم کی مشابہت کرتا ہے وہ انہی میں سے ہوتا ہے *
ان روایات فقیہ سے بخوبی ثابت ہے کہ فقہاء نے غیر مذہب کی دنیاوی
تہواروں کی خوشی میں مسلمانوں کے شریک ہونے کو کفر نہیں کہا بلکہ صرف
مذہبی تہواروں کی خوشی میں شریک ہونے اور ان تہواروں کی تعظیم کرنی کو
کفر کہا ہے *

لہذا جو ملی کی خوشی میں (جو اہل کتاب کی ایک دنیاوی اور شاذ رسم ہے)
مسلمانوں کا شریک ہونا اس حکم فقہاء میں داخل نہیں ہے *
اور اگر بالفرض اس رسم کا رسم مذہبی ہونا ثابت ہو جائے تو بھی مسلمانوں کا
اسکی خوشی میں شریک ہونا اس حکم فقہاء میں داخل نہیں کیونکہ مسلمانوں نے نہ اس
رسم کو مذہبی جانا اور نہ بلحاظ مذہب اس رسم یا اس دن کی تعظیم کی۔ انہوں نے صرف

اس سلطنت کے برکات و امن و آسائش بچا ہوا سالہ پر خوشی کی ہے جسکو مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے *

ان روایات فقہیہ میں جو یہ کہا گیا ہے کہ کفار کی دنیاوی رسم میں مسلمانوں کو شریک ہونا کو کفر نہیں مگر اس سے مسلمانوں کو احتساب بہتر ہے سلم اور لایق تسلیم ہے بشرطیکہ اس شرکت میں مسلمانوں کا کوئی فائدہ و قومی مصلحت نہ ہو۔ اور جس حالت میں اس شرکت میں مسلمانوں کے قومی فوائد و مصالح ہوں جبکہ سرشت جو پہلی کی شرکت میں فوائد اسلام و اہل اسلام کی نسبت حکام وقت کی حین ظنی اور ثبوت غیر خواہی وغیرہ) موجود ہوں تو احتساب سے شرکت اولے ہے۔ اور بحق اسلام و اہل اسلام مفید تر ہے۔

ولیکن جو اس اولویت احتساب پر حدیث میں تشبیہ الخ سے استدلال کیا گیا ہے یہ لایق تسلیم نہیں ہے۔ کیونکہ اولاً وہ حدیث صحیح و لایق ترک نہیں ہو اسکی تفصیل ہم پھر کسی پرچہ میں کرینگے۔ انشا اللہ تعالیٰ۔ بالفعل اتنا کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ ان کے راویوں میں دوراوی ضعیف ہیں۔ اول عثمان بن

الی شیبہ جو باوجود ثقہ ہونے کے وہم بھی رکھتا تھا۔ دوسرا ابو نصر عبد الرحمن بن ثابت دمشقی جو باوجود صادق ہونے کے خطا کرتا تھا اور اخیر عمر اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا اور اگر یہ ابوالنظر عبد الرحمن مدنی ہے تو یہ مجہول الحال یا مجہول الحال

عثمان ابی شیبہ ثقہ مشہور لہ او
ہاندہ بن عبد الرحمن بن ثابت دمشقی
صمد وق یمنی ورمی بالقد
ثقت۔ یا خضرہ عبد الرحمن بن
ثابت الملقی مجہول
(تقریباً ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲

لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے وہ دنیاوی امور و عادات میں مشابہت کفار پر وارد و متوجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ بعض دنیاوی امور و عادات میں مشابہت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اکابر اصحاب میں پائی گئی اور ثابت ہو چکی ہے +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کا لباس (تہہ بند - چادر - کورتہ - عمامہ) وہی تھا جو عام عرب کا لباس تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں بجز چند خاص تبدیلیوں کے کہ ازار بخون سے تپے نہ ہو اور لباس زمین یا کسم کا رنگا ہوا نہ ہو عام تبدیلی زمین کی اور اس لباس میں مشابہت کفار کو عام مانعت نہیں فرمائی ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا پینا - جوتا پہنانا - سونا - بھڑانا - پھلنا - گھوڑے پر اوٹ پر سوار ہونا - کلام کرنا وغیرہ وغیرہ عام رواج وقت کے موافق تھا۔ ان امور میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجز خاص تبدیلیات کے عام تبدیلی کا حکم نہیں دیا۔ اور بعض عادات و افعال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص کر اہل کتاب کا توافق کیا ہے از انجملہ سدل ہے (یعنی سر کے بالوں کی بیچ سے مانگ نہ نکالنا بلکہ بالوں کو ایک طرف لٹکا دینا جیسا کہ اس وقت عیسائی کرتے ہیں) جب آپ مکہ میں تھے تو جب علوش عرب آپ مانگ نکالا کرتے تھے - جب مدینہ میں آئے تو عادات اہل کتاب کے موافق سدل کرنے لگے جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ مانگ نکالنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فعل ہے تو پھر آپ نے سدل کو ترک کیا اور مانگ نکالنا اختیار فرمایا۔

از انجملہ شامی جبہ رنگ آستین کا چھٹہ (جو یہودیوں کا لباس تھا یا کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جب موافقہ اہل کتاب فیالم یوم فیہ وکان اہل الکتاب یسکون اشعارہم وکان المشرکون یفرقون رؤسہم فسدل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ناصیۃ ثم فرقا بعد - (بخاری ص ۲۰۷)

جبہ کسروانیہ (جو کسری شاہ فارس کا لباس تھا) زیب تن فرمانا صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شامی جبہ فتوحاً وعلیہ جبۃ شامیۃ فمضواً و استثنوا وغسل وجہہ فذهب یخرج یدیم من لمیہ فکانا ضیقین فاخرج یدیم تحت بدینہ فغسلہا (بخاری ص ۸۶ ج ۲)

تنگ آستین پہنا ہوا تھا آپ وضو کرنے لگے تو آستین سے باہر اٹھ نہ نکال سکے آخر جبہ کے اندر سے ہاتھ نکال کر دھوئے *

صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسروانی جبہ زیب تن فرمایا کرتے جبکی اجیب اور چاکوں کی جگہ ریشمین مغزی لگی ہوئی تھی *

ان عادات و افعال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام عرب اور خاص اہل کتاب سے مشابہت

یلبسہا۔ (مسلم ص ۲۶ ج ۲)

موافقت ثابت ہونے کے ساتھ کوئی سلمان کب تجویز کر سکتا ہے کہ جو اس حدیث میں شاہد کفار پر وعید وارد ہے وہ دنیاوی امور میں شاہد کو بھی شامل ہے *

ہر چند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے مواقع میں عام مشرکین یا اہل کتاب کی مشابہت سے بچنے کا بھی حکم دیا ہے مگر اس سے یہ عام حکم نہیں نکلا کہ جس شخص نے کسی عادت یا لباس میں کفار کی مشابہت کی وہ اپنی کے گروہ میں داخل اور دین اسلام سے خارج ہوا جیسا کہ حدیث میں تشبیہ الخ کا ظاہری معنا ہے *

جو ٹیچم ٹا اس حدیث کی دست آویز سے ہر ایک امر میں (دنیاوی کیوں نہ ہو) کفار کی مشابہت کو کفر قرار دیتے اور اس کے مرتب پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ بعض افعال و عادات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے اصحاب کی مشابہت پائی گئی ہے وہ اس فتویٰ کفر کے اثر سے کیونکر محفوظ رہ سکتی ہے؟

پابچلہ دنیاوی امور میں جبکو مذہب کفر یا اسلام سے تعلق نہ ہو غیر مذہب کی مشابہت کفر نہیں ہے۔ نہ انکو فقہاء نے کفر کہا ہے اور نہ اس حدیث سے اسکا کفر ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔

ان دلائل و مسائل کے پڑھنے اور سننے سے امید ہے عام ناظرین اور گورنمنٹ کو ہمارے اس دعوے کی جوہم نے صدر مضمون میں کیا ہے پوری تصدیق ہوگی اور یہ بات بخوبی سمجھ میں آجائیں گے کہ جشنِ جوبلی پر جو کچھ اہلِ حدیث یا ان کے مثل اور اہل اسلام نے کیا ہے سچے دل سے کیا ہے اس میں صرف ظاہر داری اور بھوٹی خوشامد سے کام نہیں لیا اور نہ اپنی شریعت و مذہب کا خلاف کیا ہے۔

اہلِ حدیث کو خطاب ”الحدیث“ کے قدیم غیر دل آزار ہونے پر دوسرے فرقوں کی شہادت

اشاعت السنۃ نمبر ۴ وہ جلد ۹ میں ہے اس میں ان کا کہ ”الحدیث کا خطاب پرانا ہے اور یہ دوسرے اسلامی فرقوں کی دل آزر دہی باہت نہیں ہو سکتا“ ایک مضمون لکھا تھا اور ”تولک“ کے متبرہ حنفیہ سے اسکا ثبوت دیا۔ اور یہ ثابت کیا تھا کہ یہ خطاب اس گروہ کو خود اکابر مذہب حنفیہ وغیرہ اتباع فقہاء نے دیا ہوا ہے۔ اور ان کو فقہاء کے

مقابلہ میں بخطاب "المحدث" یا دیکھا ہے دوسروں کا المحدث کہلانا ان کی دل آزرگی کا باعث ہوتا تو وہ حوزہ ان کو اس خطاب سے کیوں مخاطب کرتے اس خطاب کو اپنے ہی حق میں ہتھال کرتے *

یہ مضمون خدا کی فضل و تائید سے ایسا عام پسند اور ہر دل عزیز ہوا ہے کہ اس کو دوسرے اسلامی فرقوں کے عام لوگوں نے (گروہ المحدث کے موافق تھے خواہ ان کے سخت چین و مخالف) پسند کر لیا ہے۔ اور خطاب المحدث کا قدیم ہونا تسلیم فرمایا۔

موافقین صلح پ کا کلام تو ہمارے مضمون "فرقہ المحدث اور گورنٹ" میں منقول ہو چکا ہے۔ اس مقام میں ہم ان احباب کا کلام نقل کرتے ہیں جو ہمیشہ سے اس گروہ کے مخالف و سخت چین ہے ہیں و مسند اس مضمون کی تصدیق و تائید میں وہ معترف حق ہو گئے ہیں کہ وہ صاحب ہمارے پیار سے دوست اور سراج الاخبار میں جو اپنے پرچہ مطبوعہ ۳۱ جنوری ۱۳۲۷ء میں بالفاظ ذیل ارشاد فرماتے ہیں۔

بشک قدیم سے ایک خاص فرقہ کا نام اہل حدیث چلا آتا ہے جس میں آئمہ اربعہ اور جامعین اور حفاظ حدیث شامل ہیں + + + اور کتب مذکورہ بالا میں جان کہیں اہل حدیث کا لفظ آیا ہے وہاں مراد صرف جامعین احادیث امام بخاری و مسلم وغیرہ سے ہے اور صرف یہی لوگ اس خطاب سے مخصوص ہیں۔

اس تصدیق و اعتراف حق میں اس دوست نے کمال انصاف سے کام لیا ہے اور انحضرت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثابته ثمانية (الان في هذا)
انقول بالحق في الرضا والصفاء (مشكوة)

سب سے پورا اعلیٰ کیا۔

ہم ان کے اس اعتراف حق کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ اور اس تصدیق مضمون کے
دل سے شکر گزار ہیں اور اس کے شکر میں دست بدعا ہیں کہ خداوند تعالیٰ انکی
بصیرت کو اور بڑائے اور ان کی حق بینی کی توفیق کو زیادہ کرے۔ ہمارے
دل میں جو ان کی سابق کج بخشی پر رنج پیدا ہو گیا تھا جبکہ سب ہم نے ان سے اپنے
پرچہ کا مبادلہ موقوف کرنا چاہا تھا وہ اب دور ہو گیا ہے۔ بلکہ اس حق گوئی انھما
پر وہی سے ان کو یہ حق حاصل ہو گیا ہے کہ آئندہ وہ بلا بدل بھی پرچہ لین۔ اور
انشاء اللہ تعالیٰ لیتے رہیں گے۔

اس دوست کو جو شبہہ پیدا ہو گیا ہے کہ اہل بیت زمانہ حال اہل بیت زمانہ سابق
کی مثل جنکو ہمارے اکابر اہل بیت کا خطاب دیا ہوا ہے کیونکر ہو سکتی ہیں اور جو
یہ کتب حدیث کے خود جامع نہیں ہیں اور نہ تصحیح و تضعیف حدیث میں خود محقق
ہیں۔ یہ ذرا اور فکر و تامل کرنے سے خود بخود دور ہو جائے گا دل کو حق کی
طرف رجوع ہوا ہے تو ایسی شبہات واپس کا استقرار اس میں کب ممکن ہے
اور ہمارے مضمون مذہبی القاب کی بنا صرف دعویٰ پر ہوتی ہے جو مختص
شایع ہو گا نیز آپ کو اس شبہہ کے ازالہ پر مدد دینگا۔

نقل

اہل بیت

منجانبہ قد اہل بیت و ممبران دیگر فرقا اہل اسلام
بمختصر سرچاپ اس مضمون اچھین صاحب بہادر کے سی ایس آئی
سی۔ آئی۔ ایل۔ ایل ڈی ٹی ٹسٹ گورنر پنجاب وغیرہ
آج ممبران فرقہ اہل بیت و دیگر فرقا اہل اسلام حضور والا کی عالی خدمت میں اس

موقعہ پر (جبکہ حضور اس صوبہ سے مرخص ہوئے ہیں) کمال ادب و اخلاص کے ساتھ حضور والا کے خسروانہ احسانات و مربیانہ عنایات کا شکریہ ادا کرنے اور حضور کی مفارقت پر دلی افسوس ظاہر کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے

ہیں *

(۳) حضور والا کے شانہ عنایات و مربیانہ توجہات ابتداء رونی افزوی ہندوستان سے اس عہد گورنری تک اس ملک ہندوستان پر اس کثرت تواتر سے مبعذول رہی ہیں کہ اگر ان کو متواتر باران رحمت یا موبزون دریا موبہبت کہا جائے تو جی نہیں ہے *

(۴) ملک پنجاب پر حضور والا کا یہ احسان تمام آئندہ نسلوں تک یادگار رہیگا کہ حضور نے یونیورسٹی کا وہ علمی لودہ جو مبارک ماتحتوں سے لگایا تھا ایسا سرسبز و شاداب کیا کہ آج اسکے فوائد سے تمام اہل پنجاب مستفید و مستفیض ہو رہے ہیں اور آئندہ ان کو فائدہ پہونچنے کی اور بہت زیادہ امیدیں ہیں *

(۵) حضور والا نے پنجاب میں معزز جوڈیشل عہدون پر ڈیپون کو مامور و معزز فرمایا جن کے حصول کی عزت اس سے پہلے اس صوبہ میں کہیں ڈیپون کو حاصل نہ ہوئی تھی *

(۶) پنجاب میں نوکل سلف گورنٹ کا اجراء بھی حضور کی معاونت و مشاورت سے ہوا ہے *

(۷) پنجاب میں چیف جج کا قیام و استحکام کا قریب بھی ہوتا رہی کے نام نامی پر روز ازل میں ڈالا گیا تھا کہ اس کا ظہور حضور کے عہد سعادت میں ہوا *

(۸) پنجاب میں علمی فری لائبریری کو حضور نے قائم کیا جس کے فیض سے غریب نادار بھی رجوال خرچ نہیں کر سکتے (ویسے ہی کامیاب ہوئے ہیں جبکہ

امیر - مالدار *

(۸) حضور نے دسیون کو اپنی بارگاہ میں اس فیاضی سے دخل دیا کہ وضع و شریف سب کو یکساں فیضیاب ہوتے اور اپنی عرض حاجات کرنے کا یکساں موقع ملتا رہا *

(۹) یہ وہ برکات خردانہ و عنایات شامانہ حضور ہیں جنہے اس ملک کو تمام باشندے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اور غاصک دہل اسلام پر حضور نے یہ شامانہ احسان کیا ہے کہ ان کی نازک اور ضعیف حالت پر رحم فرمایا اور ان کو ترقی کی دوڑ میں اپنی ہم عصر اقوام سے بہت پیچھے رہی ہوئی دیکھ کر ہمسری اقران کا سامان بہم پہنچا دیا یعنی غریب مسلمان طالب العلموں کے لئے اٹھاؤں و طالیف کا حکم اس صوبہ پنجاب میں نافذ کیا ہے یہ احسان اہل اسلام پر ایسا ہوا ہے جو حضور کے کارناموں میں بے شبہ کے لئے صفحہ ہستی پر یادگار رہے گا *

(۱۰) یہ احسان حضور بھی کچھ کم لائق ذکر و قابل فخر نہیں ہے بلکہ اس ایڈریس میں خصوصیت کے ساتھ واجب الذکر ہے جو حضور نے مسلمانوں کے ایک گروہ "الہدیث" پر مبذول فرمایا ہے کہ ان کی نسبت ایک ایسے دل آزاں لفظ "وہابی" کے استعمال کو جس سے ان کی وفاداری و جان شہری میں (جو نازک و حقون پر) ہر ہو چکی اور گورنٹ کے نزدیک ثابت و مسلم ہے) تاؤ و اذیتوں کو شہید ہوئے اور درشت استقامت گورنٹ ہند و دود فرمایا اور سرکاری کاغذات میں اسکی اعمال سے ممانعت کا حکم نافذ کیا *

(۱۱) ہم اہل اسلام عموماً اور فرقہ الہدیث خصوصاً حضور کے ان احسانات و عنایات خردانہ کا دل سے مشکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس کو اپنی پر حسرت دل سے افسوس کرتے ہیں کہ ہم بہت جلد حضور کے آئندہ ربانہ عنایات سے

محروم ہونے والے ہیں +

(۱۲) ہم باشندگان پنجاب خصوصاً اہل اسلام علی الخصوص الہمدیش کو جس قدر حضور کی مفارقت کا افسوس ہے اس کے پورے اور سچے طور پر اظہار کے لئے کافی الفاظ نہیں ملتے یہ لہذا بجائے اس اظہار افسوس کے اس ناچیز ایڈریس کے خاتمہ میں ان کلمات دعائیہ کی عرض پر اکتفا کرتے ہیں کہ خداوند عالم فیض گنجور کو صحت و سلامتی کے ساتھ وطن و لوٹ میں پہنچائے اور پہرہ بند جلد حضور کو عہد گورنر جنرل پر امور و معزز فرما کر سندھ و ستان میں لاوے ہماری آنکھوں کو دوبارہ حضور کے دیدار کے فیض آثار سے مشور کرے

آمین ثم آمین

بوطن رفتنت مبارک باد سلامت روی و باز آئی

یہ ایڈریس بذریعہ ڈیپوشن برائز رفتنت گورنر کے حضور میں ۲۴ مارچ ۱۹۴۷ء کو پیش ہوا۔ لہذا الہمدیش پنجاب اس ایڈریس کی انید میں حسب ہدایت مقررہ دستخط ارباب مکرمین۔ ایڈریس پر الہمدیش کو علاوہ دوسرے اسلامی فرقوں کے اعیان لاہور نے بھی دستخط کئے ہیں جنکے نام نامیہ مد خطاب ذیل میں لکھو جاتی ہیں۔

- (۱) جناب نواز علی صاحب سی آئی ای لایف پریزیڈنٹ انجمن اسلامیہ لاہور (۲) جناب نواز علی صاحب سی ایس آئی پریزیڈنٹ انجمن اسلامیہ لاہور (۳) نواب غلام محمد صاحب جانی صاحب ٹیس لاہور (۴) خان بہادر فقیر سید قمر الدین صاحب ٹیس انیری مجسٹریٹ لاہور (۵) خان بہادر سید عالم شاہ (۶) پیشہ اکثر اسٹنٹ کشنر (۷) جناب مولوی خلیفہ سید الدین صاحب قاضی شہر لاہور و پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور (۸) جناب مولوی غلام محمد صاحب امام سہی شاہی لاہور (۹) انعام علی صاحب بی اسے (۱۰) منشی محمد علی صاحب چشتی ایڈیٹر فریق ہند (۱۱) ڈاکٹر صاحب اسٹنٹ سرجن (۱۲) منشی محمد اسماعیل صاحب وکیل لاہور۔ ان حضرات سے

ڈیپوشن الہمدیش میں بھی شامل تھے۔ اور علاوہ ان کے اور صاحب جنکے دستخط ایڈریس پر نہیں کر سکے۔